«وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ» (سورة العنكبوت: ٦٩)

(اور جو لوگ ہمارے دین کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں: ہم ضرور ان کو اپنی راہیں کھاتے ہیں اور اللہ تعالی یقینا نیکوکاروں کے ساتھ ہیں)

الفرقان

بين الحق والباطل

في علم التصوف والإحسان

تصنیف

شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا محمد مشاہد بایم پوری سلہٹی

قدّس سرّہ

وفات: ۱۹۷۱ء

تصحیح، تخریج وتسہیل

عبید اللہ اسعد قاسمی

استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ امید نگر، حبیب گنج

مقدمہ ٦
بسم اللہ الرحمن الرحیم ٨
فصل: تصوف اور اس کا مقصد ١٧
فصل: في غاية الغايات (مقصد اصلی کا بیان) ١٨
فصل في العوارض (رکاوٹوں کا بیان) ٢١
فصل: في الفرق بين العامّيّ والعالم والعارف ..... ٢٢ (عام آدمی، عالم اور عارف درمیان فرق کا بیان) ٢٢
ایمان تقلیدی، ایمان استدلالی اور ایمان تحقیقی: ایک مثال ٢٤
فصل: في الفرق بين علم اليقين وعين اليقين وحق اليقين (علم یقین، عین یقین اور حق یقین کے درمیان فرق کا بیان) ٢٥
فصل: في الفرق بين العالم والعارف (عالم اور عارف کے درمیان فرق کا بیان) ٢٧
فصل: قلب، روح اور نفس کے بیان میں ٢٨
فصل: جذب اور سلوک کے بیان اور اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کی تفصیل ٣٠
باب في الرياضة والمجاهدة (تربیت نفس کا بیان) ٣٦
تنبیہ عظیم: ٥٢
أبواب التطهير والتزكية (تزکیہ نفس کا بیان) ٦٥
باب في أمراض القلب وتطهيرها (قلبی امراض اور اس کی صفائی کا بیان) ٦٧
فصل في الشرك (شرک کے بیان) ٦٨
تنبیہ: ٧٣
فصل في الكفر (کفر کا بیان) ٧٤
تنبیہ ٧٥
فصل في النفاق (نفاق کا بیان) ٧٥
فصل في البدعة (بدعت کا بیان) ٧٨
فصل في الالحاد (الحاد کا بیان) ٧٩
تنبیہ ٨٢
تنبیه ٨٣
فصل: في فساد النية (بگاڑ نیت کا بیان) ٨٤
فصل في الحرص والطمع وما يتعلق بهما (حرص ولالچ اور متعلقات کا بیان) ٨٧
علاج الحرص والطمع (حرص اور طمع کی علاج) ٩٠
تنبیہ ٩٧
فصل: في الغضب وما يتعلق به (غصہ اور متعلقات کا بیان) ٩٨
اسباب غضب اور اس کی دوا ١٠٢
علاج الغضب المذموم (غضب مذموم کی دوا) ١٠٤
فصل في الحقد (بغض وکینہ کا بیان) ١١١

علاج الحقد (بغض وکینہ کی دوا) ١١٢
فصل في الحسد (حسد کا بیان)..... ١١٣
اسباب حسد ١١٥
علاج الحسد (حسد کی علاج)..... ١١٦
غبطہ اور منافست ١٢٢
فصل: في الكبر والعجب (بڑائی اور خود پسندی کا بیان)..... ١٢٤
علاج الكبر (بڑائی کی علاج)..... ١٣٠
فصل: في حب الدنيا سيما حب المال وحب الجاه ..... (دنیا کی محبت خاص طور پر مال وجاہ کی محبت کا بیان)١٣٦
تنبیہ ١٤٠
الفصل الأول (فصل اول) ١٤٢
الفصل الثاني (فصل دوم) ١٥٢
دوسروں کے مفاد ترجیح دینے کا بیان ١٥٩
الفصل الثالث (فصل سوم) ١٦٤
الفصل الرابع (فصل چہارم)..... ١٦٨
مبحث ١٧٤
باب: التزكية عن شهوة البطن وآفات اللسان وسائر الجوارح (پیٹ کی شہوت اور زبان وتمام اعضا کی آفتوں کا بیان) ١٨٢
باب: آفات اللسان (زبان کی آفتوں کا بیان)..... ١٨٢
فصل: في آفات اللسان على سبيل الإجمال (زبان کی آفتوں کا اجمالی بیان) ١٨٣
شهادة الزور: ١٩٢
اليمين الغموس:..... ١٩٣
الكلام في ذات الله أو صفات الله أو في دين الله بغير علم أو خلاف العلم المستفاد من مشكاة النبوة. ١٩٤
الغيبة:..... ١٩٨
تنبيه:..... ١٩٩
النميمة: چغلی کرنا ٢٠٠
المدح (تعریف کرنا): ٢٠٢
السخرية (مزاق کرنا): ٢٠٣
إيذاء الناس(لوگوں کو تکلیف دینا):..... ٢٠٤
المخاصمة(جھگڑا کرنا):..... ٢٠٤
المجاورة والمماراة(کٹ حجتی اور ظلم کرنا):..... ٢٠٥
السب والفحش(گالی اور فحاشی کرنا):..... ٢٠٥
فضول الكلام(بے ہودہ بات چیت کرنا) ٢٠٥
فصل في آفات الجوارح وشهوة الفرج (اعضا کی آفتوں اور شہوت شرم گاہ کا بیان) ٢٠٥
السمع(کان کی حفاظت):..... ٢٠٧
البصر(آنکھ کی حفاظت):..... ٢٠٧

شهوة الفرج(شرم گاہ کی شہوت): ۲۰۷
أبواب التحلية والتعمير (تحلیہ اور تعمیر نفس کا بیان) ۲۰۹
تمہید ۲۱۰
كتاب التوبة (توبہ کا بیان) ۲۱۱
توبہ کی قسمیں: ۲۱۱
ارکان توبہ ۲۱۳
فضائل توبہ ۲۲۱
المتفرقات (متفرقات کا بیان) ۲۲۵
كتاب المحبة (محبت کا بیان) ۲۳۳
تنبیہ: ۲۳۷
باب في محبة الله تعالى لعبده (بندہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیان) ۲۴۰
اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل کرنے کا طریقہ: ۲۴۱
اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہونے کی علامات ۲۴۱
تنبیہ: ۲۵۳
باب محبة العبد لله تعالى (بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا بیان) ۲۵۴
احوال متعلقہ محبت ۲۵۷
أسباب المحبة (اسباب محبت) ۲۵۸
علامات محبة العبد لله تعالى (بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانیاں) ۲۵۹
تنبیہ: ۲۶۱
بیعت کا بیان ۲۷۰
تنبیہ: ۲۷۰
فصل: ۲۷۰
فائدہ: ۲۷۱
مشہور طریقے ۲۷۲
لا اله إلَّا اللهُ اور ذکر اللہ کا بیان ۲۷۲
فائدہ: ۲۷۴
اشغال نقش بندیہ ۲۷۵
مرید کا جائزہ: ۲۷۸
توجہ: ۲۷۸
پاس انفاس: ۲۷۸
لطائف ستہ اور باقی اشغال نقش بندیہ کا بیان ۲۷۹
فائدہ: ۲۷۹
فائدہ: ۲۸۰

فائدہ: ۲۸۰
فائدہ: ۲۸۱
فائدہ: ۲۸۲
فائدہ: ۲۸٤
فائدہ: ۲۸٤
مراقبہ کا بیان ۲۸۸
تنبیہ: ۲۸۸
حقیقت مراقبہ: ۲۸۹
مراقبہ: ۲۹۲
مراقبہ: ۲۹۲
مراقبہ: ۲۹۲
تنبیہ ۲۹۳
فائدہ: ۲۹۳
فائدہ: ۲۹٤
فائدة مهمة: ۲۹٤
الأشغال المشهورة عند ساداتنا الجشتية (ہمارے چشتی حضرات کے مشہور اسباق) ۲۹۷
تیرہ تسبیح: ۲۹۷
بقية أبحاث المحبة وعلاماتها (محبت اور علامات محبت کے ماباقی ابحاث) ۲۹۸
تنبیہ: ۳۰۰
تنبیہ: ۳۰۰
تنبیہ: ۳۰۱
آیت مذکورہ کے متعلق حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ کے اقوال ۳۰۳
لطيفة فيما يتعلق بالآية من الأحاديث والأقوال (لطیفہ: آیت کے متعلق احادیث اور آثار) ۳۰۸
اللطيفة المهمة ۳۱۵
(اہم لطیفہ) ۳۱۵

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. إن أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدي هدي محمد، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾. [آل عمران: ١٠٢]. ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾. [النساء: ١]. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا * يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾. [الأحزاب: ٧٠-٧١].

حمد وصلاۃ کے بعد؛ امام ابو یحیی زکریا الانصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف ان کیفیات کا علم ہے جن کے ذریعہ نفس کا تزکیہ اور اخلاق کا تصفیہ اور ظاہر و باطن کی تعمیر ہوتی ہے تاکہ انسان ابدی سعادت حاصل کر سکے۔(الرسالۃ القشیریہ) حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف تمام لذات نفسانی کو ترک کر دینے کا نام ہے۔(الرسالة القشيرية في علم التصوف، ص ٨٣، مطابع مؤسسة دار الشعب) حضرت ابو علی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ تصوف پسندیدہ اخلاق (کو اختیار کرنے) کا نام ہے۔ حضرت جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ تصوف ہر اخلاق حمیدہ کو اختیار کرنے اور ہر اخلاق رذیلہ کو ترک کرنے کا نام ہے۔(المسند المستخرج على صحيح مسلم لأبي نعيم الأصفهاني «٢: ٩٣٩»، العلمية)

مندرجہ بالا تمام تعریفات سے یہ معلوم ہوا کہ تمام اخلاق حسنہ کو اختیار کرنے، تمام اخلاق رذیلہ کو ترک کرنے بالخصوص ظاہر کے ساتھ باطن کی اصلاح اور تعلق مع اللہ قائم کرنے، دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے اور ہر معاملہ میں رضائے الٰہی کی طلب اور اس پر راضی رہنے کو تصوف کہا جاتا ہے۔ اس عظیم فن میں بہت سی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں اور تا قیامت کی جائے گی ان شاء اللہ، لیکن کتاب «الفرقان» نئے انداز میں تزکیہ نفس پر مبنی ایک مستند کتاب ہے، عصر حاضر کے علمائے کرام اور اہل علم حضرات نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اصلاح نفس کے لئے صرف کتابوں کا مطالعہ کافی نہیں ہے بل کہ حقانی علما اور ربانی مشایخ کی صحبت اور قربت بھی چاہئے، لیکن یہ بات ضروری یا واجب نہیں بل کہ مستحب ہے۔ اگر صحبت کے بغیر اصلاح نفس ہو جائے تو بیعت کی ضرورت نہیں البتہ بہر حال اصلاح نفس ضروری ہے۔

طویل عرصے سے کتاب کے قلمی نسخہ چھپتے رہے، بعد میں اگرچہ کمپیوٹر کتابت ہوئی لیکن اس کی تصحیح اور تخریج نہیں کی گئی۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ ایک عرصے سے بندہ کی تمنا تھی کہ اپنی قلت بضاعت کے باوجود اس پر بھی کام کروں اور رب التوفیق سے ہمیشہ اس کی توفیق بھیک مانگتا رہا ہوں، بالآخر اللہ تعالی نے مجھے توفیق عطا فرمائی ہے۔ بندہ نے کتاب میں حسب ذیل کام انجام دیا: (۱) کتاب میں میں جتنی آیات، احادیث اور نصوص ہیں سب کی تخریج اور اردو ترجمہ کیا ہے۔ تخریج میں اصل کتاب کی عبارت سے موازنہ کر کے جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی اصلاح کر دی گئی۔ جن مقامات میں مصنف یا کتاب کا نام ادھوری ہے وہاں مکمل نام لکھ دیا ہے۔ (۲) ضرورت محسوس کرتے ہوئے بعض مقام پر تعلیقات مفیدہ درج کیا گیا۔ پیچیدہ الفاظ کے سلسلے میں جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں تعلیق میں تشریح، متبادل لفظ یا ترجمہ لکھ دیا ہے۔ (۳) کتاب میں جتنی غلطیاں اور تصحیفات تھیں سب اصلاح کی گئی مگر تعلیق میں بیان نہیں کیا گیا۔ (۴) متن کو مزید بہتر بنانے کے لئے غیر مکمل آیات، احادیث اور نصوص کو تکمیل کیا

گیا۔(۵) تمام آیتوں کے ترجمے حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد پالن پوری قدس سرہ کی «تفسیر ہدایت القرآن» سے، اکثر احادیث اور نصوص کے ترجمے مترجم کتابوں سے حذف وترمیم کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

قارئین سے عموما اور اہل علم سے خصوصا آخری گزارش یہ ہے کہ اگر کتاب میں کسی طرح کی غلطیاں نظر آئے تو مجھے اطلاع کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے گا اور ہم آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دیں گے۔ میں ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی طرح کا مجھے تعاون فرمایا ہے، اللہ تعالی ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں شکر گزار ہوں حضرت مولانا محمد فخر الاسلام صاحب زید مجدہ استاذ جامعہ اسلامیہ عربیہ امید نگر حبیب گنج کا، جنہوں نے پروف ملاحظہ فرما کر بہت بڑا احسان فرمایا۔ میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جناب حضرت مولانا محمد مجیب الرحمٰن بن مولانا پروفیسر محب الرحمن صاحب زید مجدہما کا، جن کی مالی معاونت پر کتاب منظر عام پر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

عبید اللہ اسعد قاسمی

استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ امید نگر، حبیب گنج، بنگلہ دیش

بجے رات ۱۱:۳۵، بہ روز منگل، ۲ مئی ۲۰۲۳ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

«اللہ» خالق کائنات، رب العالمین، الرحمن الرحیم کا اسم اعظم اور ذاتی نام ہے۔ یہی لفظ «اللہ» ان کی ذات بحت پر دلالت کرتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر اسامی ان کے صفاتی نام ہیں جو ان کی ذاتی صفات و کمالات یا فعلی کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ چوں کہ کمالات الہیہ غیر متناہی و بے شمار ہیں اس لئے ان کے لئے اسماء حسنی بھی غیر متناہی ہیں اور ان کے مظاہر جس کو کائنات یا عالم سے تعبیر کرتے ہیں وہ بھی منتہی کی جانب سے غیر متناہی ہی ہیں۔ اللہ تعالی کے ان غیر متناہی اسماء حسنی کے دو نوع ہیں:

نوع اول: اسماء جمالیہ، جس کے مظہر اتم کو جنت، دار الرحمۃ، دار السلام اور دار النور سے تعبیر کرتے ہیں۔

نوع دوم: اسماء جلالیہ، جس کے مظہر اتم کو جہنم، دوزخ، دار الظلم اور دار العقاب وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اللہ تعالی کی مخلوقات کے لا محدود سلسلہ میں سوائے اولاد آدم اور نوع انسان کے کوئی نوع بھی ایسی نہیں جو اس کے اسماء جلالیہ و جمالیہ دونوں کے مظہر اتم ہوں، انسان ہی صرف وہی نوع ہے جو اپنے محبوب حقیقی کے جمال و جلال اور بہ لفظ دیگر جملہ اسماء حسنی کے حامل اور مظہر ہے۔ «صحیح بخاری» میں ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ نَفَرٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٍ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ؛ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ. فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ .فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللَّهِ. فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ».[1] یعنی اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت یعنی صفات کا محل ظہور اور متجلی یعنی آئینہ بنایا۔ فمعنى «على صورته»: إما على صفاته تعالى كما تقول صورة المسألة كذا أو على الصورة التي اختارها الله تعالى لتجليه بأسمائه أو على الصورة المرضية

---

[1] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الِاسْتِئْذَانُ | بَابُ بَدْوِ السَّلَامِ، رقم الحديث :٦٢٢٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْجَنَّةُ وَصِفَةُ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا | بَابٌ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ، رقم الحديث: ٢٨٤١. ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی اپنی صورت میں پیدا کیا، ان کی لمبائی ساٹھ گز تھی۔ جب اللہ نے ان کو پیدا کیا تو کہا کہ جاؤ اور ملائکہ کی اس جماعت کو جو بیٹھی ہے سلام کرو اور سنو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؛ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ چناں چہ انھوں نے کہا «السلام علیکم» فرشتوں نے کہا «السلام علیکم ورحمۃ اللہ»، ان فرشتوں نے لفظ «رحمۃ اللہ» زیادہ کیا۔ پس ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہو گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا۔ اس وقت سے اب تک آدمیوں کے قد میں کمی ہو رہی ہے۔

عنده تعالى على أن الإضافة تشريفية كما في «بيت الله»، و«روح الله». قال الله تعالى: «إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ» «فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ»[1] أو على صورة آدم.[2]

انسان ہی وہ نوع ہے جس کے بعض افراد غرور، نخوت اور انانیت میں مست ہو کر «أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى» کی صدا دنیا میں بلند کر رہے ہیں اور آخرت میں رئیس اہل جہنم کا خطاب حاصل کرنے والے ہیں اور اس کے بعض افراد کا حال یہ ہے کہ کبھی وہ اللہ احد کی احدیت میں اس قدر محو ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے وجود کا بھی قائل نہیں ہوتا اور کبھی اس کی الوہیت اور محبوبیت کا اس قدر گرویدہ ہوتا ہے کہ دن رات اس کی عبادت میں سرشار و مست رہتا ہے اور اس کی رضا جوئی میں اپنی جان تن اور مال سب کچھ فنا کر دینا چاہتا ہے۔ اس کو خوش کرنے کے لئے ہر وہ عقائد، اخلاق اور عمل جو اپنے محبوب حقیقی کے نزدیک ناپسند ہیں ان سے بے زار رہتا ہے اور ان سے تزکیہ کرتا رہتا ہے اور وہ عقائد، اخلاق اور عمل جو اپنے محبوب حقیقی کے نزدیک پسندیدہ ہیں ان سے تحلیہ شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالی کی محبت اور اللہ تعالی کی تعظیم اس کی جان اور روح کی روح ہو جاتی ہے۔ اللہ احد کے ساتھ ایک محبت آمیز تعظیم کا رابطہ اور نسبت قائم ہو جاتا ہے۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس * ہست رب الناس را با جان ناس[3]

اگر مسجد میں ہوتا ہے یا بازار میں، جنگل میں ہوتا ہے یا مکان میں، ہر حالت میں اللہ تعالی کے ساتھ ہوتا ہے۔ «وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ»[1] سوائے اللہ تعالی کے کسی دوسری شیء (چیز) کو لائق توجہ نہیں سمجھتا۔ جو کچھ کرتا ہے اسی کے لئے کرتا

---

[1] من سورة ص: ٧١-٧٢.

[2] ترجمہ: اپنی صورت پر ہونے کا مطلب یا تو اس کی صفات پر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مسئلہ کی صورت ایسی ہے، یا اس صورت پر جسے خدا تعالی نے اپنے ناموں کی تجلی کے لئے منتخب کیا ہے یا اپنا پسندیدہ صورت پر۔ اس وقت اضافت تشریفی ہوگی جیسا کہ «اللہ کا گھر» اور «اللہ کی روح» میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یاد کرو جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ بے شک میں مٹی سے ایک انسان کو بنانے والا ہوں۔ پس جب میں اس کو ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑھنا۔ یا آدم کو دی ہوئی صورت میں پیدا کیا ہے۔

[3] مطلب: ارواحِ انسانیہ کا حق تعالیٰ سے اتصال بے تکیف اور بے قیاس ہے یعنی اس اتصال کا عقولِ انسانی ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ کیوں کہ مخلوق کی صفاتِ محدودہ کے لئے خالق کی صفاتِ غیر محدودہ کا احاطہ محال ہے۔ (معارف مثنوی اردو شرح مثنوی)۔

ہے۔ اگر دیکھتا ہے تو اسی کے لئے، اگر سنتا ہے تو اس کے لئے، اگر بولتا ہے تو اس کے لئے، اگر چلتا ہے تو اس کے لئے، اگر لیتا ہے تو اس کے لئے، اگر دیتا ہے تو اس کے لئے، اگر نہیں دیتا ہے تو اس کے لئے، اگر محبت کرتا ہے تو اس کے لئے اور اگر بغض رکھتا ہے تب بھی اس کے لئے۔ قَالَ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحَبَّ لِلَّه، وَأَبْغَضَ لِلَّه، وَأَعْطَى لِلَّه، وَمَنَعَ لِلَّه؛ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ». رواه أبوداود وغيره. [٢] وقال النبي صلى اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ». أخرجه البخاري.[٣] القصہ وہ اپنے مولی کا ہو جاتا ہے اور مولی اس کا ہو جاتا ہے۔ اس کے مولائے کریم الرحمن الرحیم اس پر اپنی خصوصی محبت کی نظر ڈال دیتا ہے۔ اس کے قلب کا دروازہ

---

[١] من سورة الحديد: ٤. ترجمہ: اور وہ تمہارے ساتھ ہیں جہاں کہیں تم ہو۔

[٢] سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ | بَابٌ: الدَّلِيلُ عَلَى زِيادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِه، رقم الحديث: ٤٦٨١. ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ ہی کے رضا کے لئے محبت کی، اللہ ہی کے رضا کے لئے دشمنی کی، اللہ ہی کے رضا کے لئے دیا اور اللہ ہی کے رضا کے لئے منع کر دیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

[٣] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ التَّوَاضُعِ، رقم الحديث: ٦٥٠٢. ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ میری فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو پناہ دیتا ہوں اور جس کام کو کرنے والا ہوتا ہوں اس کے کرنے میں مجھے تردد نہیں ہوتا۔ جس قدر مجھے نفس مؤمن سے تردد ہوتا ہے کہ وہ موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کے برا سمجھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

کھول دیتا ہے اور اس کے قلب کو اپنے اسماء حسنی کا خصوصی تجلی گاہ بنالیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے محبوب حقیقی کو عین بصیرت سے مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔

حضوری گر ہمی خواہی از وغائب مشو حافظ * متی ما تلقی من تھوی دع الدنیا واھملہا[1]

محبوب حقیقی کی حضوری و محبت اس کے قلب پر مستولی ہو جاتی ہے اور اس کے اسماء حسنی کی نوع بنوع تجلیات اور اس کے وصال و مشاہدہ سے اس کو اس قدر طمانینت و سکون اور سکینہ حاصل ہو جاتا ہے کہ عبادت کی حلاوت اور محبوب حقیقی کی رضا جوئی کی لذت اسے محسوس ہوتی رہتی ہے۔ گویا دنیا بھی اس کے حق میں طمانیت و سکون کی ایک جنت بن جاتی ہے۔ نسیم انس باللہ «فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ»[2] کا منظر اس کے سامنے پیش کر دیتی ہے۔

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی * کہ یک دم بہ خدا بودن بہ از ملک سلیمانی[3]

حافظ ابن القیم وابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہما نے کیا خوب لکھا ہے کہ «للمؤمنين جنتان: جنة في الدنيا وجنة في الآخرة، فمن لم يدخل جنة الدنيا لم يدخل جنة الآخرة».[4] یعنی مؤمن کے لئے دو جنت ہیں: ایک دنیا میں اور دوسری آخرت میں۔ پس جو دنیا کی جنت میں داخل نہیں ہوا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ پس جنت دنیا سے مراد اللہ کی عبودیت میں غرق ہو جانا، اس کی توحید و محبت میں ڈوب جانا، اس کے اسماء حسنی کی تجلی اور اس کا مشاہدہ۔ اس کے ساتھ اطمینان کلی و سکون اور انس باللہ وغیرہ ہے اور جنت آخرت سے مراد اس کے مہمان خانہ میں پہنچ کر اس کی دیدار اور کلام سے مستفید ہونا ہے۔ قال الله تعالى: «يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ» «ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً» «فَادْخُلِي فِي عِبَادِي» «وَادْخُلِي

---

[1] ترجمہ: اگر محبوب حقیقی کے دربار کی حضوری اور قرب چاہتے ہو تو اس سے غافل مت ہو کہ اس کی طرف متوجہ رہو اور جب اپنے محبوب سے ملاقات کرو یعنی اس کی عبادت میں مشغول ہو تو دنیا اور مافیہا کی طرف التفات مت کرو۔

[2] من سورة الواقعة: ٨٩. ترجمہ: پس اگر وہ شخص (مرنے والا) مقربین (سابقین) میں سے ہے تو اس کے لئے راحت اور روزی اور آرام کا باغ ہے۔

[3] ترجمہ: حضرت خاقانی فرماتے ہیں: پس تیس سال کی تحقیق کے بعد خاقانی پر یہ راز کھلا کہ یک دم کے لئے بہ خدا ہونا ملک سلیمانی کے تصرف سے بہتر ہے۔

[4] ينظر: مدارج السالكين في منازل السائرين (٢: ٨٨)، للإمام ابن قيم الجوزية (ت ٧٥١ ه)، طبع دار عطاءات العلم – الرياض.

جَنَّتِي».[١] وقال تعالى: «إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ» «فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ».[٢] امام غزالی اور زبیدی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: «ولو لم يكن للمطيع جزاء على عمله إلا ما يجده من حلاوة الطاعة وروح الأنس بمناجاة الله تعالى لكان ذلك كافيا، فكيف بما ينضاف إليه من نعيم الآخرة؟ نعم هذه اللذة لا تكون في ابتداء التوبة ولكنها بعدما يصبر عليها مدة مديدة وقد صار الخير ديدنا كما كان الشر ديدنا، فالنفس قابلة – ما عودتها تتعود – والخير عادة والشر لجاجة». [٣]

فصل: اس کو ثانوی محبت اس ذات پاک سے ہوتی ہے جن کے قلب منیف کو اللہ احد نے اپنے اسمائے حسنی کا افضل ترین متجلی بنایا اور ان کے ساتھ محبت کا رشتہ قائم کیا جو نہ اور کسی سے کیا اور نہ کرے گا۔ محبت الٰہی کی جذب وکشش نے ان کو مقام محبوبیت کا واحد اور فرد بنادیا۔ اللہ احد نے اپنی رحمت ذاتیہ اور محبت ذاتیہ سے اپنی صفت احد کی وہ خصوصی تجلی جو اور کسی پر نہیں ہوگی ان کی ذات گرامی اور حقیقت شریفہ پر ڈالی، جس سے وہ حقیقت عالم ظہور میں بہ نام احمد ومحمد ظاہر ہوئی، یعنی سرکار دوعالم روحی فداہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے ساتھ یہ ثانوی محبت نہ اس لئے ہے کہ وہ بہت ہی خوب صورت تھے اور نہ اس لئے کہ وہ بہت ہی شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور نہ اس لئے کہ وہ عبد اللہ کے بیٹے تھے، اور نہ اس لئے کہ وہ بہت ہی شجاع اور سمجھ دار تھے، بل کہ صرف اس لئے کہ ان کے ذریعہ سے ہم کو اپنے حقیقی محبوب اللہ احد کا صحیح راستہ معلوم ہوا۔ انہوں نے اللہ

---

[١] من سورة الفجر: ٢٧–٣٠. ترجمہ: اے چین پکڑی ہوئی روح! چل اپنے رب کی طرف تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔ (یہ سنتے ہی روح نکلنے کے لئے بے تاب ہو جائے گی، مگر وہ بدن سے بندھی ہوئی ہوگی، اس لئے جب فرشتے بند کھولیں گے نحر سے نکل جائے گی۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالی اس سے فرمائیں گے:) اب میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں پہنچ جا!

[٢] من سورة القمر: ٥٤–٥٥. ترجمہ: بے شک پرہیز گار باغوں اور نہروں میں ہوں گے، سچے مرتبہ میں قدرت والے بادشاہ کے پاس!۔

[٣] إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين (١٠: ٧٠٦)، دار الكتب العلمية. ترجمہ: اگر مطیع کو اس لذت علاوت اور راحت کے علاوہ کوئی اور جزا نہ ملتی تب بھی کافی تھی، لیکن اللہ نے اس کے علاوہ بھی دوسری نعمتیں دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ لذت وحلاوت توبہ کی ابتدا میں حاصل نہیں ہوتی، لیکن جب آدمی توبہ پر کچھ عرصے صبر کر لیتا ہے اور خیر اس کی طبعیت میں داخل ہو جاتا ہے جس طرح شر آدمی کا مزاج بن جاتا ہے تب وہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ پس نفس قابل ہے یعنی جب اس کو عادت ڈالیں وہ عادی ہو جاتی ہے، خیر کی عادت ہو جاتی ہے اور شر مزاج بن جاتی ہے۔

احد کی صحیح راہ، صراط مستقیم کے بتانے میں اور اس کی طرف لوگوں کو بلانے میں وہ وہ مصیبتیں برداشت فرمائیں جن کے تصور سے بھی جی کانپ اٹھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ». أخرجه الترمذي وغيره.[1] قال عبد الرحمن المباركفوري رحمه الله تعالى في شرحه: «ومعنى الحديث: حين خرج النبي صلى الله عليه وسلم هاربا من مكة إلى الطائف في ابتداء أمره إلى عبد كلال رئيس أهل الطائف ليحميه من كفار مكة حتى يؤدى رسالة ربه فسلط على النبي صلى الله عليه وسلم غلمانه فرموه بالحجارة حتى أدموا كعبيه صلى الله عليه وسلم». [2]

وفي هذه الواقعة دعا النبي صلى الله عليه وسلم دعائه المشهور: «اللّهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُوْ ضَعْفَ قُوَّتِيْ، وَقِلَّةَ حِيلَتِيْ، وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ، يَا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ. أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّيْ، إِلَى مَنْ تَكِلُنِيْ؟ إِلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِيْ؟ أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِيْ؟ إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أُبَالِيْ، وَلَكِنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ أَوْسَعُ

---

[1] سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، الرقم: ٢٤٧٢.
ترجمہ: مجھے اللہ کی راہ میں ایسا ڈرایا گیا کہ اس طرح کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے ایسی تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں کہ اس طرح کسی کو نہیں پہنچائی گئیں۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ورات گزر جاتے اور میرے اور بلال کے لئے کوئی کھانا نہیں ہوتا کہ جسے کوئی جان والا کھائے سوائے تھوڑی سی چیز کے جسے بلال اپنی بغل میں چھپا لیتے تھے۔

[2] ينظر: تحفة الأحوذي بشرح سنن الترمذي (٧: ١٧١)، دار الفكر، وعارضة الأحوذي بشرح سنن الترمذي (٩: ٢١٢)، العلمية. ترجمہ: عبد الرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب ابتداء اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے طائف کی طرف اہل طائف کے سردار عبد کلال کے پاس گئے تاکہ وہ آپ کی حفاظت کرے مکہ کے کفار سے یہاں تک کہ آپ اپنے رب کا پیغام پہنچا دیں۔ چناں چہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بچوں کو مسلط کر دیا اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسانا شروع کر دیا یہاں تک کہ سنگ باری سے آپ کے مبارک قدم زخمی ہو گئے اور خون بہنا شروع ہو گیا۔

لِي، أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ، وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِيْ غَضَبَكَ، أَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سُخْطُكَ، لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ». (١)

اللہ احد نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی راہ کا نور بنایا۔ «قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ»(٢) اور اپنے سچے محبین سے کہہ دیا کہ اگر تم واقعی میری تلاش میں ہو اور مجھ سے سچی محبت رکھتے ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم چلو، ان کے اتباع میں درجہ کمال حاصل کرو۔ تم کو میں مقام محبت میں فائز کروں گا، بل کہ تمہیں مقام محبوبیت عنایت کروں گا۔ «قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ». (٣) اللہ تعالی نے فرمایا: اے میرے تلاش کرنے والوں! میں نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لئے نمونہ بنا کر بھیجا۔ ان کی پوری شریعت، ان کی

---

(١) رواه الطبراني في «الدعاء»، ص ٣١٥، واللفظ له. وهذا الإسناد ضعيف بسبب عنعنة محمد بن إسحاق، فهو مدلس مكثر من التدليس عن الضعفاء والمجهولين كما وصفه بذلك أحمد والدارقطني. غير أن العلماء ما زالوا يوردون هذا الحديث في كتبهم وتصنيفاتهم، وذلك لأسباب عدة. منها أن ضعف إسناده ضعف يسير. ومنها ما زال العلماء يتسمّحون في رواية الأحاديث اليسيرة الضعف في أبواب السير والمغازي والفضائل.

ترجمہ: اسی واقعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معروف دعا کیا ہے تھا کہ اے اللہ! میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں اے ارحم الراحمین! اے درماندہ ناتوانوں کے مالک! تو ہی میرا رب ہے۔ اے میرے آقا! تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے؟ بے گانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک وبد پر قابو رکھے گا؟ لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں، کیوں کہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں اور دنیا وآخرت کے کام ٹھیک ہوئے۔ تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو اور تجھ کو منانا ہے حتی کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں۔

(٢) من سورة المائدة: ١٥. ترجمہ: بالتحقیق اللہ کی طرف سے بڑی روشنی اور واضح کرنے والی کتاب آچکی ہے۔

(٣) من سورة آل عمران: ٣١. ترجمہ: اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو: اللہ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیں گے اور اللہ بڑے بخشنے والے، بڑے مہربانی فرمانے والے ہیں۔

ساری ہدایات، ان کی مکمل سیرت، تاریخ وحیات تمہارے لئے دستور العمل ہے۔«لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا». (١)

ا للہ تعالی نے اپنے بندوں سے یہ کہہ دیا کہ دیکھو! میری راہ صرف ایک ہی ہے، اور یہ وہ راہ ہے جس کی طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری بصیرت کے ساتھ تم کو بلا رہے ہیں۔«قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ». (٢) اللہ احد نے یہ فرمایا کہ دیکھو! میں واحد ہوں، میرا راستہ بھی واحد ہے۔ میرے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چھوڑ کر تم کسی طریقے سے بھی مجھے تک ہر گز نہیں پہونچ سکتے۔ نہ تم کو سیر فی اللہ نصیب ہو گا، نہ تمہارے قلب میرے اسمائے حسنی کا متجلی بنے گا، اور نہ تم کو میرا مشاہدہ اور نہ میری معیت کا انکشاف نصیب ہو گا۔ «وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ». (٣) «وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ» «صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ». (٤)

---

(١) من سورة الأحزاب: ٢١. ترجمہ: بہ خدا واقعہ یہ ہے کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ کی اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

(٢) من سورة يوسف: ١٠٨. ترجمہ: آپ فرمادی جئے کہ یہ (دین اسلام) میرا راستہ ہے، میں اللہ پاک کی طرف بلاتا ہوں۔ پوری روشنی میں ہوں میں اور میری پیروی کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔

(٣) من سورة الأنعام: ١٥٣. ترجمہ: اور اس لئے ہیں کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہذا اس پر چلو اور دیگر راہوں پر مت چلو، وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم تقوی شعار بنو۔

(٤) من سورة الشورى: ٥٢-٥٣. ترجمہ: اور بے شک آپ سیدھا راستہ دکھاتے ہیں یعنی اللہ کا راستہ جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سنتا ہے! سب چیزیں اللہ کی طرف لوٹیں گی۔

دیکھو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب کچھ ہیں۔ میں نے ان کے قلب پر میرا کلام نازل کیا۔ «نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ» «عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ».(١) میں نے اپنی وحی ان کے منہ پر دی۔ «وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ» «إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ».(٢) میں نے ان کے ساتھ میری نعمت کامل و مکمل کر کے دیدی۔ «الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا».(٣) «وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ». (٤)

طریقت، حقیقت، معرفت، سلوک، تصوف اور علم الاحسان کا خلاصہ محمد ﷺ کے قدم بہ قدم چلنا اور ان کے اتباع میں درجہ کمال حاصل کرنا ہے اور بس۔ ریاضت، مجاہدہ اور تزکیہ کے معنی یہ نہیں کہ انسان اپنی فطری قوی کے ساتھ لڑائی کرے، اور ان کو بے کار بنانے کی کوشش کرے۔ کیوں کہ اولا اس میں کامیاب ہونا تقریبا ناممکن ہے، اور ثانیا یہ لڑائی تو فی الحقیقت خالق فطرت کے ساتھ ہے، بل کہ اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ انسان شریعت محمدیہ کے ذریعہ اپنی فطری قوی کی اصلاح و تہذیب میں کوشش کرے اور ان کو افراط و تفریط سے بچا کر حد اعتدال پر قائم رکھنے میں ہمہ تن متوجہ رہے اور بس، اسی کا نام استقامت ہے۔ قال اللہ تعالی: «إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ» «نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ

---

(١) من سورة الشعراء: ١٩٣-١٩٤. ترجمہ: اس کو امانت دار فرشتے (جبریل) نے اتارا ہے، آپ کے دل پر تا کہ آپ من جملہ ڈرانے والوں کے ہو جائیں۔

(٢) من سورة النجم: ٣-٤. ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ (جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ) وحی ہی ہے جو ان کی طرف کی گئی ہے۔

(٣) من سورة المائدة: ٣. ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا احسان تمام کر دیا، اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

(٤) من سورة آل عمران: ٨٥. ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے گا (اپنائے گا) تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہو گا۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ».[١] وقال تعالى في موضع آخر: «قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ» «الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ».[٢]

فصل: تصوف اور اس کا مقصد

طریقت وسلوک کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کے قلب میں اللہ احد کے ساتھ ایک ایسی محبت و تعظیم کی نسبت حاصل ہو جائے جس کی وجہ سے اللہ احد کی معیت و حضوری بندہ کے قلب پر منکشف ہو جائے، اور وہ بصیرت کی آنکھ سے اللہ تعالی کا مشاہدہ کر تار ہے، اور اس کے قلب و قالب، اعضا وجوارح پر اللہ تعالی کی محبت واحترام، قربت ودنو کی سلطنت وحکومت قائم ہو جائے اور اس کے قلب پر اللہ احد کے اسماء حسنی کی تجلی ایسی ساری وطاری ہو جائے جیسی خوشبو پھول میں اور گھی دودھ میں، اور بندہ اپنی جان وتن سے اللہ تعالی کی رضاجوئی میں مصروف ہو جائے، اور مقام عبودیت میں ایسے پختہ اور راسخ ہو جائے کہ اللہ تعالی کی عبادت اس کے نزدیک الذ الاشیاء بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس کا مراقبہ، اس سے مناجات اور مسامرہ میں ایسی لذت وحلاوت آنے لگے جیسے پیاسا کو ٹھنڈا پانی سے۔

حدیث شریف میں ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا». أخرجه مسلم.[٣] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا

---

[١] من سورة فصلت: ٣٠-٣١. ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر مستقیم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے جنت میں وہ چیز ہے جس کو تمہارا جی چاہے گا اور تمہارے لئے جنت میں وہ چیز ہے جس کو تم مانگو گے۔

[٢] من سورة فصلت: ٦-٧. ترجمہ: کہہ دیں: میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔ پس اس کی طرف سیدھ باندھ لو (یعنی تمام معاملات میں اسی ایک اللہ کا رخ کرو) اور اس سے معافی مانگو، اور بڑی خرابی ہے ان شریک ٹھہرانے والوں کے لئے جو خیرات نہیں دیتے اور وہ آخرت کو بھی نہیں مانتے۔

[٣] صحيح مسلم | كِتَابٌ : الْإِيمَانُ | بَابٌ: مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، رقم الحديث: ٣٤. ترجمہ: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اپنی رضا کا دل سے اعلان کر دیا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔

يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ». أخرجه البخاري ومسلم.[١] اس لئے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ».[٢] حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ جس شخص نے خدا کی خالص محبت کا مزہ چکھ لیا اس کا منہ دنیا سے پھر جائے گا اور اس کو تمام دنیا سے وحشت ہو جائے گی۔

فصل: في غاية الغايات

(مقصد اصلی کا بیان)

اس نسبت کی غایت وغرض یہ ہے کہ سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ان کی پوری شریعت کی پیروی میں درجہ کمال حاصل کرنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تصوف اور سلوک کی غایۃ الغایات اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں درجہ کمال حاصل کرنا ہے۔ مقدم الذکر نسبت جس کو حاصل ہو گئی اس کے حق میں ایمان اور اسلام ایک چیز ہو جاتا ہے، اس کے قلب میں ایمان کا نور قوی ہو کر اعضاو جوارح میں سرایت کر جاتا ہے اور اس کے اعضاو جوارح میں عمل صالح کا ذوق وشوق اس قدر قوی ہو جاتا ہے کہ عبادت کی روح اس کے قلب کی گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہے اور نور ایمان اور نور عمل صالح آپس میں جمع ہو جاتے ہیں اور ایسی حالت میں ایمان کو عمل صالح سے علیحدہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس شخص کے نزدیک کلمہ لا الہ الا اللہ کا معنی اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شریعت خواہ اس کا تعلق اعتقادیات کے ساتھ ہو یا عبادات کے ساتھ، اخلاقیات کے ساتھ ہو یا معاملات یا معاشرت کے ساتھ، شخصی زندگی کی اصلاح کے ساتھ ہو یا اجتماعی وسیاسی نظام کی اصلاح کے

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ١٦، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: خِصَالُ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ٤٣. ترجمہ: تین چیزیں جس شخص میں ہوگی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی لذت حاصل ہوگی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیگر سب چیزوں سے محبوب ہو، جس شخص سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کرے اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے نجات دے دی تو پھر دوبارہ کفر کی طرف لوٹنے کو اتنا برا سمجھے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

[٢] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٣٤٩٠. ترجمہ: اے اللہ! تو اپنی محبت کو مجھے میری جان، میرے گھر والوں اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

ساتھ سب کچھ کلمہ لا الہ الا اللہ میں مندرج ہو جاتا ہے، اور قوله تعالى: «أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ».(١) اور قول النبي صلى الله عليه وسلم: «الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ». أخرجه البخاري ومسلم.(٢) اور قول النبي صلى الله عليه وسلم: «مَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ». أخرجه مسلم.(٣) کے صحیح معنی اس کے قلب پر منکشف ہو جاتے ہیں اور قرآن کریم اور احادیث النبی الامین سے تعارض اٹھ جاتا ہے۔ اس نسبت کو اصطلاح شریعت میں شرح صدر، نور ربانی، سکینہ، ربط القلب باللہ وغیرہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسے شخص کو ایمان تحقیقی، کامل تقوی اور درجہ جذب وولایت خاصہ حاصل ہو جاتے ہیں۔

قال الله تعالى: «أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ».(٤) وقال الله تعالى: «هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا».(٥) وقال النبي صلى الله عليه وسلم:

---

(١) من سورة إبراهيم: ٢٤. ترجمہ: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالی نے کیسی (اچھی) مثال بیان فرمائی ہے۔ پاکیزہ بات جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑیں زمین میں بھی ہوئی ہوں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ أُمُورِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ٩، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ٣٥. ترجمہ: فرمان نبوی کہ ایمان کی کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں، جن میں سب سے بڑھ کر لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کا قول ہے اور سب سے ادنی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کر دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(٣) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، رقم الحديث: ٣١. ترجمہ: جو شخص اس باغ کے باہر دل کے یقین کے ساتھ لا الہ الّا اللہ کہتا ہوا ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو۔

(٤) من سورة الزمر: ٢٢. ترجمہ: پس جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا پس اس کو اس کے پروردگار کا نور ہدایت حاصل ہو گیا۔ سو بڑی خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کے ذکر (قرآن) سے متاثر نہیں ہوتے، یہ لوگ کھلی گم راہی میں ہیں۔

(٥) من سورة الفتح: ٤. ترجمہ: وہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون اتارا تاکہ ان کے ایمان میں مزید ایمان کا اضافہ ہو اور اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا لشکر اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں۔

«مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ؛ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ؛ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ». أخرجه مسلم.[١] وقال الله تعالى: «نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى» «وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا».[٢] وقال الله تعالى: «أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ» «الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ».[٣] وقال الله تعالى: «إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا».[٤]

فصل: حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سارے مشایخ کے طریقوں کا انجام یہی ہے کہ اس سے نسبت حاصل کرے جو ایک مخصوص نفسانی کیفیت کا نام ہے۔[٥] «زاد التقوی» میں اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ معبود برحق کی ذات مقدس کے پتے اور نشان کے واسطے یہ لفظ مبارک اللہ کی مقرر ہے تو بس اس لفظ کے معنی اور مفہوم وہی ذات

---

[١] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: فَضْلُ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، رقم الحديث: ٢٦٩٩. ترجمہ: جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتے ہیں اور جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

[٢] من سورة الكهف :١٣-١٤. ترجمہ: ہم آپ سے ٹھیک ٹھیک ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ہدایت میں ان کو ترقی بخشی تھی اور ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیئے جب وہ (دربار میں جواب دہی کے لئے یا دعوت دینے کے لئے) کھڑے ہوئے۔ پس انھوں نے کہا ہمارے پروردگار وہی ہیں جو آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہیں، ہم ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کی ہرگز عبادت نہ کریں گے (اگر ہم ایسا کریں) تو اس صورت میں ہم یقینا بہت بے جا بات کہیں گے۔

[٣] من سورة يونس: ٦٢-٦٣. ترجمہ: سنو! بلاشبہ مقربان الٰہی کے لئے نہ تو کسی قسم کا اندیشہ ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جو ایمان لائے اور پرہیز گار بنے رہے۔

[٤] من سورة مريم: ٩٦. ترجمہ: یقینا جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے: جلد مہربان اللہ ان کے لئے محبت گردانیں گے۔

[٥] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، ص ١٢٥، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

مقدس ہے جو نرا مجرد، بسیط اور بے مثل ہے۔ تو بس جب اس ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ نفس ناطقہ کو یعنی قلب کو حاصل ہو جائے اور اللہ عزوجل سے ایک خصوصی علاقہ لگ جائے اور یہ علاقہ لگ جانا قلب کی صفت ہو جائے اور اس سے ایک دم جدا نہ ہو سکے تب اسی ملکہ کو نسبت کہتے ہیں۔ یہ ملکہ قلب کو حاصل ہوتا ہے اور اس میں جم جاتا ہے جس طرح سے دیکھنا، سننا وغیرہ صفتیں آدمی کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔[۱] ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی ذات پاک کا خاصہ ہے کہ اپنے یاد کرنے والے کی طرف نزول فرماتا ہے اور دنو اور تدلی فرماتا ہے، یعنی خوب نزدیک ہوتا ہے اور اس کے قلب کو پر کرتا ہے کہ پھر دوسری چیز کی جگہ باقی نہیں رہتی، یعنی اس کے باطن میں اللہ کا نور چھا جاتا ہے اور اس کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے، اور اس تدلی کے سبب سے اللہ تعالی آدمی کی روح کی روح کا حکم پکڑتا ہے۔[۲] ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ مشاہدہ پہلا سلوک یعنی سیر الی اللہ کا مقصد ہے اور یہاں سے سیر فی اللہ شروع ہوتا ہے جس کا اصلی مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اتباع کا حاصل ہو جانا ہے۔

تنبیہ: نزول، دنو اور تدلی ہمارے نزول، دنو اور تدلی کی طرح نہیں بل کہ اللہ تعالی کی شان کے لائق ہے۔ **آمنت باللہ کما هو بأسمائه وصفاته، ليس كمثله شيء وهو السميع البصير.** [۳]

فصل في العوارض

(رکاوٹوں کا بیان)

طالب صادق کو سلوک، معرفت اور طریقت کے مقصد کو خوب سمجھنا چاہئے، تاکہ مقصد اور غیر مقصد کے درمیان امتیاز کر سکے اور غیر مقصد کو کبھی مقصد سمجھ کر اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ کیوں کہ یہ جہل مرکب ہے اور حرمان اور بے نصیبی کا بڑا سبب ہے۔ سو مقصد کا بیان پوری وضاحت کے ساتھ گزر چکا ہے۔ اب اس کو اجمالی طور پر پہلا یہ جان لینا چاہئے کہ متقدم الذکر مقصد کے علاوہ جو حال بھی اس پر طاری ہوگا وہ مقصد نہیں ہے اور نہ وہ قابل توجہ ہے۔ البتہ اگر اس سے مقصد کی تائید و تقویت

---

[۱] دیکھئے: زاد التقوی۔

[۲] دیکھئے: زاد التقوی ص ۱۹۷، قدیمی نسخہ، طبعہ کلکتہ۔

[۳] ترجمہ: میں اللہ پر اس کے اسماء وصفات کے مطابق ایمان لایا۔ کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

ہوتی ہے تو اللہ تعالی کا شکر یہ ادا کرے۔ لیکن مقصد کو چھوڑ کر اس کی طرف توجہ مبذول نہ کرے، کیوں کہ ایسا کرنا حجاب راہ ہے اور مطلوب سے بعد اور دوری کا سبب ہے۔ مثلا عمدہ عمدہ خوابوں کا دیکھنا یا تکوینی امور کا انکشاف یا مستقبل میں ہونے والے امور کا انکشاف یا فرشتوں کی رؤیت یا کشف قبور یا دعا کا قبول ہو جانا یا کرامت کا ظاہر ہونا وغیرہ وغیرہ۔ کیوں کہ ان میں سے کوئی چیز بھی مقصد نہیں، اگر چہ وہ فی الجملہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اس لئے اس کے حصول پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے اور بس۔ اس کی طرف اپنی توجہ کو ہر گز ہر گز مبذول نہیں کرنا چاہئے۔

طالب صادق اگر اس کے حصول سے خوش ہو جائے یا اس کے عدم حصول سے بے زار رہے تو یقیناوہ مقصد سے کوسوں دور ہو جائے گا۔ طالب صادق کو یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اگر مجھ کو متقدم الذکر نسبت حاصل ہو گئی جس کو بعض صوفیہ یاد داشت سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ کے طور پر ایمان تحقیقی، مقام توبہ، توکل، اخلاص، رضا، توحید، انس، محبت اور عبودیت میں کامل اتر آیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واتباع میں مجھ کو درجہ کمال حاصل ہو گیا تو یہی چیزیں میرے حق میں اللہ تعالی کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا احسان واکرام ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ودیگر اکابر امت نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ طالب صادق کے حق میں سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی کرامت استقامت ہے۔ اگر یہی چیز حاصل ہو گئی اور ہر قسم کر امتوں سے وہ محروم رہا تو اس کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اگر یہ چیز حاصل نہیں ہوئی اور ہر قسم کی کرامتیں اس کو حاصل ہو گئیں تو وہ ضائع ہو گیا اور اپنے مقصد سے محروم رہا۔ وفی «الإتحاف»: «والمراد بالاستقامة عندهم: الوفاء العهود، ولزوم الصراط المستقيم برعاية حظ الاستواء فی كل أمر ديني ودنيوي». [1]

فصل: في الفرق بين العامِّيِّ والعالم والعارف

(عام آدمی، عالم اور عارف درمیان فرق کا بیان)

جاننا چاہئے کہ اللہ احد کی حقیقت ذات کا علم جس کو علم منطق میں علم بالکنہ او بکنہہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ بالکل ناممکن ہے اور انسان کی عقل و قوت مدرکہ اس کے تحمل سے عاجز ہے۔ اس لئے علماء ربانین فرماتے ہیں: «الْعَجْزُ عَنْ دَرَكِ الإِدْرَاكِ

---

[1] إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «۹: ۴۰۷»، دار الكتب العلمية. ترجمہ: اور ان کے نزدیک استقامت سے مراد عہدوں کی تکمیل اور ہر دینی اور دنیاوی معاملے میں یکساں حصہ کا خیال رکھتے ہوئے سیدھے راستے کو لازم پکڑنا۔

إِدْرَاكٌ».[١] اللہ احد کا علم انسان کو اس کی صفات اور افعال یعنی اسماء حسنی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ قال في «الإتحاف»: «فإذا لا سعادة ولا كمال إلا في معرفة الله تعالى، ولها سبيلان: أحدهما السبيل الحقيقي، وذلك مسدود إلا في حق الله تعالى، فلا يشرئب أحد بملاحظته إلا اندهش، والثاني معرفة الأسماء والصفات، وفيه تتفاوت مراتب العارفين». [٢]

اس حصول کے تین طریقے ہیں: اول: تقلید۔ دوم: نظر واستدلال۔ سوم: مکاشفہ، مشاہدہ ومعاینہ، جس کو اس فن کے علما معرفت سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہلا طریقہ عوام کا، دوسرا طریقہ علما کا اور تیسرا طریقہ عارفین کا ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ «تفسیر بیضاوی» کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: «والعارف من أشهده الله ذاته وصفاته وأفعاله».[٣] پس ان تینوں طریقے سے حصول کو علم کہتے ہیں اور جو چیز حاصل ہوتی ہے اس کو معلوم، لیکن ان تینوں سے عقل اور قوت مدرکہ میں جو کیفیت انجلائیہ پیدا ہوتی ہے اس میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔ فرض کرو مسئلہ ایمان کو، سو عوام کے ایمان ایمان تقلیدی ہے اور اس سے جو

---

[١] المعنى أن الإنسان إذا عرف الله تعالى بأنه موجود لا كالموجودات موجود بلا مكان ولا كيفيه، واقتصر على هذا ولم يبحث عن ذات الله تعالى للوصول إلى حقيقة الله. فهذا إيمان، هذا رشد وإيمان وصواب، والذي يكتفي بأن الله تعالى موجود لا يشبه الموجودات، لا يتصور في حقه مكانا ولا هيئة ولا كيفية، بل اكتفى بأن يعتقد أن الله موجود لا يشبه الموجودات، موجود بلا كيفية ولا مكان، اقتصر على ذلك وقنع ورضي بذلك. هذا يقال: عرف الله. وتكملة الشعر: العجز عن درك الإدراك إدراك • والبحث عن سر ذات السر إشراك. وفي سرائر همات الورى همم • عن دركها عجزت جن وأملاك.– هامش شرح التعرف لمذهب أهل التصوف «١: ١٣٩»، لعلاء الدين أبي الحسن القونوي، العلمية. ترجمہ: حصول ادراک سے عاجزی بھی ادراک ہے۔

[٢] ينظر: إتحاف السادة المتقين «١٠: ٣٧». ترجمہ: نیز کوئی سعادت اور کمال نہیں ہیں سوائے خدا تعالیٰ کی معرفت میں۔ معرفت الٰہی کے دو راستے ہیں: ایک ہے حقیقی راستہ اور وہ خدا تعالیٰ کے حق کے سوا مسدود ہے اس لئے کوئی اس کی طرف متوجہ ہونے کی جرأت نہیں کرتا مگر حیران رہ جاتا۔ دوسرا: اسماوصفات کا علم، اسی میں عارفین کے درجات متفاوت ہوتے ہیں۔

[٣] عناية القاضي وكفاية الراضي على تفسير البيضاوي «١: ١٧٤»، لشهاب الدين الخفاجي (ت ١٠٦٩ هـ)، دار الكتب العلمية. ترجمہ: عارف وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال کا مشاہدہ کرائے۔

کیفیت انجلائیہ اور نور حاصل ہوتا ہے وہ چراغ کی روشنی کے برابر ہے کہ خفیف سی ہوا چلنے سے بجھ جاتی ہے، اس لئے عوام سے اکثر اوقات استہزا بالشریعت و دیگر اقوال وافعال کفریہ صادر ہوتے رہتے ہیں، اور علما کے ایمان کو ایمان استدلال کہتے ہیں اور اس سے جو کیفیت انجلائیہ اور نور پیدا ہوتی ہے وہ چاند کی روشنی کے برابر ہے۔ وہ پہلی روشنی سے بہت ہی قوی ہے تاوقتے کہ تمام آفاق پر طی بہ طی آبر کی کالی گھٹانہ چھائے گی، چاند کی روشنی غائب نہیں ہوگی۔ اور عارفین کے ایمان کو ایمان تحقیقی کہتے ہیں اور اس کا نور مثل نور شمس کے ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ آفتاب کی روشنی چاند اور چراغ کی روشنی سے کہیں زیادہ قوی ہے، اس لئے عارفین گو معصوم نہیں کیوں کہ عصمت انبیاو ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے لیکن محفوظ ضرور ہیں۔

ایمان تقلیدی، ایمان استدلالی اور ایمان تحقیقی: ایک مثال

فرض کرو ایک شخص کو کسی معتمد علیہ آدمی کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ مسقطی حلوا[1] بہت ہی مفید ولذیذ ہے، اس شخص کو چوں کہ اس مخبر پر بے انتہا وثوق تھا اس لئے اس نے اس کی خبر کی تصدیق کر لی اور اس کو یقین ہو گیا کہ واقعی مسقطی حلوا بہت ہی لذیذ و مفید ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اس کو ایک صحیح کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا جس میں مسقطی حلوا کے عمدہ اور لذیذ اجزا اور اس کی ترکیب کی کیفیت اور اس کی خاصیت ولذت و منافع کے متعلق ایک پوری داستان ہے۔ اس کو اس پوری داستان پڑھنے کے بعد بھی یہی یقین ہوا کہ واقعی مسقطی حلوا بہت لذیذ و مفید ہے، لیکن یہ یقین پہلے یقین سے بہت ہی قوی ہوگا اور اس سے اس شخص کے دل میں مسقطی حلوا کا شوق بہت ہی زیادہ بڑھ جائے گا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد حسن اتفاق سے اس کو مسقطی حلوا کھانے کی نوبت مل گئی اور کھانے کے بعد اس کو مسقطی حلوا کے لذیذ اور مفید ہونے کا اس قدر قوی اور غیر متزلزل یقین پیدا ہوا جو پہلے دونوں یقینوں سے کہیں زیادہ قوی اور مضبوط ہے۔ سو پہلا یقین ایمان تقلیدی کی، دوسرا یقین ایمان استدلالی کی اور تیسرا یقین ایمان تحقیقی کی مثال ہے۔ اسی ایمان تحقیقی کو صوفیہ کرام معرفت کہتے ہیں۔ اس معرفت سے لغوی معرفت نہیں سمجھنا چاہئے کیوں کہ لغوی معرفت سے ایمان کا وجود تک نہیں ہوتا اور یہ معرفت ایمان کے درجہ کمال کا نام ہے۔

قال صاحب «الإتحاف» عن «البصائر»: «الفرق بين العلم والمعرفة عند المحققين أن المعرفة هي العلم الذي يقوم العالم بموجبه ومقتضاه، فلا يطلقون المعرفة على مدلول العلم وحده، بل لا يصفون بالمعرفة إلا من

---

[1] ایک خاص مٹھائی جو مسقط میں ایجاد ہوئی تھی۔

كان عالما بالله وبالطريق الموصل إليه، وبآفاتها وقواطعها، وله حال مع الله يشهد له بالمعرفة، فالعارف عندهم من عرف الله سبحانه بأسمائه وصفاته وأفعاله، ثم صدق الله في معاملاته، ثم أخلص له في قصوده ونياته، ثم انسلخ من أخلاقه الرديئة وآفاته، ثم تطهر من أوساخه وأدرانه ومخالفاته، ثم صبر على أحكامه في نعمه وبلياته، ثم دعا الله على بصيرة بدينه وإيمانه، ثم دعا إلى الله على بصيرة بدينه وإيمانه، ثم جرد الدعوة إليه وحده بما جاء به رسوله الله صلى الله عليه وسلم، ولم يشبها بآراء الرجال وأذواقهم ومواجيدهم ومقاييسهم ومعقولاتهم، ولم يزن بها ما جاء به الرسول صلى الله عليه وسلم. فهذا الذي يستحق اسم العارف على الحقيقة، وإذا سمي به غيره فعلى الدعوى والاستعارة». [1]

فصل: في الفرق بين علم اليقين وعين اليقين وحق اليقين

(علم یقین، عین یقین اور حق یقین کے درمیان فرق کا بیان)

علم الیقین اس علم کا نام ہے جس میں معلوم کے متعلق کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا اور عین الیقین اس علم کا نام ہے جس سے معلوم کا استیلا قلب پر ہو جاتا ہے اور اس کا ذکر قلب پر غالب آجاتا ہے اور اس سے غفلت کم ہو جاتی ہے اور حق الیقین اس علم کا نام ہے جس سے معلوم مشاہد ہو جاتا ہے اور معلوم اپنے اوصاف جمیلہ کے ساتھ عالم کے قلب میں حاضر ہو جاتا ہے اور عالم معلوم

---

[1] ينظر: بصائر ذوي التمييز في لطائف الكتاب العزيز «٤: ٥١»، لمجد الدين الفيرزابادي (ت ٨١٧ھ)، العلمية، وإتحاف السادة المتقين «١٢: ٦٠٤». ترجمہ: صاحب اتحاف بصائر کتاب سے نقل فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک علم اور معرفت میں فرق یہ ہے کہ معرفت وہ علم ہے جس کے موجب اور تقاضے پر عالم قائم رہیں، اس لئے وہ معرفت کا اطلاق صرف علم کے معنی پر نہیں کرتے، بل کہ اسی ہی کو معرفت سے وابستہ کرتے ہیں جو اللہ جل جلالہ کو اور اس کی طرف پہنچانے والے راستے اور اس کے جنجال اور مختلف مرحلے طے کرنے کا علم ہو اور جس کی خدا کے ہاں ایک شان ہو جو اس کے علم کی گواہی دے۔ پس ان کے نزدیک عارف وہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی کو پہچانتا ہے اس کے اسما، صفات اور افعال کے ساتھ۔ پھر اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے کی ہوئی عہدوں کو سچا ثابت کرے، پھر اپنے ارادوں اور نیتوں میں اس کے ساتھ مخلص رہے، پھر دور رہے برے اخلاق اور جنجالوں سے۔ پھر میل کچیل اور مخالفت سے پاک رہے، پھر خوش حالی اور بد حالی میں احکام شریعت کی تعمیل پر صبر کرے۔ پھر اس نے دین کی بصیرت اور ایمان کے ساتھ خدا کو پکارے اور پھر اسی کی طرف بلانے کو خاص کرے اس چیز کے ذریعے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے آئے تھے اور اس کو ملاتے نہیں لوگوں کی رائے، ذوق، وجدان، قیاس اور عقل کے ساتھ اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام کو موازنہ نہیں کرتے۔ ایسے ہی شخص حقیقی طور پر عارف کہلانے کا مستحق ہے اور دوسروں کو عارف کہنا دعویٰ اور استعارہ کے اعتبار سے ہے۔

کے اوصاف جمیلہ کے مشاہدہ میں بالکل محو ہو جاتا ہے اور معلوم کی محبت، مشاہدہ معلوم کی لذت، معلوم سے مناجات، مسامرہ اور معلوم کے ذکر میں اس قدر مشغول ہو جاتا ہے کہ معلوم کے علاوہ کسی دوسری چیز کا خطرہ بھی اس کے قلب میں نہیں گزرتا۔

معلوم کی تعظیم، محبت ومشاہدہ اس کے قلب کا قلب اور جان کی جان ہو جاتی ہے جس کے ثمرہ کے طور پر اس کے قلب میں توحید، توبہ، انابت، اخلاص، کسر، خضوع، رضاجوئی، محبت، عبودیت اور دیگر مقامات عالیہ واوصاف حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں اور جس کے ثمرہ کے طور پر عبودیت کی روح اس کے قلب سے مشتعل ہو کر تمام اجزاوجوارح پر سرایت کر جاتی ہے، جس کی وجہ سے اعضاوجوارح میں اپنے معلوم اور محبوب کی اطاعت وفرماں برداری کا جذبہ اس قدر قوی ہوتا ہے کہ محبوب کی اطاعت وفرماں برداری اس کے نزدیک واقعی الذ الاشیا بن جاتی ہے۔ یہاں تک کہ محبوب کی اطاعت میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال دینا یا اپنے مال وجائے داد صرف کرنا اس کے نزدیک بالکل آسان کام ہے۔

شاد باش اے دل کہ فردا بر سَر بازارِ عشق * مُژدہ قتل است گرچہ وعدہ دیدار نیست[1]

گویا حق الیقین بہ منزلہ درخت کے تنہ کے ہے اور مقامات، اخلاق حمیدہ وملکات فاضلہ بہ منزلہ شاخ اور ڈالی کے ہے اور اعمال صالحہ وعوائد جمیلہ بہ منزلہ پھل اور پھول کے۔ اس درجہ کا نام کمال کی الشریعہ اور کمال فی اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہی اس فن کی غایۃ الغایات ہے۔ اس درجہ کے ایمان کو ایمان تحقیقی کہتے ہیں اور اس درجہ میں بندہ کو اپنے مولی کے ساتھ جو خصوصی تعلق پیدا ہوتا ہے اس کو نسبت اور یادداشت سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی درجہ میں اللہ تعالی اپنے بندہ کے قلب کو اپنے اسماء حسنی کا متجلی بنالیتا ہے، اس کی شرح صدر کر دیتا ہے، اس پر سکینہ نازل فرماتا ہے اور اس کے قلب کو اپنے اسماء حسنی کے ساتھ مربوط کر دیتا ہے۔ ہر حالت میں عموما اور حالت نماز میں خصوصا مشاہدہ کے طور پر بندہ اپنے مولی کو گویا دیکھتا رہتا ہے۔ «أَنْ تَعْبُدَ

---

[1] یہ خواجہ امیر خسرو دہلوی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ ترجمہ: اے دل تو خوش ہو جا کہ کل عشق کے بازار میں، قتل کی خوش خبری ہے اگرچہ دیدار کا وعدہ نہیں ہے۔

اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ». [۱] اس درجہ کے اندر پھر سینکڑوں درجے ہیں، بعض بعض سے اعلی ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں: «مراتب قرب را پایانے نیست»۔ [۲]

فصل: في الفرق بين العالم والعارف

(عالم اور عارف کے درمیان فرق کا بیان)

جاننا چاہئے کہ عالم اور عارف کے درمیان معلومات کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ ایمان، نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور جہاد، الغرض اسلام کے تمام فرائض وسنن عالم وعارف کے حق میں یکساں ہیں۔ بعض جاہلوں نے جو یہ سمجھ رکھا ہے کہ عارف کے حق میں ظاہری نماز وغیرہ نہیں ہے یہ بالکل خالص جہالت وگم راہی ہے اور یہ لوگ خالص کافر، مشرک اور ملحد وزندیق ہیں، بل کہ عارف عالم سے زیادہ شریعت اسلامیہ کا پابند ہوتا ہے، وہ شریعت کے درجہ کمال میں ہوتا ہے۔ البتہ عارف وعالم کے درمیان میں کیفیات قلبیہ کا فرق ضرور ہے۔

ذیل میں بعض اہم امور کو نمبر عار ذکر کرتا ہوں: (۱) عالم کا ایمان استدلالی ہے اور عارف کا ایمان تحقیقی ہے۔ (۲) عالم کا ایمان خارج سے حاصل ہے اور عارف کا ایمان اس کے دل کے اندر سے ابل کر نکلتا ہے۔ (۳) عالم اپنے مولی کو ان کے اسماء حسنی کے ساتھ جانتا ہے اور عارف اپنے مولی کو ان کے اسماء حسنی کے ساتھ پاتا ہے۔ اس کو اپنے مولی کی حضوری، بے کیف مشاہدہ، دنو، قربت، معیت، تجلی وغیر کا ایسا علم ہے جیسا پیاسا آدمی کو اپنی پیاس کا اور بھوکا آدمی کو اپنی بھوک کا اور خوش آدمی کو اپنی خوشی کا اور غمگین کو اپنے غم کا۔ (۴) عالم حالت نماز میں جانتا ہے کہ وہ اپنے مولی کے سامنے ہے اور عارف مشاہدہ کے طور پر اپنے مولی کی حضوری کو دیکھتا ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». أخرجه

---

[۱] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ عَنِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ۵۰. ترجمہ: تم اللہ کی عبادت (اس خشوع اور خلوص سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔

[۲] ترجمہ: قربت کے رتبے ختم نہیں ہوتے نہیں۔

البخاري ومسلم.[١](۵)عالم کو شریعت واسرار شریعت کا علم درس وتدریس کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اور عارف کے دل پر ریاضت ومجاہد کے ثمرہ کے طور پر یا جذب الٰہی سے حقائق شرعیہ کا انکشاف ہوتا ہے۔

تنبیہ: عالم کا علم اور عارف کا مکاشفہ اس وقت صحیح ہے جب کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو۔ اگر ایک بال کے برابر بھی موافقت میں کمی رہ گئی تو وہ بالکل مردود ہے اور لائق اعتبار نہیں۔ فكتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم هما الأصلان. «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا». [٢]

فصل: قلب، روح اور نفس کے بیان میں

قلب کے دو معنی ہیں: **(اول)** ایک پارہ گوشت جو صنوبری شکل کا ہے اور بائیں پستان کے نیچے سینہ کے اندر بڑی حفاظت سے رکھا ہوا ہے، اور یہ پارہ گوشت روح حیوانی کا خزانہ ہے اور یہی حیات محسوس کا اصل ہے۔ اس کی حرکت سے خون ہر آٹھ سکنڈ میں تمام بدن کا دورہ کرتا ہے اور اس کی حرکت بند ہو جانے کے ساتھ ہی انسان اور حیوان کی موت آجاتی ہے۔ یہ قلب جملہ حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے، اطبا و ڈاکٹر اس قلب سے بحث کرتے ہیں۔ صوفیہ کرام اس قلب سے بالذات کوئی بحث نہیں کرتے۔ **(دوم)** وہ قوت مدرکہ عاقلہ عالمہ جو انسان کے ساتھ مخصوص ہے، جس کی وجہ سے انسان انسان بنا اور جملہ کمالات علمیہ

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ عَنِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ٥٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ، رقم الحديث: ٨. ترجمہ: تم اللہ کی عبادت (اس خشوع اور خلوص سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نہ (حاصل) ہو کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو خیال رہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

[٢] من سورة النساء: ٥٩. ترجمہ: پس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اصل اصیل ہے۔ (آیت کا ترجمہ) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا کہنا مانو اور اللہ کے رسول کا کہنا مانو اور تم میں سے جو لوگ حکومت کے ذمہ دار ہیں۔ پھر اگر کسی بات میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو تم اس کو اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تمہارا اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے! یہ بات بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے مفید ہے۔

وعملیہ کے صالح ہوا۔ یہی قوت فی الحقیقت انسان کی اصلی حقیقت ہے، اس کی وجہ سے انسان براہ راست اللہ تعالی کے مخاطب ہوا۔ ایمان اور کفر اس سے صادر ہوئے۔ یہ قوت عالم امر میں سے ہے اور اس کی وسعت کے سامنے آسمان وزمین یہاں تک کہ عرش وکرسی بھی بہت ہی کم ہیں۔

اس قوت کا تعلق اس صنوبری شکل کے پارہ گوشت کے ساتھ ایسا ہے جیسا رنگ کا جسم کے ساتھ یا خوشبو کا پھول کے ساتھ یا ڈرائیور کا انجن کے ساتھ، اور اسی قوت مدرکہ کو حکما نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہیں اور حضرات صوفیہ کرام اس قوت کو لطیفہ ربانیہ نورانیہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ ان کی ساری بحثیں اسی قلب کے ساتھ ہیں اور یہی قلب جب ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ اس کا تزکیہ کیا جاتا ہے اور وہ تمام کدورات سے خواہ اعتقادی کدورات ہوں یا عملی بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اپنے اسماء حسنی کے ساتھ اس پر تجلی فرماتے ہیں، اس کو اپنی تجلی، دنو اور تدلی کا آئینہ بنالیتے ہیں اور اس کے اوپر اپنی محبت وولایت خاصہ کی نظر ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے وہ قلب اپنے رب کو مشاہدہ کی آنکھ سے دیکھتا ہے، اس کا ایمان تحقیقی ہو جاتا ہے اور ایمان اور عمل صالح کی حلاوت اس کو آنے لگتی ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں کے قلوب کو اپنی تجلی کا آئینہ بنایا جب کہ وہ قلوب قبول حق کے لئے نرم ہو جاتے ہیں اور حفاظت حق کے لئے بہت ہی شدید اور تجلی حق کے لئے ہر قسم کدورات سے بالکل پاک، صاف وشفاف ہوتا ہے۔ [1] «صحیح مسلم» میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اللہ تعالی مؤمن کے قلب کو اپنی مہربانی، محبت اور ولایت کی نظر سے دیکھتا ہے»۔[2] اور «صحیح بخاری» میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «بدن میں ایک پارہ گوشت ہے جب وہ صالح ہو جاتا ہے تمام بدن صالح ہو جاتا ہے اور جب وہ فاسد ہو جاتا ہے تو تمام بدن فاسد ہو جاتا ہے اس کا نام قلب ہے»۔[3] حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے «فتح الباری» میں اور سید الوسی رحمۃ اللہ علیہ نے «روح المعانی» میں یہ تصریح فرمائی کہ یہاں آں

---

[1] یہ بہ سند ثابت نہیں ہے، لیکن اس بارے میں المعجم الکبیر میں ایک حسن حدیث موجود ہے: «إن لله تعالى آنية من أهل الأرض، وآنية ربكم قلوب عباده الصالحين، وأحبها إليه ألينها وأرقها».

[2] مجھے یہ حدیث معلوم نہیں۔

[3] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، رقم الحديث: ٥٢.

حضرت ﷺ نے پارہ گوشت کو قلب فرمایا جو قلب کے اول معنی ہیں، لیکن آں حضرت ﷺ کی مراد لطیفہ ربانیہ نورانیہ ہے جو قلب کے دوسرے معنی ہیں۔ چوں کہ ان دونوں قلبوں کے درمیان شدید ربط ہے ایک محل ہے دوسرا حال اس لئے اول بول کر دوسرا مراد لیا گیا۔[۱] یا اللہ! اس ناچیز تحریر کو قبول فرما اور اس نالائق کو تیری توحید ومشاہدہ میں محو رکھ۔ (آمین)

تنبیہ: لطیفہ ربانیہ نورانیہ کو کبھی روح سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی نفس سے، اور جب وہ پاک وصاف ہو جاتا ہے تو اس کو نفس مطمئنہ اور نفس طیبہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ «قرآن کریم» میں ہے: «يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ» «ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً».[۲] اور «مسند احمد» میں ہے: «أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ».[۳] اور کبھی روح سے روح حیوانی بھی مراد لیتے ہیں اور اکثر اوقات نفس بول کر انسان کے جملہ خصائل مذمومہ مراد لیتے ہیں جس کا مصدر روح حیوانی ہے اور کبھی اس نفس کو نفس امارہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

فصل: جذب اور سلوک کے بیان اور اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کی تفصیل

پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ جذب کے لغوی معنی کشش کے ہیں اور اصطلاحی معنی ربانی کشش کے ہیں۔ تو کوئی مؤمن بھی جس کا ایمان شریعت میں معتبر ہے ربانی جذب سے خالی نہیں، لیکن جذب کامل جس کا ثمرہ ایمان تحقیقی اور کمال تقوی ہے اور جس کو اصطلاح شریعت میں «ربط القلب باللہ» كما في قوله تعالى: «نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى» «وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ

---

[۱] فتح الباري بشرح صحيح البخاري «۱: ۱۰۸»، العلمية، وروح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني «۱۹: ۱۲۱»، إحياء التراث العربي – بيروت.

[۲] من سورة الفجر: ۲۷–۲۸. ترجمہ: اے چین پکڑی ہوئی روح! چل اپنے رب کی طرف تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔

[۳] مسند أحمد «۳۰: ۴۹۹»، رقم الحديث: ۱۸۵۳۵. ترجمہ: اے پاک جان! اللہ کی طرف سے مغفرت وبخشش اور اس کی خوش نودی کی طرف پہنچنے کے لئے جسم سے نکل۔

إِلَهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا».[1] اور «انزال سکینہ» كما في قوله تعالى: «هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا»[2] اور «شرح صدر» كما في قوله تعالى: «فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ».[3] اور «اصطفا واجتبا» سے تعبیر کرتے ہیں۔ سو وہ اللہ تعالی کے مخصوص بندوں کے ساتھ خاص ہے اور فی الحقیقت حقیقی مجذوب جن کے مجذوب ہونے کا ہمیں یقین ہے وہ صرف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ قال الله تعالى: «وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ».[4] اور سید المجذوبین حضرت سید المرسلین، حبیب رب العالمین اور حضرت خلیل علیہما الف الف صلاۃ و تسلیم ہیں۔

حضرات اولیاء الرحمن کی دو قسمیں ہیں: (اول) مجذوب سالک۔ (دوم) سالک مجذوب۔ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ جب مؤمن کا قلب ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ جملہ کدورات سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس میں نسبت پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ اللہ تعالی کے اسماء حسنی کی تجلی کا آئینہ بن جاتا ہے۔ اب جاننا چاہئے کہ بعض مؤمن کا قلب بفضل الٰہی فطرۃً ہی اخلاق سیئہ اور خصائل مذمومہ

---

[1] من سورة الكهف: ١٣-١٤. ترجمہ: ہم آپ سے ٹھیک ٹھیک ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ہدایت میں ان کو ترقی بخشی تھی اور ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیئے جب وہ (دربار میں جواب دہی کے لئے یا دعوت دینے کے لئے) کھڑے ہوئے۔ پس انھوں نے کہا ہمارے پروردگار وہی ہیں جو آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہیں، ہم ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کی ہرگز عبادت نہ کریں گے (اگر ہم ایسا کریں) تو اس صورت میں ہم یقیناً بہت بے جا بات کہیں گے۔

[2] من سورة الفتح: ٤. ترجمہ: وہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون اتارا تاکہ ان کے ایمان میں مزید ایمان کا اضافہ ہو اور اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا لشکر اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں۔

[3] من سورة الأنعام: ١٢٥. ترجمہ: پس جس کو اللہ تعالی راہ راست دکھانا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں اور جس کو وہ گم راہ کرنا چاہتے ہیں اس کا سینہ تنگ بل کہ نہایت تنگ کر دیتے ہیں گویا وہ بہ مشقت بلندی پر چڑھ رہا ہے۔ یوں اللہ تعالی گندگی ڈالتے ہیں ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔

[4] من سورة ص: ٤٧. ترجمہ: اور بے شک وہ ہمارے نزدیک منتخبہ اچھے لوگوں میں ہیں۔

سے پاک وصاف ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس مؤمن کو بغیر کسی مرشد کے اور بغیر کسی سلوک کے اپنی طرف جذب کرلیتا ہے، اور اس کو ایمان تحقیقی، اپنی نسبت اور اپنی تجلی سے فیض یاب کر دیتے ہیں اور اس کو کامل تقوی کے درجہ تک پہنچادیتے ہیں۔ لیکن اس کو بھی ریاضت، مجاہدہ اور منازل سلوک طے کرنا چاہئے، کیوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان معصوم نہیں۔ اس لئے ممکن ہے کوئی ایسی خطا سرزد ہو جائے جس سے یہ زبانی کشش جاتی رہے، اس وقت اس کو بغیر سلوک کے کوئی چارہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ جو اللہ تعالی کے زیادہ قریب ہوتا ہے اللہ تعالی کی جانب سے اس پر گرفت و مواخذہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَشَدُّ النَّاسِ بَلاَءً الأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ».[1] وقال العلماء: «حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ». [2]

---

[1] أخرجه البخاري معلقا. (فتح الباري بشرح صحيح البخاري «١٠: ١١٦»، مكتبة الملك فهد). ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاؤں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیا کی ہوتی ہے اس کے بعد درجہ بہ درجہ دوسرے اللہ کے بندوں کی ہوتی رہتی ہے۔
سنن الترمذي میں مروی ہے۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ». سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحديث: ٢٣٩٨. ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاءِ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی، پھر درجہ بہ درجہ جو اُن سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ چناں چہ آدمی کو اپنی دینی حالت کے مطابق آزمایا جاتا ہے، سو اگر اس کا ایمان مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں کم زوری ہو تو اپنی دینی حالت کے بہ قدر آزمایا جاتا ہے۔ بہر حال آزمائش بندہ مؤمن کے ساتھ لگی رہتی ہے یہاں تک کہ اسے اس حال میں کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

[2] ترجمہ: نیکوں کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں۔ هذه العبارة ليست بحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولا تحفظ عن أحد من سلف هذه الأمة، وإنما تروى عن الجنيد بن محمد وأبي سعيد الخراز، ونحوهما من مشايخ الصوفية. قال الشيخ بكر أبو زيد رحمه الله: هذا لا أصل له في الموضوع عن النبي صلى الله عليه وسلم، ثم هو باطل معنى؛ فكيف تكون الحسنة سيئة؟ !فهو باطل لفظا ومعنى. وهذه عبارةٌ لا ينبغي إطلاقها؛ إذ الأصل أن الحسنة لا يمكن أن تصير سيئة أبدا، فالحسنة عبادة أو جزاء عبادة، والسيئة معصية أو جزاء معصية. وقد يقع من بعض الكبار ما يعده سيئة باعتبار مقامه، ولو وقع من بعض الصغار لعدّ حسنة، فيكون هذا الفعل حسنا باعتبار وسيئا باعتبار

اس تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ مجذوب اس مؤمن کو کہتے ہیں جس و محبت الٰہی کشاں کشاں راہ راست پر لے آتی ہے اور درجہ ایمان تحقیقی اور کامل تقوی تک بغیر کسی مرشد اور سلوک کے پہنچا دیتی ہے۔ لہذا جو لوگ زمانہ حال میں مدعیان جذب ہیں یا لوگ ان کو مجذوب کہتے ہیں، لیکن ان کے بعض افعال یا کل افعال خلاف شریعت ہیں وہ ہز گز ہر گز مجذوب الی الرحمن نہیں، بل کہ مجذوب الی الشیطان ہیں۔ افسوس کہ ہمارے دیار میں بعض ایسے لوگ ہیں جو نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں دن رات نجاست میں ملوث رہتے ہیں، اجنبی عورتوں سے اختلاط رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ، لیکن چوں کہ ان کو بعض تکوینی امور کا انکشاف ہو جاتا ہے یا بعض مسروقہ چیزوں کی خبر ہو جاتی ہے اس لئے لوگ ان کو پیر، ولی، قطب اور مجذوب کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ بعض علما حضرات بھی انہیں مجذوب کہتے ہیں اور ان سے حسن اعتقاد رکھتے ہیں۔ **فنعوذ باللہ من الضلال والخذلان.**[۱] میرے پیارے بھائیو! یاد رکھو قرآن کریم نے ہم کو متعدد مواضع پر بتا دیا کہ اولیا کی اولا دو قسمیں ہیں: قسم اول اولیاء الشیطان اور قسم دوم اولیاء الرحمن۔ اگر جی چاہے تو پڑھو: «**اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ**».[۲]

پھر اولیاء الرحمن کی علامت یہ بتادی کہ وہ شریعت اسلامیہ کے درجہ کمال پر ہوں گے، ان کو ایمان تحقیقی اور تقوی کامل اور استقامت علی الشریعہ اور ظاہری و باطنی طہارت نصیب ہو گی، اور ملائکہ رحمت ان سے دوستی کریں گے۔ قال اللہ تعالی: «**أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**» «**الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ**».[۳] وقال اللہ تعالی: «**إِنَّ الَّذِينَ**

---

[۱] ترجمہ: پس اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں گم راہی اور ناکامی سے۔

[۲] من سورۃ البقرۃ: ۲۵۷. ترجمہ: اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے کارساز ہیں وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں لاتے ہیں اور جن لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا ان کے کارساز گم راہ کرنے والی قوتیں ہیں، وہ ان کو روشنی سے تاریکیوں میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

[۳] من سورۃ یونس :۶۲-۶۳. ترجمہ: سنو! بلاشبہ مقربان الٰہی کے لئے نہ تو کسی قسم کا اندیشہ ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گار بنے رہے۔

قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ» «نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ». (١)

میرے بھائیو! بتاؤ اولیاء الرحمن تو دن رات اپنے پیارے محبوب اکبر تعالی شانہ کے سامنے حاضر رہتے ہیں۔ بھلا ان کو فرصت کہاں کہ وہ دنیاومافیہا کی طرف توجہ کریں اور اس کی مغیبات کا کشف کریں؟ وہ تو دن رات سرکار دوعالم روحی فداہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم چلنے کی فکر میں ہیں۔ بہ خلاف اولیاء الشیاطین کے، کیوں کہ نہ ان کو محمد رسول اللہ ﷺ کے قدم پر چلنے کی فکر ہے، نہ طہارت ظاہری وباطنی کا خیال اور نہ بد بودار چیزوں سے نفرت۔ یہ لوگ شیاطین کے ماوی اور مہبط ہوتے ہیں اور شیاطین ان کو مغیبات کی خبر دیتے رہتے ہیں اور تکوینی امور کے کشف کراتے رہتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کو گم راہ بنائیں۔ کیوں کہ لاکھ شیاطین گم راہی کی وہ خدمت نہیں انجام دے سکتے جتنا ایک ولی الشیطان انجام دے سکتا ہے۔ میں نے جو کچھ اس باب میں لکھا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آئندہ بھی لکھوں گا وہ بہت ہی حدیثوں سے اخذ کر کے لکھا، لیکن افسوس کہ اس رسالہ میں ان سب کو نقل نہیں کر سکتا۔ یہاں صرف دو آیتوں پر قصہ ختم کئے دیتا ہوں۔ قال اللہ تعالی: «وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ». (٢) یعنی شیاطین اپنے اپنے اولیا کو مغیبات کا کشف اور سینکڑوں گم راہ کن باتیں بتادیتے ہیں، تاکہ وہ ان چیزوں کے ذریعہ تمہارے ساتھ مجادلہ کریں اور تم کو راہ راست سے گم راہ کرنے کی کوشش کریں۔ وقال اللہ تعالی: «وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ

---

(١) من سورة فصلت: ٣٠-٣١. ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے! پھر وہ اس پر مستقیم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے جنت میں وہ چیز ہے جس کو تمہارا جی چاہے گا اور تمہارے لئے جنت میں وہ چیز ہے جس کو تم مانگو گے۔

(٢) من سورة الأنعام: ١٢١. ترجمہ: اور شیاطین اپنے دوستوں کو خفیہ اشارے کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے حجت بازی کریں اور اگر تم نے ان کا کہنا مانا تو بالیقین تم مشرکوں میں شمار ہوؤ گے!

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ».[١] وقال أيضا: «وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ» «وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ». [٢]

تنبیہ: پھر اولیاء الرحمن کی دو قسمیں ہیں: اول مجذوب سالک، جس کی تفصیل ابھی گزری۔ دوم سالک مجذوب، جو اسلامی قوانین کے موافق ریاضت و مجاہدہ کرتا رہتا ہے اور اپنے قلب کی تصقیل، تزیین، تزکیہ اور تحلیہ کرتا رہتا ہے۔ ایک وہ دن آتا ہے کہ اللہ تعالی اپنی خصوصی محبت کی نظر اس پر ڈال دیتا ہے اور اس کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ پڑھو: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ».[٣] یہ آیت خاص ان لوگوں کے بیان میں ہے اور «صحیح بخاری» میں ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ: «مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ

---

[١] من سورة الأنعام: ١١٢. ترجمہ: اور اس طرح (جس طرح مشرکین مکہ آپ کو پریشان کرتے ہیں) ہم نے ہر نبی کے لئے شیاطین الجن والانس کو دشمن بنایا ہے۔ ان کا ایک دوسرے کو (یعنی جنات: انسانوں کو اور گرو: چیلوں کو) چکنی چپڑی باتیں وحی کرتا ہے دھوکہ دہی کے لئے اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو وہ یہ حرکت نہ کرتے۔ پس آپ ان کو اور ان کے افتراءات کو چھوڑیں۔

[٢] من سورة الزخرف: ٣٦-٣٧. ترجمہ: جو شخص اللہ کی نصیحت (قرآن) سے صرف نظر کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ اس کا ساتھی ہے، اور بے شک وہ ان کو ضرور روکتے ہیں سیدھے راستہ سے اور وہ (لوگ) خیال کرتے کہ وہ راہ راست پر ہیں۔

[٣] من سورة البقرة: ٢٢٢. ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت رکھتے ہیں۔

مَسَاءَتَهُ».[١] اور اللہ تعالی کا فرمان: «اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ».[٢] میں دونوں یعنی مجذوب سالک اور سالک مجذوب کا بیان ہے۔ اجتبا سے مراد مجذوب ہے اور «مَن يُنِيبُ» سے مراد سالک ہے۔

باب في الرياضة والمجاهدة

(تربیت نفس کا بیان)

وهي التزكية والتحلية.[٣] قال الله تعالى: «وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ».[٤] وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ». أخرجه الترمذي وصححه.[٥] وقال الله تعالى: «قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا» «وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا».[٦] وقال تعالى: «لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ التَّوَاضُعِ، رقم الحديث: ٦٥٠٢. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میرا بندہ میری فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو پناہ دیتا ہوں اور جس کام کو کرنے والا ہوتا ہوں اس کے کرنے میں مجھے تردد نہیں ہوتا۔ جس قدر مجھے نفس مؤمن سے تردد ہوتا ہے کہ وہ موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کے برا سمجھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

[٢] من سورة الشورى: ١٣. ترجمہ: اللہ تعالی اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اور اپنی راہ دیتے ہیں اس کو جو (ان کی طرف) رجوع کرتا ہے۔

[٣] مجاہدہ وریاضت: تزکیہ وتحلیہ نفس کا نام ہے۔

[٤] من سورة العنكبوت: ٦٩. ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے دین کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں: ہم ضرور ان کو اپنی راہیں سجھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ یقینا نیکوکاروں کے ساتھ ہیں۔

[٥] سنن الترمذي | أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا، رقم الحديث: ١٦٢١. ترجمہ: مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

[٦] من سورة الشمس: ٩-١٠. ترجمہ: بالیقین وہ شخص کامیاب ہوا جس نے نفس کو سنوارا اور وہ شخص ناکام ہوا جس نے اس کو بگاڑا۔

فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ». [١] وقال تعالى: «وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ» «فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ». [٢]

اولا چند اصول کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں: **(اصل اول)** تزکیہ اور تحلیہ موت تک کرنا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ کچھ دنوں کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، کیوں کہ آپ کا دشمن شیطان ہے وہ مرتا نہیں بل کہ جب آپ کو غافل پاتا ہے اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کے قلب کے قریب گھات میں بیٹھا ہوا ہے، جب بھی انسان کو غافل پاتا ہے وسوسہ شروع کر دیتا ہے۔[٣] البتہ جب تزکیہ وتحلیہ سے نسبت اور ایمان تحقیقی حاصل ہو جاتی ہے تو تزکیہ وتحلیہ میں تکلیف محسوس نہیں ہوتی بل کہ لذت آجاتی ہے اور روح عبودیت انسان کے قلب و قالب پر سرایت کر جاتی ہے لیکن یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک شخص بادشاہ سے ملاقات کے لئے ہر روز ظاہری تزکیہ وتحلیہ کے ساتھ شاہی دربار میں جاتا ہے، لیکن بادشاہ تک اس کی رسائی نہیں ہوتی۔ ایک دن حسن اتفاق سے بادشاہ تک رسائی ہو گئی۔ بادشاہ نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی تزکیہ وتحلیہ سے خوش ہو کر اپنے مقربین کی صف میں ہر روز آکر بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ بھلا بتاؤ آئندہ وہ اپنی تزکیہ وتحلیہ میں کچھ کمی کرے گا؟ ہر گز نہیں بل کہ اور زیادتی کرے گا۔ البتہ اب اس کو تکلیف محسوس نہیں ہو گی بل کہ لذت آجائے گی۔

اصل دوم: تزکیہ وتحلیہ جس کے مجموعے کا نام ریاضت ومجاہدہ ہے ایک ساتھ ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ پہلا تزکیہ کا سلسلہ ختم کر دیا جائے پھر تحلیہ کا آغاز کیا جائے، بل کہ تزکیہ جس کو تطہیر کہا جاتا ہے اور تحلیہ جس کو تعمیر کہا جاتا ہے اور دونوں کے مجموعے کا نام اسلام ہے۔ دونوں ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور مبتدی اور منتہی سب کے اوپر ضروری ہے۔ البتہ مبتدی سالک اور مرید کو مشقت اور

---

[١] من سورة آل عمران: ١٦٤. ترجمہ: بہ خدا! واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا: جب ان میں انہی میں سے عظیم رسول بھیجا، جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں، ان کو پاک صاف کرتے ہیں، ان کو اللہ کی کتاب سکھلاتے ہیں اور دانش مندی کی باتیں بتلاتے ہیں۔ اگرچہ وہ بعثت نبوی سے پہلے کھلی گم راہی میں تھے۔

[٢] من سورة النازعات: ٤٠-٤١. ترجمہ: اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، پس اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

[٣] ينظر: شعب الإيمان «٢: ٢٥٧» ومجمع الزوائد «٧: ١٤٩»، فتح الباري «٨: ٦٢٧»، مكتبة الملك فهد، وتفسير الطبري «٣٠: ٣٥٥».

تکلیف ہوتی ہے اور منتہی کامل اور واصل کو اس میں لذت آتی ہے۔ بعض لوگ جو سمجھتے ہیں کہ پہلا تزکیہ کے سلسلہ سے فارغ ہو جانا چاہئے پھر تحلیہ شروع کرنا چاہئے۔ یہ ان کی بڑی جہالت وحماقت ہے کیوں کہ تطہیر اور تزکیہ اسلام کا نصف ہے۔ فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ». أخرجه مسلم وغيره.(۱) یعنی «صحیح مسلم» میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ طہارت اور تزکیہ ایمان کا آدھا ہے اور ایسا ہی بعض بدعتی صوفی جو یہ دعوی کرتا ہے کہ منتہی اور واصل کو تزکیہ کی ضرورت نہیں اس کا نفس اور شہوت مر جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ بالکل غلط اور صریح گم راہی ہے اور اس کا مدعی شیطان کا چیلہ عبد الہوی اور ولی شیطان ہے۔ ارے صوفی! کتنا ہی کامل ومکمل ہو ادنی صحابی کے درجے تک نہیں پہونچ سکتا۔

«صحیح بخاری» میں ہے۔قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: «أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلَى نَفْسِهِ، مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَقُولُ: إِنَّهُ عَلَى إِيمَانِ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ: مَا خَافَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا أَمِنَهُ إِلَّا مُنَافِقٌ».(۲) یعنی میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ملاقات حاصل کی، لیکن کسی کو بھی نفاق سے خواہ اعتقادی ہو یا عملی بے ڈر اور مطمئن نہیں پایا بل کہ ان میں سے ہر شخص کو اس سے ڈرنے میں اور اس سے بچنے کی کوشش میں پایا اور حضرت حسن بصری جو سید الطائفۃ الصوفیہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی سے نہیں ڈرتا مگر مؤمن اور اللہ تعالی کی گرفت سے مامون نہیں بیٹھتا مگر منافق۔ میرے پیارے بھائیو! انبیاء کرام علیہم

---

(۱) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الطَّهَارَةُ | بَابٌ: فَضْلُ الْوُضُوءِ، رقم الحديث: ۲۲۳، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث :۳۵۱۷.

(۲) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ. ينظر: فتح الباري «۱: ۱۱۵»، العلمية. ترجمہ: ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے ملا، ان میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر نفاق کا ڈر لگا ہوا تھا۔ ان میں کوئی یوں نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبریل ومیکائیل کے ایمان جیسا ہے، اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو ایمان دار ہوتا ہے اور اس سے نڈر وہی ہوتا ہے جو منافق ہے۔

السلام جن کی عصمت پر اجماع ہے وہ بھی اپنے نفس کی براءت کا دعوی نہیں کرتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بہ وجود صدیق اللہ ہونے کے فرماتے ہیں:«وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ». (۱)

اصل سوم: ریاضت اور مجاہدہ کا یہ معنی نہیں کہ انسان اپنی نفسانی قوتوں کو مار ڈالیں یا مار ڈالنے کی کوشش کریں، کیوں کہ اولا: ایسا کرنا ناممکن ہے۔ ثانیا: چوں کہ یہ قوی فطری ہیں، لہذا اس کے مار ڈالنے کی کوشش فی الحقیقت خالق فطرت کا مقابلہ ہے۔ ثالثا: یہ بالکل فضول کوشش ہے۔ اگر کہا جائے کہ اس سے روح میں تجرد کا مادہ قوی ہو جاتا ہے، وہ کائنات کے مخفی اسرار سے واقف جاتی ہے، سینکڑوں مغیبات اس کے سامنے منکشف ہو جاتے ہیں اور دوسروں کے ضائر کے مخفی اسرار سے واقفیت ہو جاتی ہے وغیرہ غیرہ۔ تو ہم اس کے جواب میں اتنا عرض کرتے ہیں کہ اگر تمام دنیا بھی منکشف ہو گئی تو اس سے کیا کمال ہو گیا اور روح کو کون سی طمانیت اور تسکین حاصل ہو گئی! اس شر کے تجرد، لطافت اور کشف مغیبات تو شیاطین کو بھی حاصل ہے۔ سیکڑوں کیڑے، مکوڑے، سانپ، بچھو، مچھلی وغیرہ کو بھی اس قسم کا کشف حاصل ہے اور آج کل کی جدید ایجادات نے تو جسم اور روح دونوں کے لے لئے تمام دنیا کی سیر وسیاحت کو آسان کر دیا ہے۔ کائنات کے وہ مخفی اسرار ہم تک پہونچائے کہ آج ہم ایک جگہ بیٹھ کر تمام دنیا میں ہماری تقریر نشر کر رہے ہیں، تمام دنیا کے واقعات کا علم حاصل کر رہے ہیں اور فی الحقیقت یہ وہی چیزیں ہیں جس کے متعلق آج سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دے رکھی ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ، وَحَتَّى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ، وَتُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ مِنْ بَعْدِهِ». أخرجه الترمذي وصححه.(۲) یعنی «ترمذی شریف» میں صحیح طریقہ سے مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے اللہ تعالی کی قسم کے ساتھ بیان فرمایا کہ قیامت سے پہلے درندے جانور انسان سے گفتگو کریں گے، آدمی اپنی لاٹھی کے ساتھ اور جوتہ کے تسمہ کے ساتھ گفتگو کریں گے اور آدمی کے ران آدمی کو ان واقعات کی صحیح خبریں دیدے گا جو ان کے اہل وعیال ہزار میل دور بیٹھ کر کر

---

(۱) من سورة يوسف: ۵۳. ترجمہ: اور میں اپنے نفس کی پاکی کا دعوی نہیں کرتا، نفس تو بلاشبہ برائی پر بہت اکسانے والا ہے مگر جب میرے پروردگار مہربانی فرمائیں۔ میرے پروردگار یقیناً بڑی مغفرت والے، نہایت مہربانی فرمانے والے ہیں۔

(۲) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي كَلَامِ السِّبَاعِ، رقم الحديث: ۲۱۸۱.

رہے ہیں۔« صحیح بخاری» میں ہے کہ قیامت سے پہلے آدمی سال کا کام مہینہ میں اور مہینہ کا کام ہفتہ میں کر ڈالیں گے[١] اور اس نوع کی بہت سی چیزیں احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔ آپ انصاف سے بتائیں آج سائنس کے ذریعہ جتنے مخفی اسرار کا انکشاف ہوا کیا اس کا عشر عشیر بھی ان مدعیان ریاضت سے جنہوں نے اپنی عمر میں نفس کشی میں ضائع کر دیں عالم وجود میں آیا؟ آپ ماہرین فلسفہ اشراق کی تاریخ کا مطالعہ فرمایئے یا رہبان یا جوگیوں کے احوال کا مطالعہ کریں آپ کو ہزاروں میں ایک ملے گا جو واقعی نفس کشی کی کوشش کر رہا ہے اور باقی سب نفس کشی کے پردے میں نفس پروری میں مبتلا ہیں۔ قال الله تعالى: «ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ».[٢] ان شاء اللہ تعالی ہم آئندہ بھی اس کے متعلق کچھ تحریر کریں گے۔

خیر جو کچھ بھی ہو سائنس مسمریزم(Science Mesmerism) [٣] کے ذریعہ تو تکوینی اسرار بہت کچھ معلوم ہوئیں اور برابر ہوتا رہے گا۔ اب ہم انصاف پسند حضرات سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ان علوم کے ذریعہ اور ان مخفی اسرار پر اطلاع کے سبب انسانی ارواح کو قدرے تسکین حاصل ہوئی؟ کیا ظلم، تعدی، مکر، خدیعہ، چاپلوسی[٤]، چوری، غنڈہ گردی، زنا، شراب خوری اور دیگر بد اخلاقیوں میں قدرے تخفیف ہوئی یا قتل و قتال ظلم و تعدی، مکر و فریب اور ہزاروں بد اخلاقیوں سے دنیا جہنم بن گئی؟

---

[١] یہ حدیث کا لفظ «يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ» کا ایک مفہوم ہے۔

[٢] من سورة الحديد: ٢٧. ترجمہ: پھر ہم نے یکے بعد دیگرے اور رسولوں کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کے پیچھے عیسی ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے ان کو انجیل عنایت فرمائی اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے دلوں میں شفقت اور مہربانی گردانی اور ترک دنیا کو انھوں نے خود ایجاد کیا۔ ہم نے اس کو ان پر واجب نہیں کیا تھا مگر انھوں نے اللہ کی رضاجوئی کے لئے اس کو ایجاد کیا۔ پس انھوں نے اس کا وہ لحاظ نہیں رکھا جو لحاظ رکھنے کا حق تھا۔ پس ہم نے ان میں سے ایمان لانے والوں کو ان کا ثواب دیا اور ان میں سے زیادہ تر نافرمان تھے۔

[٣] اب اسے ہپناٹزم (Hypnotism) کہتے ہیں، یہ ڈاکٹر مسمر کا ایجاد کیا ہوا ایک علم ہے جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر کیا جاتا ہے۔

[٤] چاپلوسی: خوشامد، چرب زبانی، مطلب نکالنے کے لئے تعریف کرنے کا عمل۔

آپ یقیناجواب دیں گے کہ یقیناد نیا جہنم بنی ہوئی ہے اور انسانی ارواح عدل اور صحیح اخلاق کے لئے بے تاب ہو کر رو رہی ہیں۔ اب ہم آپ کی صحیح رہبری کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ عدل اور صحیح اخلاق کا خزانہ اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔

رابعا: ہم کہتے ہیں کہ فطری قوتوں کو مار ڈالنے سے خود انسان مر جائے گا، پھر کسب فضائل کون کرے گا؟ **(خامسا)** اس سے معاش فاسد ہو جائے گا اور نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ **(سادسا)** اس سے نوع انسانی جو اشرف الانواع ہے فنا کی گھاٹ اتر جائے گا۔ اس کے علاوہ اور سینکڑوں خرابیاں ہیں اس لئے مذہب اسلام نے ہم کو بتایا کہ صحیح ریاضت اور مجاہدہ یہ ہے کہ انسان اپنی فطری قوتوں اور نفسانی طاقتوں کو مارنے کی کوشش نہ کرے، بل کہ اس کی اصلاح اور تہذیب کی کوشش کرے، اور اس کو افراط و تفریط سے بچا کر حد اعتدال میں رکھنے کی کوشش کرتا رہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس کے حقوق کو باقی رکھ کر اس کے حظوظ کو فنا کرنے کی کوشش عمل میں لاتا رہے۔

اصل چہارم: انسان گو بہت سی چیزوں کا مجموعہ ہے لیکن ان کے اصل صرف دو ہی ہیں۔ اول: قوت عاقلہ۔ دوم: قوت عاملہ۔ قوت عاقلہ کے درجہ کمال کا نام وحی ہے جو انسانی سعی و کوشش کی حد سے باہر ہے اور قوت عاملہ کے درجہ کمال کا نام عصمت ہے اور وہ بھی انسان کی ریاضت و مجاہدہ کی حدود سے باہر ہے۔ یہ دونوں درجے محض فضل الٰہی ہے جو انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہیں، اس لئے اس فن میں جہاں بھی درجہ کمال کا ذکر ہو گا اس سے یہ دونوں درجے مراد نہیں۔ **(اصل پنجم)** اسلام نے ہم کو ریاضت و مجاہدہ کی تشریح کرتے ہوئے یہ بتایا کہ صحیح ریاضت و مجاہدہ صرف فطری قوتوں کی اصلاح و تہذیب کا نام ہے، اس لئے ہم کو اپنی دونوں قوتوں یعنی عاقلہ اور عاملہ کی اصلاح کرنا چاہئے۔ سو یہ جاننا چاہئے کہ ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ قوت عاقلہ کو جو درجہ کمال حاصل ہوتا ہے اس کا نام الہام ہے اور قوت عاملہ کو جو درجہ کمال حاصل ہوتا ہے اس کا نام حفظ ہے۔ ان دونوں درجوں کے اندر سینکڑوں مدارج ہیں، بعض افق نبوت سے بہت ہی قریب اور بعض بہت ہی بعید۔ مثلاً درجہ صدیقیت، محدثیت[1]، حواریت،

---

[1] مُحَدَّث: اس کو کہتے ہیں جس کی زبان پر اللہ کی طرف سے حق بات کا الہام ہوتا ہے، جبریل علیہ السلام وحی لے کر اس کے پاس نہیں آتے کیوں کہ وہ آدمی نبی نہیں ہوتا، اللہ کی طرف سے حق بات اس کے دل و دماغ میں ڈال دی جاتی ہے۔ اور فی الحقیقت کئی معاملات میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید اللہ تعالیٰ نے وحی سے فرمادی۔ جلال الدین سیوطی (ت ۹۱۱ھ) اپنی تاریخ الخلفا میں فضائل الامامین لابی عبد اللہ شیبانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ کل اکیس

شہیدیت، صلاح اور اقتصاد وغیرہ۔ (**اصل ششم**) چوں کہ انسان مرکب ہے روح سے جو منبع قوت عاقلہ ہے اور جسم سے جو منبع قوت عاملہ ہیں اور دونوں قابل اصلاح ہیں، کیوں کہ کسی انسان کی عقل کتنی ہی کامل و مکمل ہو نقص سے مبرا نہیں ہو سکتی۔ انسان خود اپنی فطرت کے اعتبار سے ناقص و غیر مکمل ہے، اس بنا پر اس کی کوئی قوت بھی خواہ ظاہری ہو یا باطنی من کل الوجوہ کامل نہیں ہے۔ ہر معاملہ میں صحت کے ساتھ خطا، کمال کے ساتھ نقص اور تذکر کے ساتھ سہو ونسیان کا خدشہ لگا ہوا ہے۔ آج تک دنیا کی ممتاز عقلیں بھی کسی ایک مسئلہ پر متفق الرائے نہ ہو سکیں۔ جب قوت عاقلہ کا جو بہ منزلہ امیر کے ہے یہی حال ہے تو قوت عاملہ جو مامور ہے اس کا کیا پوچھنا!

یہ بالکل صحیح ہے کہ قوت عاقلہ کا کام ہی تعقل وادراک ہے جیسے قوت باصرہ کا کام دیکھنا ہے، لیکن قوت باصرہ جس طرح بغیر نور شمس کے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتی ٹھیک ایسا ہی قوت عاقلہ بغیر نور شریعت کے کچھ نہیں ادراک کر سکتی۔ صحت و سقم، صلاح وفساد اور اصلاح وافساد کے متعلق کوئی صحیح فتوی نہیں دے سکتی۔ اس لئے طالب صادق پر اولین فریضہ کے طور پر یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلا انوار محمدی کے ذریعہ اپنی قوت عاقلہ کی اصلاح کرے۔ قوت عاقلہ چوں کہ امیر ہے اور قاعدہ ہے کہ امیر کی اصلاح سے رعیت کی اصلاح ہوتی ہے تو جب قوت عاقلہ نور شریعت سے منور ہو جائے گی تو وہ قوت عاملہ کا غلط استعمال چھوڑ دے گی، بل کہ جب کبھی استعمال کرے گی شریعت احمدیہ کے موافق استعمال کرے گی۔ قوت عاقلہ کے صحیح استعمال یعنی شریعت احمدیہ کے موافق استعمال میں جب کثرت ہونے لگتی ہے اور نفس اس کے عادی اور خوگیر ہو جاتا ہے تو نفس میں متعدد فضائل شریفہ اور ملکات عالیہ پیدا ہو جاتے ہیں جس کو شریعت میں اخلاق حسنہ کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اصل ایمان صحیح ہے جس کے ثمرہ عمل صالح ہے اور عمل صالح پر عادت ڈالنے سے نفس میں جو شریف کیفیتیں راسخ ہو جاتی ہیں وہ اخلاق حسنہ ہیں اور ہر درجہ یعنی ایمان کا صحیح ہونا اور عمل کا صالح ہونا اور اخلاق کا حسنہ ہونا موقوف ہے شریعت احمدیہ کی کمال موافقت پر۔ پس جب قلب انوار ایمان صحیح اور انوار عمل صالح اور انوار اخلاق حسنہ سے منور ہو جائے گا تو اپنے محبوب اکبر اللہ تعالی کے اسماء حسنی کی تجلی کا آئینہ بن جائے گا اور اس میں شریف احوال کا ورود ہوتا رہے گا۔ مثلا غلبہ، سکر، فنا،

---

(۲۱) مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید وحی سے ہوئی ہے۔ دیکھئے: ص ۱۰۰، مکتبہ نزار مصطفی الباز، طبعہ اولی۔ ماخوذ از: حاشیہ فتح الکریم فی سیاسۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقا، قبض، بسط، ہیبت، انس، نفرت عن الاغیار، تلوین اور تمکین وغیرہ جس کی وجہ سے قلب میں مختلف مقامات پیدا ہوں گے۔ مثلا توبہ، زہد، صبر، شکر، رجا، خوف، توکل، رضا، فقر، کسر، جمع، حیا، تعظیم، شوق، دوام المراقب، دوام التوجہ، کمال الانقطاع الیہ تعالی، الانس باللہ، المسامرۃ مع اللہ، اخلاص اور عبودیت وغیرہ۔ اس کے قلب و قالب میں روح عبودیت سرایت کر جائے گی اور اس کو اللہ تعالی کے ساتھ وہ تعلق پیدا ہو جائے گا جس کا بیان نسبت کی تشریح میں گزر چکا، اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ احوال و مقامات کی صحت وفساد کا معیار بھی شریعت ہے، جس کو شریعت صحیح کہے وہ صحیح اور جس کو فاسد کہے وہ فاسد ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ انسان شریعت کے اس قدر تابع ہو جائے کہ اس کے ظاہر و باطن شریعت کے انوار سے منور ہو جائے۔

اصل ہفتم: انسان جملہ حیوانات میں سے ایک اکمل ترین حیوان ہے۔ تمام حیوانات میں متفرق طور پر جتنے خصائل رذیلہ مثلا بہیمیت، سبعیت اور مکر و خدیعہ وغیرہ موجود ہیں وہ سب کے سب انسان میں کامل طور پر موجود ہیں، اس لئے اس میں ایک کامل و مکمل حیوانی روح بھی ہے۔ یہ حیوانی روح اس کے تمام بدن میں ساری ہے اور اس کا صدر دفتر پارۂ گوشت ہے جو بائیں پستان کے نیچے ہے اور جس کا ذکر قلب کے معنی اول میں گزر چکا ہے اور اس کی ڈاک کی دفتر دماغ ہے۔ قرآن اور حدیث میں جہاں بھی نفس کا ذکر بلاقید مطمئنہ آیا ہے اس کا مصداق یہی روح حیوانی ہے۔ اللہ تعالی نے تمام اعضا و جوارح کو اس روح حیوانی کا تابع بنایا۔ یہی حیوانی روح جملہ حیوانی قوتوں کا مخزن و سرچشمہ ہے۔ حیوانی قوی گو بہت ہیں لیکن ان میں امامت اور پیشوائی شہوت کو (جس کو میلان نفس اور خواہشات نفسانی بھی کہتے ہیں) حاصل ہے۔ چناں چہ اس میں کھانے کی خواہش، پہننے کی خواہش، پینے کی خواہش، جماع کی خواہش، اولاد کی خواہش، دنیا جمع کرنے کی خواہش، بولنے کی خواہش، دیکھنے کی خواہش، سننے کی خواہش، پکڑنے کی خواہش، چلنے کی خواہش، اپنی علویت اور خود پسندی کی خواہش، سونے کی خواہش، دوسروں کو ہضم کرنے کی خواہش اور دھوکہ دینے کی خواہش وغیرہ وغیرہ فطری قوتیں ہیں۔

غضب بھی اکثر علما کے نزدیک اصلی قوت ہے، لیکن فقیر کے نزدیک غضب کی اصلیت غیر مسلم ہے بل کہ روح حیوانی جب اپنی خواہش کو پورا کرنے سے روک دی جاتی ہے تو اس میں روکنے والے سے انتقام اور بدلہ لینے کی جو خواہش اور جذبہ پیدا ہوتی ہے اس کے اشتعال کا نام غضب ہے۔ الغرض جملہ حیوانی اور فطری قوتوں کا مبدا اور اصل صرف شہوت ہی ہے۔ قال اللہ تعالی:

«وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ» «فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ».(١) وقال تعالى: «زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ».(٢) وقال تعالى: «أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ».(٣) وقال النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ». أخرجه الترمذي. (٤)

اللہ احد نے اپنے عالم قدس سے ایک روح عقلی جس کو صوفیہ کرام لطیفہ ربانیہ نورانیہ سے تعبیر فرماتے ہیں اور اس کی لطافت اور قدوسیت کی وجہ سے اللہ تعالی نے اس کو اپنی طرف مضاف کرلیا ہے۔«وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ» «فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ».(٥) اور اس کو اپنے اسماء حسنی کا متجلی اور آئینہ بنایا ہے۔عَنْ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ آنِيَةً مِنْ

---

(١) من سورة النازعات: ٤٠-٤١. ترجمہ: پس جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی پس اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔

(٢) من سورة آل عمران: ١٤. ترجمہ: لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت خوش نما بنادی گئی یعنی عورتیں، لڑکے سونے، چاندی کے لگے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے، مویشی اور کھیتی۔ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں برتنے کا سامان ہیں اور اچھا ٹھکانہ اللہ کے پاس ہے۔

(٣) من سورة الجاثية: ٢٣. ترجمہ: کیا پس بتلا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اس کو اللہ نے گم راہ کیا علم کی رُو سے اور اس کے کان اور دل پر مہر کردی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔ پس کون اس کو راہ دکھا سکتا ہے اللہ کے بعد؟ کیا پس تم سمجھتے نہیں۔

(٤) سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، رقم الحديث: ٢٥٦٠، ومسند أحمد «١٢: ٤٩٧»، رقم الحديث: ٧٥٣٠. ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم شہوتوں سے گھری ہوئی ہے اور جنت ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیزوں سے گھری ہوئی ہے۔

(٥) من سورة الحجر: ٢٨-٢٩. ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا: میں سڑے ہوئے گارے کی کھن کھناتی مٹی سے ایک آدمی پیدا کر رہا ہوں۔ سو جب میں اُسے اچھی طرح بنالوں اور اس میں اپنی کچھ روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔

أَهْلِ الْأَرْضِ وَآنِيَةُ رَبِّكُمْ قُلُوْبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ، وَأَحَبُّهَا إِلَيْهِ أَلْيَنُهَا وَأَرَقُّهَا». أخرجه الطبراني.[1] اللہ تعالی نے اپنی مہربانی اور فضل وکرم سے اس روح عقلی کو انسان کے نفس اور اس کے جمیع قوی پر امیر بنا کر بھیجا۔ یہ جب نفس کے صدر دفتر (پارۂ گوشت جو بائیں پستان کے نیچے ہے) کو پہونچا اور اس کے بالائی حصہ پر قابض ہو گیا تو متعدد حالات رونما ہوئے۔

حالت اولی: روح عقلی نے نفس سے کہا کہ مجھ کو اللہ احد نے جو میرا، تیرا اور جملہ موجودات کا خالق اور رب ہے اس لئے بھیجا کہ میں تیری اور تیری جملہ قوتوں کی اصلاح کروں۔ اگر تم نے میری اصلاح اور تہذیب کو قبول کر لیا اور اپنے رب کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا تو اللہ تعالی مجھ کو اور میرے ذریعہ تم کو بھی مقام نبوت پر فائز کرے گا اور اپنے کلام اور اپنی شریعت سے ہم کو نوازے گا جس کے ذریعہ ہم سینکڑوں بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ تک پہونچانے میں کامیاب ہوں گے، وغیرہ وغیرہ۔ نفس نے جب دیکھا کہ یہ روح عقلی نہایت ہی قوی اور جمیل ہے تو اس کی اصلاح اور تہذیب کو قبول کر لیا اور اپنے رب کی اطاعت میں عاشقانہ اقدام شروع کر دیا اور اپنی جملہ قوتوں کو رب کی اطاعت میں اس قدر مشغول کر دیا کہ شیطان کو جو نفس کے مشیر اعظم تھا اس کو بالآخر ظاہری انقیاد کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ یہ حالت انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

دوسری حالت: یہ بہت اہم ہے۔ روح عقلی نے نفس سے کہا کہ مجھ کو اللہ احد نے اس لئے امیر بنا کر بھیجا کہ میں خود ان کی شریعت مقدسہ سے مستنیر بنوں اور تم کو اور تمہارے باقی قوتوں کو منور بناؤں۔ اگر تم نے میری تہذیب واصلاح کو قبول کیا اور مشیر اعظم شیطان کی مخفی وحیوں کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالی اپنی خوصی مہربانی ومحبت کی نظر سے ہمیں دیکھے گا اور مجھ کو اور میرے ذریعہ تم کو بھی اپنی تجلی کا آئینہ بنائے گا اور ہمارے ساتھ ایک خصوصی ربط اور نسبت پیدا کرے گا جو ہم کو اللہ تعالی کی طرف کھینچتی رہے گی۔ یہاں تک کہ جب ہر قسم کی ظلمت سے پاک وصاف ہو کر ہم نور ہی نور بن جائیں گے تو اللہ تعالی ہم کو دار النور میں اپنے پیارے مہمان کی حیثیت سے پہونچائے گا اور ہر قسم کے ملاذ ومشتہیات سے بلا حساب وبلا حد بندی نفع اٹھانے کی اجازت مرحمت

---

[1] ينظر: مسند الشاميين «٢: ١٩»، رقم الحديث: ٨٤٠، لأبي القاسم الطبراني، مؤسسة الرسالة – بيروت، صحيح الجامع الصغير وزيادته، الرقم: ٢١٦٣، و «١١: ٣٢٩» من الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف، دار الكتب العلمية – بيروت.
ترجمہ: حضرت ابو عنبہ خولانی حضور نبی اکرم ﷺ سے مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک زمین پر اللہ تعالیٰ کے کچھ برتن ہیں اور تمہارے رب کے برتن اس کے صالح وعبادت گزار بندوں کے دل ہوتے ہیں۔ ان میں سے بھی اُسے زیادہ محبوب وہ قلوب ہوتے ہیں جو بہت نرم اور بہت صاف وشفاف ہوں۔

فرمائے گا اور ہمارے اور ان کے درمیان سے پردہ اٹھادے گا اور اپنی رؤیت اور دنو کے وہ وہ منازل عنایت فرمائے گا جس کا بیان نا ممکن ہے۔ نفس نے جواب میں کہا: اے روح عقلی، تو ایک اجنبی شخص ہے اور ہم کو ایک اجنبی ملک کی خبر دیتا ہے اور اس کی لالچ دے کر ہمارے اوپر حکم ران بننا چاہتا ہے۔ دیکھ، ہمارے یہاں جمہوری حکومت ہے اور میں اس کا صدر رہوں۔ اس کے قوانین کا نام شہوت ہے، اس کے جملہ رعایا مثلاً ہاتھ، پیر، منہ، زبان، آنکھ، کان، پیٹ اور فرج وغیرہ بالکل آزاد ہیں۔ وہ اپنی شہوتوں کو پوری کرنے میں بالکل آزاد ہیں؛ کسی قسم کی بندش نہیں۔ اس حکومت کا صدر دفتر قلب صنوبری ہے جس کے ایک حصہ پر تو قابض ہو گیا ہے اور اس کا دفتر ڈاک وفکر دماغ ہے۔ وفی «الإتحاف»: «فإن معدن الفكر الدماغ»[1] جس کے قبضہ کی فکر میں تو ہے اور اس کی دفتر اشاعت زبان ہے اور دفتر مواصلات سانس ہے۔ اس حکومت کے وزیر اعظم شیطان ہے اور وہ اس قدر قوی ہے کہ اپنے قوانین کے اجرا ونفاذ میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور اس کے متعلق ایسی ایسی عمدہ تدبیریں اور حیلے نکالتا ہے جس کا مقابلہ کرنا تجھ سے نا ممکن ہے۔ اس کے حکم ہر سانس میں تمام حکومت کا دورہ کرتا ہے۔ گو میں صدر رہوں لیکن اس کے اشارہ کے بغیر کوئی اقدام نہیں کرتا۔

اس کے بعد نفس نے کہا: اے روح عقلی، اے اجنبی شخص، میں تم کو بتاتا ہوں کہ تم ان صورتوں میں ایک صورت اختیار کرلو: یا تم اس حکومت کے خراج گزاروں میں سے ایک ہو جاؤ۔ یا تم اس حکومت کے وزیر تعلیم بن جاؤ اور حکومت کی بھلائی کے لئے اور قوانین شہوت کے اجرا میں ہماری دست گیری کرو اور شہوت رانی کے دقیق اور عمدہ تدبیریں نکالو۔ ہم تمہاری خدمت کی قدر کریں گے، بل کہ ساری دنیا تمہاری قدر کرے گی۔ سرکش نفس کے جواب سن کر اور اس کی حکومت کے استحکام کو دیکھ کر روح عقلی اپنے مولائے کریم اللہ رب العالمین کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوتی ہے، فریاد کرتی ہے، مدد طلب کرتی ہے، اپنی بے بسی کی شکایت کرتی ہے اور عرض کرتی ہے یا اللہ! تیری توفیق خیر رفیق ہے۔ میں تیرے لئے اور تیری شریعت کے قوانین کو نافذ کرنے کے لئے ان دشمنوں سے اعلان جہاد کرتا ہوں۔ یا اللہ! تو اپنی خصوصی توجہ اور عنایت سے میری اعانت فرما اور مجھ کو صراط مستقیم پر استقامت کی توفیق بخش۔ یا اللہ! میرا دشمن بہت ہی قوی ہے اور میرے پاس سوائے تیرے نام اور ذکر کے کوئی جنگی ہتھیار نہیں۔ یا اللہ! میرے جہاد کو قبول فرما اور مجھ کو تیرے سچے غلاموں میں شامل فرما۔ یا اللہ! میرا مقصد تو ہے۔ یا اللہ! تو میرا ہو جا اور مجھ کو اپنا بنالے۔

---

[1] إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «٩: ٤٠٣»، للسيد محمد بن محمد الزبيدي، العلمية. ترجمہ: عقل کا سرچشمہ دماغ ہے۔

اس کے بعد روح عقلی شرعی قواعد جنگ کے موافق نفس اور شیطان کی حکومت پر ایک عظیم ترین حملہ کا آغاز کرتی ہے۔ لا الہ الا اللہ کی بڑی بڑی توپیں، اللہ اللہ کی زبردست مشین گنیں اور دیگر اسلحہ جہاد مثلاً تلاوت قرآن، استغفار، توبہ، کسر، توکل، اخلاص، عبودیت وغیرہ لے کر میدان میں نکل جاتی ہے۔ (اولا) قلب صنوبری پر «لا الہ الا اللہ» کی بڑی بڑی توپوں سے فائرنگ شروع کر دیتی ہے اور اس جگہ کو صدر مقام قرار دے کر وہاں «اللہ اللہ» کی زبردست مشین گنیں نصب کر دیتی ہے اور نفس اور شیطان کے مواصلات سانس پر «لا الہ الا اللہ» کی توپوں سے اور «اللہ اللہ» کی مشین گنوں سے اس زور سے فائرنگ شروع کرتی ہے جس سے تمام رعایا کانپ اٹھتے ہیں اور حکومت اور رعایا کے تعلقات کمزور ہو جاتے ہیں۔ کبھی دفتر ڈاک و فکر پر «اللہ اللہ» کی فائرنگ ہوتی ہے۔ کبھی لطائف ستہ میں بڑی بڑی جنگی گھاٹیاں بنا کر «اللہ اللہ» کی مشین گنوں سے بھی علیحدہ علیحدہ اور کبھی ایک ساتھ فائرنگ ہوتی رہتی ہے اور کبھی تمام مملکت کو ایک ساتھ ایک بارگی فوجی قوانین کے ماتحت کی جاتی ہے، اور اس کی ہر جگہ سلطان الاذکار کی فوجی دستے متعین کر دیئے جاتے ہیں، اور ہر جگہ ایک ہی ساتھ «ذکر اللہ» کی فائرنگ شروع ہو جاتی ہے جس سے تمام حکومت پر «ذکر» کی سلطنت قائم ہو جاتی ہے۔

ادھر نفس و شیطان کی مواصلات توڑ دینے سے اور ہر طرف سے فائرنگ ہونے سے پرانی حکومت کے اعضاوارکان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام رعایا میں پرانی حکومت کی کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے اور جدید حکومت کی اطاعت کا مادہ قوی سے قوی تر ہو جاتا ہے۔ جدید حکومت صدر دفتر کے ہوائی اڈہ پر واعظ اللہ کو لکچرار مقرر کرتی ہے۔ وہ ہر دم ہوائی اڈہ سے جو تقریر نشر کرتا ہے وہ مملکت کے ہر افراد کو یکساں پہونچتی ہے۔ اس کی تقریر میں گو حکم وامثال کا خزانہ ہیں لیکن ان کا اصل یہ ہے: (ا) جدید حکومت یعنی روح عقلی کی حکومت کی اطاعت کرو، اس سے تمہیں دار النور ملے گا۔ قدیم حکومت یعنی نفس و شیطان کی حکومت کی اطاعت مت کرو، کیوں کہ اس کا منتہی دار الظلمۃ ہے۔ (ب) جدید حکومت کا مقصد اللہ ہے اور قدیم حکومت کا مقصد شیطان ہے۔ (ج) جدید حکومت بھی جمہوری ہو گی لیکن مہذب قوانین کی ہو گی جس کے مقنن رب العالمین ہے۔ (د) جدید حکومت تمہاری آزادی کو سلب نہیں کرے گی بل کہ تم کو تمہاری فطری قوتوں کے ساتھ آزاد چھوڑ دے گی۔ البتہ ایک حد بندی کرے گی۔ تم ان حدود کی رعایت کے ساتھ اپنی فطری قوتوں کا استعمال کر سکتے ہو اور اس استعمال میں تم بالکل آزاد ہو۔ (ہ) جدید حکومت کی بندش کا خلاصہ یہ ہے کہ تم اپنی فطری قوتوں کو حضرت محمد ﷺ کے بالکل تابع بنادو۔ جہاں آپ اس کو استعمال کی اجازت دیتے ہیں وہاں استعمال کرو اور

اس قدر استعمال کرو جو تمہارے مقصد یعنی وصول الی اللہ میں خلل انداز نہ ہو اور جہاں آپ کی جانب سے اجازت نہیں وہاں استعمال مت کرو۔ (و) شارع علیہ الصلاۃ والسلام مصالح و مضار سے زیادہ واقف ہیں۔ اگر تم ان کی حدود کی پابندی نہیں کروگے تو تم افراط و تفریط کی وجہ سے «خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ»[1] کے نمونہ بن جاؤگے۔ مثلاً فرض کرو کہ فرج میں شہوت جماع رکھی ہوئی ہے۔ پس اگر فرج اس کے استعمال میں افراط سے کام لیتا ہے تو دنیا میں جریان[2]، بواسیر، کم زوری، ضعف بصر، ضعف معدہ اور بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور چوں کہ اس میں حرام و حلال کا فرق نہیں ہوتا اس لئے اس سے سینکڑوں بد اخلاقیاں پیدا ہوتی ہیں، جس سے بالآخر روح تک مکدر ہو جاتی ہے اور دار الظلمۃ تک پہونچ جاتی ہے۔

ٹھیک ویسا ہی اگر تفریط سے کام لیتا ہے اور اس کو جماع سے بالکل روک دیتا ہے جب بھی دنیا میں سینکڑوں امراض کا شکار ہوتا ہے، اور چوں کہ جب تک انسان زندہ ہے اس وقت تک یہ قوت بھی زندہ ہے اس لئے ہر موقع و محل پر نفس کو روح عقلی کی مخالفت پر مشتعل کرتی رہے گی، جس کی وجہ سے بہت سی بد اخلاقیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اس لئے اسلام آیا اور اس نے افراط و تفریط کے درمیان ایک معتدلانہ راہ پیدا کیا۔ سوائے اپنی زوجہ کے اور ہر قسم کی شہوت رانی کو فرج پر حرام کر دیا۔ «وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ» «إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ» «فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ».[3] اسلامی تصوف نے یہ بتادیا کہ تیرا مقصد صرف اللہ تعالی ہی ہے لہذا اپنی زوجہ سے بھی اس قدر تعلق رکھ جتنا کہ راہ الہی میں چلنے کے لئے ممد و معاون ہو اور جو زوجہ اور تیرے نفس کے حقوق میں داخل ہو، اور اس کے علاوہ حظوظ نفس کو بالکل چھوڑ دے، اور دیکھ تیری قلبی توجہ پر کسی کو تسلط مت دے بل کہ ہر حال اور ہر وقت میں قلب کا متوجہ الیہ اللہ احد کور

---

[1] سورہ حج: ۱۱۔ ترجمہ: اس کی دنیا بھی خراب ہوگئی اور آخرت بھی۔

[2] جریان: ایک انفیکشن ہے جو جنسی تعلق کی وجہ سے منتقل ہونے والے بیکٹیریم کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ یہ انفیکشن مرد اور عورت دونوں کو متاثر کر سکتا ہے۔ جریان کو سوزاک بھی کہا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ بیماری سب سے زیادہ پیشاب کی نالی، گلے اور بڑی آنت کو متاثر کرتی ہے۔ جریان کا سامنا زیادہ تر جنسی سرگرمی کی وجہ سے کرنا پڑتا ہے۔ (منقول)

[3] من سورة المؤمنون: ٥-٧. ترجمہ: اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، مگر اپنی بیویوں سے اور ان سے جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ، پس وہ یقیناً ملامت کئے ہوئے نہیں ہیں۔ پس جو کوئی اس کے علاوہ چاہے پس وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔

کھ۔ اے طالب صادق! فرج کے مسئلہ پر ہاتھ، پیر، زبان، آنکھ، کان، پیٹ اور دل وغیرہ کو قیاس کرو۔ اللہ تعالی نے ان میں سے ہر ایک کی شہوت پورا کرنے کی اجازت دے دی، لیکن اس کی حدود متعین کر دیا۔ ان حدود کے اندر رہ کر کوئی اگر ان کی فطری قوتوں کو استعمال کرتا ہے اور اس حیثیت سے استعمال کرتا ہے کہ وہ راہ الہی میں ممد ومعاون ثابت ہو تو یہ ممنوع نہیں، بل کہ یہی عین مقصود ہے۔ الغرض واعظ اللہ کی تقریروں نے حکومت قدیمہ میں ایک آگ لگادی اور چاروں طرف کے حملوں نے نفس وشیطان کو بالکل پریشان کر دیا اور قریب تھا کہ اس کو بالکل ختم کر دیا جاتا، لیکن کیا کیا ہے جائے۔

روح عقلی کتنی ہی قوی ہو لیکن بالآخر وہ انسان ہے اس میں تھکن ہے، سستی ہے، غفلت ہے اور اس کا مقابلہ ایک ایسا دشمن سے ہے کہ نہ اس کو تھکن ہے، نہ سستی اور نہ اس کو اپنے کاموں سے غفلت ہے، یعنی شیطان اس روح عقلی کی تھکن، سستی اور غفلت کو غنیمت جان کر ہوائی جہازوں سے صدر دفتر قلب صنوبری پر بموں کی بارش کرنے لگا۔ کبھی حب الجاہ اور حب الدنیا کی ایٹم بم اور کبھی ریا، عجب، دعاوی، کرامت، کشف، وساوس، بدعت، نفاق اور غرور کے بموں سے صدر دفتر اور دیگر فوجی اڈوں پر سخت بم باری شروع کر دی اور قریب تھا کہ روح عقلی کی ساری کوششیں بے کار جائیں اور ذکر کی سلطنت پر زوال آجاوے۔ اتنے میں روح عقلی نے اللہ تعالی کی مدد سے نفی، نفی النفی، فنا، فناء الفنا، دوام التوجہ الی اللہ، دوام التوبہ اور دوام الخضوع وغیرہ کی ایسی طیارہ شکن توپوں سے شیطان کے ہوائی جہازوں پر اس زور کی فائرنگ شروع کی کہ صدر دفتر قلب صنوبری کے بالائی حصہ بالکل صاف ہو گیا، اور جب وہ ہر قسم کے کدورات سے اور حجابوں سے خواہ اس کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہو یا اخلاق کے ساتھ یا عمل کے ساتھ ہو بالکل پاک وصاف ہو گیا، اور اس کے بریق ولمعان کو ایمان کامل اور عمل صالح کے انوار نے اور دوچاند کر دیا۔ «اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ». (١)

---

(١) من سورة النور: ٣٥. ترجمہ: اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہیں (یعنی آسمانوں اور زمین میں جسے بھی ہدایت ملی ہے اللہ تعالی ہی نے سب کو ہدایت دی ہے۔ پس نور سے مراد نور ہدایت ہے اور زمین وآسمان سے کل عالم مراد ہے) اللہ کے نور کی عجیب حالت: جیسے ایک طاق چہ، اس میں چراغ ہے، وہ چراغ شیشہ میں ہے، وہ شیشہ گویا چمک دار ستارہ ہے۔ چراغ روشن کیا جاتا ہے بہ برکت درخت زیتون کے تیل سے۔ وہ درخت نہ باغ کی مشرقی

اللہ احد کو یہ ریاضت و مجاہدہ بہت ہی پسند آئی اور اس نے اس روح عقلی کو مع اس کے تمام متعلقات کے اپنے ساتھ ملا لیا۔ «إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى» «وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا».(١) اور اس پر سکینہ نازل کیا اور اس کو ایمان تحقیقی اور نسبت کی نعمت سے نوازا اور اس کو سیر الی اللہ سے ترقی دے کر سیر فی اللہ میں ڈوبا دیا اور اس کو اپنے اسماء حسنی کی تجلی کا آئینہ بنالیا۔ «وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ»(٢) اس کے ہر عمل میں محبت الٰہی اور اجلال الٰہی کی روح دوڑنے لگی۔ «أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». رواه البخاري.(٣) مشاہدہ اور انس کی لذتوں نے اللہ احد کی محبت اور اجلال کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن کیا کیا جائے وہ بشر ہے، اس کو تھکن اور غفلت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اگرچہ اسماء الٰہی کی تجلی نے اس کے نفس کو مطمئنہ بنا دیا ہے، لیکن اس کا سب سے بڑا حریف شیطان ابھی تک پوری عداوت میں ہے۔ جب کبھی قلب کو اللہ تعالیٰ سے غافل پاتا ہے بڑے زور و شور سے اس پر وسوسہ کی مشین گنوں سے فائرنگ شروع کر دیتا ہے۔ پھر جب روح عقلی کو تنبہ ہو جاتا ہے تو وہ ذکر اللہ، تذکر، توبہ، توجہ الی اللہ وغیرہ سے اس کا مقابلہ شروع کر دیتی ہے۔ اس لئے

جانب ہے نہ مغربی جانب۔ اس کا تیل بس جلنے ہی کو ہے اگرچہ نہ چھوئے اس کو آگ، نور علی نور! اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے نور کی راہ دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے عجیب مضامین بیان فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والے ہیں۔

(١) من سورة الكهف :١٣-١٤. ترجمہ: وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ہدایت میں ان کو ترقی بخشی تھی اور ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیئے جب وہ (دربار میں جواب دہی کے لئے یا دعوت دینے کے لئے) کھڑے ہوئے۔ پس انھوں نے کہا ہمارے پروردگار وہی ہیں جو آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہیں، ہم ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کی ہرگز عبادت نہ کریں گے۔ (اگر ہم ایسا کریں) تو اس صورت میں ہم یقیناً بہت بے جا بات کہیں گے۔

(٢) من سورة العنكبوت: ٦٩. ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے دین کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں: ہم ضرور ان کو اپنی راہیں سجھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً نیکوکاروں کے ساتھ ہیں۔

(٣) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ عَنِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ٥٠. ترجمہ: تم اللہ کی عبادت (اس خشوع اور خلوص سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نہ (حاصل) ہو کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو خیال رہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

شیطان کی سلطنت گو اس پر نہیں ہوتی لیکن اس کا حملہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ؛ فَإِذَا ذَكَرَ اللهَ خَنَسَ وَإِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ».[١] وقال الله تعالى: «إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ».[٢] وقال تعالى: «إِن الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ».[٣] وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلَا أَنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَحُوْمُوْنَ عَلَى قُلُوْبِ بَنِيْ آدَمَ لَنَظَرُوْا إِلَى مَلَكُوْتِ السَّمَاوَاتِ». [٤]

اگر شیطان اس راستے سے بھی عاجز ہو جاتا ہے تو بیرونی ممالک سے مصالحت کر کے ایک متحدہ اقوام کی متحدہ قوتوں کے ساتھ میدان کارزار پھر گرم کرتا ہے، یعنی دنیا کے تمام شیاطین الانس، دنیادار علما، فساق، رؤسا اور دیگر ملاحدہ وفجار لے کر میدان عداوت وجنگ میں اتر آتا ہے۔ اسی طرح روح عقلی اپنا دشمن شیطان اور اس کے احزاب کے ساتھ لڑائی میں مشغول تھی یکایک غیب سے ندا آتی ہے کہ اے روح عقلی! اب نفس چوں کہ میرے ساتھ مطمئن ہو چکا اور تیرے ساتھ شیر وشکر جیسا متحد ہو گیا اب تو اس کو لے کر میرے ہاں چلے آ۔ «يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ» «ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً».[٥] تیرا رب تیری

---

[١] أخرجه البخاري معلقا بصيغة التمريض قبل حديث (٤٩٧٧) بنحوه، وأخرجه أبو داود موصولا في «الزهد» (٣٣٧)، وابن أبي شيبة في «المصنف» (٣٥٩١٩)، واللفظ لهما. ترجمہ: شیطان بنی آدم کے دل میں چمٹے ہوئے ہے۔ پس جب وہ اللہ کا نام لیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

[٢] من سورة الحجر: ٤٢. ترجمہ: یقینا میرے بندوں پر تیرا کچھ زور نہیں ہاں جو بہکے ہوئے لوگوں میں سے تیری پیروی کریں۔

[٣] من سورة الأعراف: ٢٠١. ترجمہ: بے شک جو لوگ تقوی شعار ہیں: جب ان کو کوئی شیطانی وسوسہ چھو لیتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پس یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

[٤] ينظر: إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «٧: ٧٢٣»، العلمية، إحياء علوم الدين «٣: ١٨»، العلمية، وتخريج أحاديث إحياء علوم الدين «٢: ٦٠٨». قال العراقي: رواه أحمد من حديث أبي هريرة بنحوه. ترجمہ: اگر شیطان بنی آدم کے دلوں پر گشت نہ کرتا تو وہ آسمان کی بادشاہی کو دیکھتے۔

[٥] من سورة الفجر: ٢٧-٢٨. ترجمہ: اے چین پکڑی ہوئی روح! چل اپنے رب کی طرف تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔ اب میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں پہنچ جا۔

اس ریاضت و مجاہد سے تجھ پر بہت ہی خوش ہے تو اب دار النور کو اپنا مسکن اور ماوی بنا۔ «فَادْخُلِي فِي عِبَادِي» «وَادْخُلِي جَنَّتِي».[1] اور بلا منازعت شیطان کسب کمالات کر اور تجھ میں ایسی اسپرٹ اور نورانیت پیدا کر جس کے ذریعہ تو اپنے جسم کے اجزا کو بھی دار النور تک لانے پر قادر ہو سکے۔

تنبیہ عظیم: حالت ثانیہ میں جو کچھ لکھا گیا وہ ان لوگوں پر زیادہ منطبق ہوتا ہے جنہوں نے ابتدا شعر ہی سے ریاضت و مجاہدہ شروع کر دیا اور یہ لوگ فی الحقیقت ایک قسم کے مجذوب ہیں کہ ان کا جذب ان کو سلوک تک پہونچا دیتا ہے، لیکن عام سالکین جو ایک مدت تک غفلت کی نوم سوتے ہیں اور شیطان و نفس کی اطاعت میں گزار دیتے ہیں۔ پھر واعظ اللہ کے وعظ سے یا نسیم انس کے چلنے سے یا کسی شیخ کامل کی توجہ سے ان کو تنبہ ہوتا ہے اور خواب غفلت چھوٹ جاتی ہے تو ان کی ریاضت و مجاہدہ کے لئے اور کچھ زائد ہو ہیں:

(ا) قصد کامل اور عزم مصمم الی اللہ تعالی۔ قال تعالی: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ».[2] وقال تعالی: «وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ».[3] والتوجه الكامل إلى الله وحده لا شريك له.[4] اس توجہ میں توحید یعنی ظاہر و باطن میں سوائے اللہ احد کے کوئی متوجہ الیہ نہ رہے اور دل میں کسی قسم کا ارادہ اور کسی قسم کی نیت سوائے اللہ احد کے ارادہ اور ان کی نیت کے باقی نہ رہے، یعنی کسی قول، فعل اور عمل کا ارادہ اس وقت کرے جب کہ وہ اللہ کے لئے ہو اور بس۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

---

[1] من سورة الفجر: ٢٩-٣٠. ترجمہ: اب میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں پہنچ جا!

[2] من سورة الأنعام: ٧٩. ترجمہ: بے شک میں ان ستاروں سے یک سو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف پھیرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں شریک ٹھہرانے والوں میں سے نہیں ہوں۔

[3] من سورة لقمان: ٢٢. ترجمہ: اور جو شخص اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو (منافق نہ ہو) تو اس نے بڑا مضبوط کڑا پکڑ لیا اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا انجام لوٹے گا۔

[4] ترجمہ: اور اس ذات کی طرف مکمل متوجہ ہونا جن کا کوئی شریک نہیں ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ». أخرجه البخاري. [1]

(۲) ایام غفلت میں جو خطیئات سرزد ہو چکے ان سے بے انتہا نفرت اور آئندہ تلافی کی مصمم عزم، ارادہ اور حال میں پوری توجہ سے توبہ واستغفار جس کو «التوبۃ النصوح»[2] کہا جاتا ہے اور توجہ کے ساتھ ہی تزکیہ وتحلیہ کا آغاز کرنا۔

(۳) ایام غفلت میں نفس اور شیطان کی اطاعت کی وجہ سے اور فطری قوتوں کی غلط استعمال سے جو غلط عقائد ونیات، برے اخلاق اور رذیل ملکات پیدا ہو چکے اور جو قلب اور اللہ کے درمیان عظیم الشان حجاب ہو کر قلب کو اپنے محبوب حقیقی اللہ احد سے محجوب کر چکے ان کے ازالہ کی کوشش فی الحقیقت یہی وہ مشکل مقام ہے جو سالکین طریقت کو سب سے زیادہ پریشان کن ہے۔ البتہ پردہ کھولنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ **اول:** خود محجوب شخص اپنی سعی وکوشش سے پردہ کو اٹھائے۔ **دوم:** سخت ہوا چل کر پردہ کو اڑا کر لے جائے۔ یہاں پر بھی یہی حال ہے، کبھی سالک کی کوشش سے یہ پردہ اٹھتا ہے اور کبھی ہبوب نسیم انس سے یہ پردہ اڑ جاتا ہے۔«إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِي أَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٌ، فَتَعَرَّضُوا لَهَا، لَعَلَّهُ أَنْ يُصِيبَكُمْ نَفْحَةٌ مِنْهَا فَلَا تَشْقُوْنَ بَعْدَهَا أَبَدًا» [3]

---

[1] صحيح البخاري | كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ | بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ، رقم الحديث: ٦٦٨٩. ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اعمال نیت پر موقوف ہیں اور انسان کو وہی ملے گا جس کی نیت کرے۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہو گی تاکہ وہ اسے پالے یا کسی عورت کی طرف ہو تاکہ اس سے شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہو گی جس کی ہجرت کی۔

[2] قال عمر وأبي ومعاذ رضي الله تعالى عنهم: التوبة النصوح أن يتوب ثم لا يعود إلى الذنب كما لا يعود اللبن إلى الضرع. وقال الحسن: هي أن يكون العبد نادما على ما مضى، مجمعا على أن لا يعود إليه. وقال الكلبي: أن يستغفر باللسان، ويندم بالقلب، ويمسك بالبدن. وقال سعيد بن المسيب: معناه توبة تنصحون بها أنفسكم. وقال محمد بن كعب القرظي: التوبة النصوح يجمعها أربعة أشياء: الاستغفار باللسان، والإقلاع بالأبدان، وإضمار ترك العود بالجنان، مهاجرة سيء الإخوان. (تفسير الخازن والبغوي «٦: ٢٣٥»، العلمية).

[3] رواه الطبراني في «المعجم الأوسط» عن محمد بن مسلمة، والحديث حكم عليه السيوطي بالضعف، وكذلك الشيخ الألباني في «ضعيف الجامع الصغير وزيادته» برقم: ١٩١٧، وكذلك في الضعيفة برقم: ٣١٨٩، وذكره الغزالي في «الإحياء» «١: ١٤»، دار الأرقم بن أبي الأرقم. وقال العراقي في تخريج أحاديثه: أخرجه الحكيم في «النوادر»، والطبراني في «الأوسط» من حديث محمد بن مَسْلَمة، ولابن عبد البر في «التمهيد» نحوه من حديث أنس. ترجمہ: تمہاری زندگی کے ایام میں خداوند متعال کی طرف

لیکن یہ یاد رکھنا کہ نسیم انس کے ہبوب کے لئے بھی سالک کو پوری توجہ کے ساتھ اپنے محبوب اللہ احد کے دربار میں حاضر رہنا چاہئے اور اپنے فقر، افلاس، کسر، خضوع اور خشوع سے اپنے مرض کی دوا طلب کرنا چاہئے۔

چار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست * بے کسی و ناکسی، عجز و گناہ آوردہ ام(۱)

زمانہ حال میں بعض لوگوں کو دیکھنے میں آتا ہے کہ تصوف اور سلوک صرف کسی طریقہ میں داخل ہو کر کچھ دنوں ذکر کرنے کا نام سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کو خلافت دے دیتے ہیں۔ حالاں کہ ان کے قلب پر ہر نوع کے بے شمار پردے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ بے چارہ ان پردوں کے ازالہ کی کیا کوشش کرے اس کو ان کی حقیقت کا علم تک نہیں۔ فِإنّا لِلّهِ وَإِنّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ. اگر اللہ تعالی نے چاہا تو ہم آئندہ ان پردوں پر بحث کریں گے۔ یہاں صرف اس کے ازالہ کی سب سے بڑی دواؤں کا ذکر کرتے ہیں: (ا) چوں کہ یہ چیزیں محبوب حقیقی سے حاجب ہیں اور انسان کے لئے مہلک اور دار الظلمۃ تک پہونچانے والی ہیں اس لئے ان سے نفرت و بے زاری میں درجہ کمال پیدا کرنا۔ (ب) ان کے موافق عمل کرنے سے بھاگنا۔ (ج) ان کی حقائق اور اسباب پر غور کرنا اور اس سے تجنب حاصل کرنے کے لئے کمال توجہ اور کمال فقر و کسر کے ساتھ اللہ تعالی سے مدد طلب کرنا۔ کبھی انتہائی خضوع کے ساتھ «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْ□رْصِ، وَالْحَسَدِ، وَالرِّيَاءِ، وَحُبِّ الْجَاهِ»(۲) مثلا اس قسم کی دعاؤں سے اللہ سے اعانت طلب کرنا۔ (د) قلب کو صاف کرنے والے جو اعمال ہیں مثلا ذکر موت، تلاوت قرآن، کثرت ذکر اور کثرت استغفار وغیرہ عمل میں لانا اور دوام التوجہ الی اللہ میں مشغول رہنا۔

یک چشم زدن غافل از آں شاہ نہ باشی * شاید کہ نگاہِ کند آگاہ نہ باشی(۳)

سے رحمت کے جھونکے آتے ہیں، ہوشیار رہو اور اپنے آپ کو ان جھونکوں کے سامنے پیش کرو۔ شاید اس کا ایک جھونکا آپ کو لگ جائے اور آپ اس کے بعد کبھی مشقت نہ اٹھائے۔

(۱) ترجمہ: چار چیزیں ایسی لے کے آیا ہوں جو کہ اے شاہ تیرے خزانے میں نہیں۔ بے کسی، ناکسی، عاجزی اور گناہ لے کے آیا ہوں۔

(۲) اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں حرص، حسد، ریاکاری اور عزت کی محبت سے۔

(۳) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لمحہ کو بھی غافل نہ ہونا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ جس وقت وہ نگاہِ کرم فرمائیں اور تم کسی اور طرف غفلت سے مشغول ہو۔

حالت سوم: روح عقلی کے جواب میں نفس نے جو دو صورتیں پیش کی تھی روح عقلی نے نفس کی حکومت کے استحکام کو دیکھ کر اس کی پہلی صورت کو اختیار کر لیا، یعنی نفس و شیطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیا اور ان کی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کر دیا۔ دنیا میں بھی بہائم کی طرح انتہائی ذلیلانہ شہوت رانی میں مشغول اور آخرت میں بھی دار الظلمۃ کا باشندہ جیسا کہ زمانہ حال میں غنڈوں کی جماعت۔

حالت چہارم: روح عقلی نے دوسری صورت اختیار کرلی یعنی نفس کی حکومت کے وزیر تعلیم اور مشیر خاص ہوگئی اور شہوات نفسانی کو پورا کرنے میں وہ وہ جدت اور تدبیریں نکالی جو دنیا کے سامنے سحر، طلسم اور سائنس کے نام سے مشہور ہوئی اور جاہ، غرور، کبر اور اموال و دولت کے فراہم کرنے میں امام روزگار بنی۔ دھوکہ دینے میں لومڑی سے بھی زائد، فریب بازی میں بندر سے بڑھیا، غصہ میں شیر ببر بھی زیادہ، حرص دنیا میں چوہا سے بھی آگے نکل گئی اور پھاڑنے چیرنے میں خنزیر سے بھی زائد۔ گویا دنیاوی سیادت میں درجہ علیا پر فائق ہوگئی۔ قرآن مجید میں ہے۔ قال تعالی: «مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ» «أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ».(١) وقال الله تعالی: «فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا».(٢) وقال تعالی: «قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ». (٣)

---

(١) من سورة الهود: ١٥-١٦. ترجمہ: جو لوگ دنیاوی زندگانی اور اس کی رونق کے طلب گار ہیں: ہم دنیا میں ان تک ان کے کاموں کا پورا بدلہ پہنچا دیتے ہیں اور وہ دنیا میں کچھ کمی نہیں کئے جاتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں بہ جز آگ کے کچھ نہیں اور وہ جو کچھ کیا کرتے ہیں وہ سب ملیامیٹ ہو گیا۔

(٢) من سورة النجم: ٢٩. ترجمہ: پس آپ توجہ ہٹائیں اس سے جو ہماری نصیحت کا خیال نہیں کرتا اور دنیاوی زندگی کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں۔

(٣) من سورة المائدة: ٦٠. ترجمہ: کہو کیا میں تمہیں آگاہ کروں ان لوگوں سے بدتر لوگوں سے اللہ کے نزدیک بدلہ کے اعتبار سے؟ جن کو اللہ نے رحمت سے دور کر دیا اور جن پر وہ غضب ناک ہوئے اور جن میں سے کچھ کو اللہ نے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے سرکش (شیطان) کی عبادت کی۔ وہی لوگ مرتبہ میں برے اور راہ راست سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے نفس کی خواہش اور ہوا کو اپنا خدا بنالیا۔ قال تعالی: «أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ».(١) اور شیطان کو اپنا وزیر اعظم۔ قال تعالی: «وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ» «وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ».(٢) ان کی روح عقلی نے شہوت اور ہوا کی۔ حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے وہ وہ تدبیریں نکالیں جن سے شیطان بھی درماندہ رہ گیا۔ ان کے قلب کے باب عالی میں پے در پے حجاب پیدا ہو گیا اور ایمان وامور ایمان قبول کرنے کی کوئی صلاحیت اس میں باقی نہیں رہی تو اللہ تعالی نے ان کے باب عالی پر مہر لگا دیا۔ قال تعالی: «خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ».(٣) شہوت اور ہوا کی عبادت میں وہ جملہ حیوانات سے آگے بڑھ گئے۔ «وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ».(٤)

---

(١) من سورة الجاثية: ٢٣. ترجمہ: کیا پس بتلا: جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اس کو اللہ نے گم راہ کیا علم کی رُو سے اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔ پس کون اس کو راہ دکھا سکتا ہے اللہ کے بعد؟ کیا پس تم سمجھتے نہیں!

(٢) من سورة الزخرف: ٣٦-٣٧. ترجمہ: جو شخص اللہ کی نصیحت (قرآن) سے صرف نظر کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ اس کا ساتھی ہے، اور بے شک وہ ان کو ضرور روکتے ہیں سیدھے راستہ سے اور وہ (لوگ) خیال کرتے کہ وہ راہ راست پر ہیں۔

(٣) من سورة البقرة: ٧. ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑی بھاری سزا ہے۔

(٤) من سورة الأعراف: ١٧٩. ترجمہ: اور بہ خدا واقعہ یہ ہے کہ ہم نے دوزخ کے لئے جنات اور انسانوں کی کثیر تعداد پیدا کی ہے جن کے پاس دل ہیں، مگر وہ ان سے سمجھتے نہیں، اور ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ لوگ جانوروں جیسے ہیں بل کہ ان سے بھی زیادہ بے راہ۔ یہی لوگ (اپنے دین سے) غافل ہیں!

یہ لوگ اپنی ہوا کی پیروی میں ہوا پر اڑے، انہوں نے دریا میں غوطہ لگایا۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ خلق اللہ پر آگ کی بارش برسائے۔ ظلم وتعدی کے ذریعہ خدا کی خلق کو فقیر اور مفلس بنایا اور خزائن ودفائن لوٹے، لیکن کسی طریقہ سے بھی ان کی ہوا پوری نہیں ہوئی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ «احیاء علوم الدین» میں اور امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح «اتحاف السادۃ المتقین» میں تحریر فرماتے ہیں: «فمن استعمل جميع أعضائه وقواه وصرف همته كلها على وجه الاستعانة بها على العلم النافع – المستفاد من كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم – والعمل المحكم فقد تشبه بالملائكة، فحقيق بأن يلحق بهم، وجدير بأن يسمى ملكا وربانيا، ومن صرف همته إلى اتباع اللذات البدنية يأكل كما تأكل الأنعام، فقد انحط إلى حضيض أفق البهائم، فيصير إما غمرا وهو الجاهل البليد المحض، كثور، وإما شرها أي حريصا كخنزير، وإما ضرعا أي متملقا ككلب، أو حقودا كجمل، أو متكبرا كنمر، أو ذا روغان أي حيلة كثعلب، أو يجمع ذلك كله فيكون كشيطان مريد، وعلى ذلك قوله تعالى: «وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ». [المائدة: ٦٠] وقوله تعالى: «إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا». [الفرقان: ٤٤] وقوله تعالى: «إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ». [الأنفال: ٢٢].[1] والله الهادي ومنه التوفيق.

---

[1] ينظر: إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «٨: ٤٠٥-٤٠٦»، العلمية. ترجمہ: جو شخص اپنے تمام اعضا اور قوتوں کو بروئے کار لاتا ہے اور اس سے مدد لینے کے لئے اپنی تمام قوتیں صرف کرتا ہے مفید علم پر جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہے اور مضبوط عمل پر، تو اس نے فرشتوں کی مشابہت اختیار کی ہے، اس لئے اس کو ان کے ساتھ ملحق کرنا اور فرشتہ اور ربانی کہلانا قابل استحقاق ہے۔ اور جو شخص اپنی توانائی جسمانی لذتوں کی پیروی میں صرف کرتا ہے اور اس طرح کھاتا ہے جیسے مویشی کھاتے ہیں تو وہ حیوانات کے افق کی تہہ تک پہنچ چکا ہے۔ پس وہ یا تو غرق ہو جاتا ہے یعنی بیل کی طرح جاہل خستہ ہو جاتا ہے یا خنزیر کی طرح حریص ہو جاتا ہے، یا کتے کی طرح چاپلوس، یا اونٹ کی طرح بدتمیز، یا شیر کی طرح مغرور، یا لومڑی کی طرح دھوکہ باز، یا ان سب کا جامع سرکش شیطان کی طرح ہے ہو جاتا ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «اور جن میں سے کچھ کو اللہ نے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے سرکش (شیطان) کی عبادت کی» [المائدہ:٦٠] اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «وہ لوگ بالکل چوپایوں جیسے ہیں، بل کہ ان سے بھی زیادہ بے راہ»، اور ارشاد فرمایا: «بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جانور وہ لوگ ہیں جو بہرے گونگے ہیں، جو سمجھتے نہیں»۔

اصل ہشتم: خلاصہ مجاہدہ یہ ہے:(ا) پوری نیت، ہمت اور ارادہ سے اللہ تعالی کی طرف دائما متوجہ رہنا اور دل کو غیر اللہ سے خالی رکھنا اور چوں کہ ہر علم، قول اور عمل کا مبدا ارادہ اور نیت ہے پس جب نیت وارادہ پر اخلاص، عبودیت اور رضا جوئی کی روح پیدا ہو جائے گی تو انسان کے جملہ حرکات وسکنات میں یہ روح کام کرتی رہے گی۔ اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ». أخرجه البخاري. [1](ب) فطری قوتوں کے غلط استعمال سے جو اخلاق رذیلہ اور ملکات قبیحہ پیدا ہو چکے ان کے ازالہ کے لئے دل وجان سے کوشش کرنا۔ (ج) فطری قوتوں کو آئندہ صحیح استعمال کرنے کی کوشش کرنا اور کوشش بھی ایسی جیسا وہ پیاسا پانی کے لئے کرتا ہے جو قریب الموت ہو۔ (د) جملہ حرکات وسکنات ارادہ اور اخلاق میں حضرت محمد ﷺ کی کمال اتباع کرنا۔

امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ «اتحاف» میں تحریر فرماتے ہیں: «ولم ينل أحد كمال الخلق إلا المصطفى صلى الله عليه وسلم، لقوله تعالى: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ [القلم: ٤]، وأقرب الخلق إلى الله السالكون آثاره بحسن الخلق. والناس بعده متفاوتون في القرب والبعد منه، فكل من قرب منه في هذه الأخلاق فهو قريب من الله تعالى بقدر قربه من رسول الله صلى الله عليه وسلم، لأن القريب من القريب قريب». [2]

اصل نوہم: ریاضت ومجاہدہ کا مقصد اور منتہی کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے اور اللہ تعالی سے پوری ہمت کے ساتھ اس کا طلب کرنا چاہئے۔ سو مجاہدہ کا مقصد بھی وہی ہے جو مقصد تصوف میں گزر چکا، یعنی متقدم الذکر نسبت کا حاصل ہو جانا اور اللہ تعالی کا اپنے اسماء حسنی کے ذریعہ قلب پر تجلی فرمانا اور اللہ تعالی کا مشاہدہ اور معیت کا انکشاف ہو جانا اور عبودیت کی روح قلب وقالب میں ساری

---

[1] صحيح البخاري | بَابٌ: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ١. ترجمہ: اعمال نیتوں پر موقوف ہیں اور انسان کو وہی ملے گا جس کی نیت کرے۔ ور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہو گی تا کہ وہ اسے پالے یا کسی عورت کی طرف ہو تا کہ اس سے شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہو گی جس کی ہجرت کی۔

[2] إتحاف السادة المتقين ٨: ٦١٦)، العلمية. ترجمہ: اور کسی نے بھی اخلاق کا کمال حاصل نہیں کیا سوائے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ بے شک آپ اخلاق کے اعلی رتبہ میں ہیں۔ اور سب سے قریب ترین خدا کی مخلوق وہ ہیں جو اچھے اخلاق کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ آپ سے قربت اور دوری میں متفاوت ہیں۔ پس ہر وہ شخص جو ان اخلاق میں آپ کے قریب ہے وہ آپ کی قربت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، کیوں کہ قریب کے قریب بھی قریب ہے۔

وطاری ہو جاتا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ «احیاء علوم الدین» میں اور امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ «اتحاف السادۃ المتقین» میں تحریر فرماتے ہیں: «فإذا منتهى الرياضة أن يجد قلبه مع الله أبدا بحيث لا يتخلل في هذا الوجدان شيء يخالفه، ولا يمكن ذلك إلا بأن يخلو من غيره، فلا يكون لخطورة فيه مساغ، ولا يخلو عن غيره إلا بطول المجاهدة، ولا تتم المجاهدة إلا بمخالفة النفس، فحينئذ تحصل له مبادئ الهداية المفهومة من قوله تعالى: «وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا» [العنكبوت: ٦٩]. فإذا تمت له الهداية ارتقى إلى مقام الإحسان الذي فسر في الحديث: «أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ».[١] وإليه الإشارة بقوله: «إِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ» [العنكبوت: ٦٩]، أي بمعية الشهود والانكشاف، فإذا حصل قلبه مع الله عند دخوله في حظيرة الإحسان انكشف له جلال الحضرة الربوبية الجامعة للحضرات الأربعة، وتجلى له الحق من وراء حجاب من الحجب الأسمائية، وظهر من لطائف رحمة الله تعالى، ما لا يجوز أن يوصف، بل لا يحيط به الوصف أصلا، وأراد بذلك التجلي الصفاتي الذي مبدؤه صفة من الصفات من حيث تعينها وامتيازها عن الذات، ودل على ذلك قوله: «وظهر...إلخ». وذلك لأن التجلي الذي مبدؤه الذات من غير اعتبار صفة من الصفات معها لا يتحصل إلا بواسطة الأسماء والصفات، إذ لا يتجلى الحق من حيث ذاته على الموجودات إلا من وراء حجاب من الحجب الأسمائية، وأصل التجلي هو ما ينكشف للقلوب من أنوار الغيوب، وإنما جمع الغيوب باعتبار تعدد أمور التجلي، فإن لكل اسم إلهي بحسب حيطته ووجوهه تجليات متنوعة». [٢]

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ عَنِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ٥٠.

[٢] إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «٨: ٦٩٤-٦٩٥»، دار الكتب العلمية. ترجمہ: پس ریاضت کی غایت یہ ہے کہ بندہ اپنے دل کو ہمیشہ کے لئے خدا کے ساتھ پالے اس اعتبار سے کہ اس وجدان میں کوئی ایسی چیز متخلل نہ ہو جو اس سے متصادم ہو اور یہ صرف دوسروں سے بے نیازی کی حالت میں ممکن ہے۔ پس اس میں خطرے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور بندہ طویل جدوجہد کے علاوہ دوسروں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اور جدوجہد نفس کی مخالفت کے سوا مکمل نہیں ہوتی۔ اس وقت اس کو مبادی ہدایت حاصل ہو گی جو فرمان باری تعالیٰ «اور جو لوگ ہمارے دین کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں: ہم ضرور ان کو اپنی راہیں کھاتے ہیں» سے مفہوم ہے۔ پھر جب اس کے لئے ہدایت مکمل ہو جاتی تو وہ احسان کے مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کی وضاحت حدیث «تم اللہ کی عبادت (اس خشوع اور خلوص سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو» میں آئی ہے اور اسی کی طرف

اصل دہم: مقصد تک پہونچنے کے بعد نفس میں طمانیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے، لیکن شیطان کی عداوت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ وہ غفلت اور سستی کے موقعوں کبھی وساوس کے ذریعہ اور کبھی حب الجاہ، حب الریاسہ اور حب الدنیا اور کبھی دعوائے ولایت، جذب، وجد، کشف، کرامت وغیرہ اور کبھی ریا، کبر اور غرور وغیرہ سے اس زور سے حملہ کرتا ہے کہ مدت کی ریاضت کو بے کار بنا دیتا ہے، بل کہ کبھی بدعت ونفاق تک اور کبھی شرک، الحاد اور اتحاد وحلول تک پہونچا دیتا ہے۔ فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، رَبِّ أَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا.(۱) اگر شیطان اس راستہ سے بھی کام یاب نہیں ہوتا تو اہل دنیا کو اس زور سے دشمنی میں لگا دیتا ہے کہ سالک کو اپنے حال پر برقرار رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن تاہم اگر سالک برقرار رہ گیا تو اعلی درجہ کا کام یاب ہو گیا، کیوں کہ مقام صدیقیت ان کا حق ہے جس کو دین اسلام کی خاطر طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں اور اس نے پوری طمانیت اور صبر واستقلال سے اس کا استقبال کیا، اس لئے طالب صادق کو اس دشمن سے بہ خبر رہنا چاہئے۔ قال الله تعالى: «إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ

فرمان باری تعالیٰ «اور اللہ تعالی یقینا نیکوکاروں کے ساتھ ہیں» میں اشارہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ گواہوں اور انکشاف کے ذریعہ نیکوکاروں کے ساتھ ہیں۔ لہذا جب دائرہ احسان میں داخل ہوتے وقت اس کا دل خدا کے ساتھ مربوط ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے خدائی حضور کا جلال منکشف ہوتا ہے جو چار حضوری کا جامع ہے اور اس پر حق تعالیٰ آشکارا ہو جاتا ہے اس کے نام کے پردے کے پیچھے سے اور اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ایسے لطائف ظاہر ہوتے ہے جو بیان کرنا جائز نہیں ہے، بل کہ اسے بیان کرنا دائرہ احاطہ سے باہر ہے۔ اس سے تجلی صفاتی مراد ہے جن کا مبدا ایک صفت ہے ذات سے متعین ومتمیز ہونے کی حیثیت سے اور اس کا ثبوت «اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ایسے لطائف ظاہر ہوتے ہے» سے ملتا ہے۔ یہ اس لئے کہ جو تجلی کا مبدا ذات بغیر اعتبار کسی صفت ہوتا ہے وہ اسما وصفات کے سوا حاصل نہیں ہوتا، کیوں کہ حق تعالیٰ بہ اعتبار ذات وجود پر تجلی نہیں فرماتے سوائے نام کے پردے کے پیچھے سے۔ تجلی کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز انوار غیوب سے دلوں پر منکشف ہوتی ہے اور تجلی کی باتیں متعدد ہونے کے اعتبار سے غیوب جمع لایا گیا، کیوں کہ ہر اسمائے حسنیٰ کی اپنے احاطہ اور وجاہت کے اعتبار سے مختلف تجلیات ہیں۔

(۱) ترجمہ: ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے میرے رب، میرے نفس کو تقویٰ عطا کر اور اسے پاک کر دے، تو افضل ترین پاک کرنے والا ہیں، تو ہی اس کا نگہ بان اور محافظ ہیں۔

أَصْحَابِ السَّعِيرِ». (١) پس اے طالب صادق! طلب مولی کی راہ بہت خطرناک ہے، اگر تو نے تجھ کو اور تیرے جملہ متعلقات کو اللہ احد کے پاس فروخت کر کے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مشعل راہ بنایا تو یقینا مقصد تک پہنچ سکتا ہے ورنہ «مکہ» کے ارادہ میں «ماسکو» (Moscow) پہنچ جائے گا۔

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار • کہ پیدا نشد تختہ بر کنار (٢)

بپندار سعدی کہ راہ صفا • تواں رفت جز بر پئے مصطفی (٣)

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ھایل • کجا دانند حال ماسبک باران ساحل ھا (٤)

اصل یازدہم: سیر وسلوک کے دو حصے ہیں: اول سیر الی اللہ۔ دوم سیر فی اللہ۔ جب تک سالک کے قلب کو اللہ احد نے اپنے اسماء حسنی کی تجلی کا آئینہ نہیں بنایا اس وقت تک وہ سیر الی اللہ میں ہے اور جب اسے اللہ تعالی اپنی تجلی کا آئینہ بنالیتا ہے اور اپنے جمال وجلال کے مشاہدہ کی اجازت مرحمت فرمالیتا ہے تو یہاں سے سالک کو سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے۔ چوں کہ اللہ تعالی کے جمال اور جلال غیر متناہی ہیں اور آپ کے اسماء حسنی بھی غیر متناہی ہیں، اور آپ کی شیون و تجلیات بھی غیر متناہی ہیں اس لئے سیر فی اللہ میں مراتب قرب بھی غیر متناہی ہیں۔ انسان جوں جوں قریب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کو اپنی عجز و درماندگی کا احساس زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ساری کوششوں کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ «الْعَجْزُ عَنْ دَرَكِ الإِدْرَاكِ إِدْرَاكٌ». (٥)

ساری ریاضت و مجاہدہ کا حاصل یہ ہوا کہ انسان اپنے آپ کو سراپا گناہ اور خطئیات کا مجسم پیکر سمجھنے لگا۔ اپنی کسی عبادت کو اللہ احد کی بارگاہ عالی میں پیش کرنے کے لائق نہیں سمجھتا۔ اس بارگاہ عالی کی لامحدودیت نے اس کو اس قدر مسکین اور منکر بنادیا کہ نہ اس میں ادراک کی توانائی ہے اور نہ بولنے کی یاری۔ اگر بولتا ہے تو یہی کہ «**سبحانك ربي، ما أعظم شأنك، وأرفع**

---

(١) من سورة الفاطر: ٦. ترجمہ: شیطان بالیقین تمہارا دشمن ہے، پس تم اس کو اپنا دشمن سمجھو۔ وہ اپنی پارٹی کو محض اس لئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخ کا ایندھن بنیں۔

(٢) ترجمہ: اس بھنور میں تو ہزاروں کشتیاں ڈوب ڈوب گئی ہیں حتی کہ ان کا ایک تختہ تک بھی کنارہ پر ظاہر نہیں ہو سکا۔ (ملفوظات حکیم الامت)۔

(٣) ترجمہ: سعدی! یہ مت سوچ کہ نجات کا راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے علاوہ چلا جاسکتا ہے۔

(٤) ترجمہ: شبِ تاریک، خوفِ موج اور ایک ایسا ہول ناک گرداب۔ ساحلوں پر موجود سبک بار افراد ہمارا حال کہاں جانیں؟

(٥) **تقدم تخريجها وترجمتها.**

مكانك».[١] «قرآن کریم» میں ہے۔ «وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ».[٢] اپنی سابق عبادتوں کو اب بے ادبی سمجھتا ہے اور جمال وجلال کا مشاہدہ اس کو فرط حیرت واستعجاب کی ایسی تلاطم میں گرادیتا ہے کہ وہ بالکل مبہوت ہو جاتا ہے۔ خوف اور محبت ایک ہو جاتے ہیں۔ اگر خوف ہے تو محبت آمیز اور محبت ہے تو خوف اور تعظیم سے خمیر۔ حزن دائم اور تفکر طویل اس کا حال ہو جاتا ہے۔ اپنی اس قدر بے کسی اور ناکسی اور عجز وگناہ کے بہ وجود بھی اللہ احد نے اپنی لطف وکرم سے جو مقام مشاہدہ تک پہونچادیا ہے اس کے احساس نے اس کے کسر، توبہ، اخلاص، رضا اور عبودیت میں ایک اور نئی روح پیدا کردی اور «أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ»[٣] کا منظر اس کے سامنے پیش کردیا۔ خیال تھا کہ جب محبوب اکبر تعالی شانہ مشاہدہ کی اجازت مرحمت فرمائے گا تو بصیرت کی آنکھیں کھول کھول کر ان کے جمال وجلال کا مشاہدہ کرے گا، لیکن افسوس جب اجازت مل گئی اور اس نے اپنے جمال وجلال کی راہ قلب پر کھول دی تو قلب کی آنکھیں اس کے جمال وجلال کی ہیبت وعظمت سے خیرہ وعاجز ہو کر رہ گئیں۔ محبوب کے سامنے تو ہے لیکن ہیبت، حیا، انکسار، ادب، محبوب کی عظمت اور اپنی عجز کے انکشاف نے قلب کو بالکل سرنگوں اور آنکھوں کو بالکل نیچی کردی۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے:

توهمت قدما أن ليلى تبرقعت • وأن حجابا دونها يمنع اللثما

فلاحت فلا والله ما ثم حاجب • سوى أن طرفي عن حسنها أعمى [٤]

---

[١] ترجمہ: اے میرے رب، میں تیری ہی پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔ تیرا درجہ کتنا ہی عظیم ہے اور تیرا مقام کتنا ہی بلند ہے۔

[٢] من سورة الزمر: ٦٧. ترجمہ: اور ان لوگوں نے (مشرکوں نے) اللہ کی عظمت کو نہیں پہچانا جیسا ان کی عظمت کا حق ہے، جب کہ ساری زمینیں ان کی مٹھی میں ہوں گی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے ہوئے ہوں گے ان کے دائیں ہاتھ میں۔ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہیں۔

[٣] من سورة المجادلة: ٢٢. ترجمہ: ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور ان کو اپنے خاص فیض سے قوی کیا ہے۔

[٤] وتمام الشعر هكذا: توهمت قدما أن ليلى تبرقعت * عن الأعين اللاتي إلى حبها تنمى. وقلت بجهلي كيف يرجى وصالها * وأن حجابا دونها يمنع اللثما. فلاحت فلا والله ما ثم حاجب * لها عن قلوب حولها أصبحت حوما. وأيقنت أن لا حجب عن نور حسنها * سوى أن طرفي عن حسنها أعمى.

یعنی مجھ کو وصال سے پہلے یہ خیال رہا کہ شاید محبوبہ پردہ نشین ہے اور اس پردہ کی وجہ سے وہ دیکھنے میں نہیں آتی، لیکن افسوس جب وہ ہم سے ملنے کے لئے باہر نکل آئی اور اپنے جمال جہان آرا کو بلا پردہ ہمارے سامنے پیش کر دی تو ہماری آنکھوں میں اس قدر ہیبت اور حیا طاری ہوگئی کہ وہ محبوبہ کو دیکھنے سے عاجز وخیرہ ہو کر رہ گئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: «الْعَجْزُ عَنْ دَرَكِ الإِدْرَاكِ إِدْرَاكٌ». قال الغزالي رحمه الله تعالى في كتابه «المقصد الأسنى»: «نهاية معرفة العارفين عجزهم عن المعرفة، ومعرفتهم بالحقيقة هي أنهم لا يعرفونه، وأنهم لا يمكنهم البتة معرفته»[1] وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان اس وقت اپنی پوری قوت صرف کرنے میں لگ جاتا ہے جب کبھی غفلت یا سستی کا موقعہ ملتا ہے تو سینکڑوں وساوس سے قلب کو مکدر کر دیتا ہے۔ کبھی ولایت کا دعویٰ، کشف وکرامات کا دعویٰ اور جذب ووجد کا دعویٰ لے کر سامنے آتا ہے اور کبھی حب الجاہ، حب الریاسہ، حب العلو اور حب المال وغیرہ لے کر حاضر ہوتا ہے اور کبھی ریا وغرور لے کر حاضر ہوتا ہے اور اس زور سے حملہ کرتا ہے کہ بھی سالک کو بہت پیچھے ہٹا دیتا ہے اور کبھی بالکل مایوس بنا کر ریاضت سے بیٹھا دیتا ہے اور کبھی معاذ اللہ بدعت، نفاق، کفر اور شرک میں مبتلا کر کے اسفل السافلین تک پہونچا دیتا ہے۔ کبھی اللہ تعالی کے اسماء حسنی کی تجلی کو خود ذات باری سمجھ کر قلب کو «بيت الرب»، «أنا الحق»، «وما في جبتي إلا الله»[2] اور اتحاد وحلول وغیرہ مشرکانہ ومبتدعانہ کلمات نکال واتا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! خوب ہوشیار ہو جاؤ، راستہ بہت ہی پر خطر ہے، بغیر نور محمدی کے ایک قدم بھی آگے مت بڑھاؤ۔ اگر شیطان کو اس میں بھی قابو نہیں ملتا تو وہ شیاطین الانس کی بڑی جماعت لے کر اس بندۂ خدا پر چاروں طرف سے حملہ کرتا ہے۔ یہ شیاطین الانس اپنے جملہ آلات جنگ کے ساتھ میدان کارزار میں اتر آتے ہیں اور اس بندۂ خدا کی تذلیل اور توہین کی کوشش میں

---

[1] ينظر: المقصد الأسنى في شرح أسماء الله الحسنى لأبي حامد الغزالي، ص ٥٢، مكتبة القرآن، إتحاف السادة المتقين «١٢: ٥١»، بستان العارفين ص ٢٤٢، للإمام محيي الدين النووي (ت ٦٧٦ هـ)، دار الكتب العلمية، وسراج الطالبين على منهاج العابدين إلى جنة رب العالمين للإمام الغزالي «٢: ٣٧١»، للشيخ إحسان محمد دحلان، العلمية. ترجمہ: عارفین کی معرفت کی انتہا یہ ہے کہ وہ معرفت سے عاجز ہو جائے اور ان کی معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اسے نہیں پہچانتے اور ان کو کبھی اس کی معرفت ممکن نہیں۔

[2] ترجمہ: رب کا گھر۔ میں ہی حق تعالیٰ۔ میری جیب میں اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ تکفیر و تفسیق کے فتاوے ور سالے نکالتے ہیں اور حکومت وقت سے اس کے خلاف سازش کرنے لگتے ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ «مدارج السالکین» میں فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ آخری حربہ ہے۔ اگر توفیق الٰہی نے کسی بندۂ خدا کو اس جنگ میں بھی کام یاب کر دیا تو وہ یقیناسب سے بڑا کام یاب ہے۔[1] اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا الْاسْتِقَامَةَ الْقَائِمَةَ الْكَامِلَةَ عَلَى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ حَتَّى تَوَفَّانَا عَلَى ذَلِكَ، مِنْ خَزَائِنِ لُطْفِكَ، وَمِنْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. [2]

اصل دوازدہم: سالک کو قبض اور بسط دونوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اس میں مبتدی اور منتہی یک ساں ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو افضل البشر بعد الانبیا تھے اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جو کتاب وحی میں سے تھے ان دونوں بزرگوں کا واقعہ اس مسئلہ کے لئے ایک قوی برہان ہے۔ «صحیح مسلم»، «سنن ترمذی» وغیرہ میں مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک روز حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا: کیسے ہو اے حنظلہ؟ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تو منافق ہو گیا ہوں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کیا؟ فرمایا کہ میں جب آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ ہم کو وعظ فرماتے ہیں تو گویا بہشت و دوزخ سامنے ہو جاتے ہیں اور گویا ہم اللہ تعالی کو مشاہدہ کر رہے ہیں اور جب مکان میں واپس آتا ہوں اور اپنے اہل و عیال میں مشغول ہو جاتا ہوں تو قلب کی وہ کیفیت باقی نہیں رہتی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعینہ یہی حال میرا بھی ہے۔ پھر دونوں بزرگ دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے احوال سن کر یہ فرمایا کہ اگر ہماری مجلس کی حالت دائمی ہو جائے تو تمہارے لئے چلنا پھرنا مشکل ہو جائے گا۔ فرشتے تم سے مصافحہ کرنے لگ جائیں گے اور تمہاری معیشت دنیاوی برباد ہو جائے گی، اس لئے گھبرانا نہیں۔

---

[1] ينظر: مدارج السالكين في منازل السائرين.

[2] ترجمہ: اے اللہ، ہمیں موت تک تیری صراط مستقیم پر مکمل استقامت قائمہ نصیب فرما۔ اپنی رحمت کے خزانوں سے اور تیری طرف سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

ضروری معیشت میں مشغولیت کی وجہ سے قلب میں جو کدورت پیدا ہو گی اس کو میری مجلس میں کبھی بھی حاضر ہو کر دور کر لیا کرو۔ بس یہی نجات کے لئے کافی ہے۔ [١]

أبواب التطهير والتزكية

(تزکیہ نفس کا بیان)

قال الله تعالى: «لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ».[٢] وقال تعالى: «قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا».[٣] وقال

---

[١] عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ – قَالَ: وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: «لَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ :كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ. قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، مَا تَقُولُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ، حَتَّى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ، فَنَسِينَا كَثِيرًا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَوَاللَّهِ، إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا. فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ، حَتَّى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ، نَسِينَا كَثِيرًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي، وَفِي الذِّكْرِ؛ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ، وَفِي طُرُقِكُمْ، وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ، سَاعَةً وَسَاعَةً. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ».– صحيح مسلم | كِتَابٌ: التَّوْبَةُ | بَابٌ: فَضْلُ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ فِي أُمُورِ الْآخِرَةِ، رقم الحديث: ٢٧٥٠، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٥١٤.

[٢] من سورة آل عمران: ١٦٤. ترجمہ: بہ خدا واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنین پر بڑا احسان فرمایا؛ جب ان میں انہی میں سے عظیم رسول بھیجا، جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں، ان کو پاک صاف کرتے ہیں، ان کو اللہ کی کتاب سکھلاتے ہیں اور دانش مندی کی باتیں بتلاتے ہیں۔ اگرچہ وہ بعثت نبوی سے پہلے کھلی گم راہی میں تھے۔

[٣] من سورة الشمس: ٩. ترجمہ: بالیقین وہ شخص کام یاب ہوا جس نے نفس کو سنوارا۔

تعالى: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ».[١] وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ». أخرجه مسلم.[٢]

تمہید: طہارت اولا دو قسم کی ہے: ظاہری اور معنوی۔ ظاہری پھر دو قسم کی ہے۔ (اول) طہارت عن الخبث یعنی حقیقی ناپاک اشیا مثلاً پیشاب، پائخانہ وغیرہ سے پاکی حاصل کرنا۔ (دوم) طہارت عن الحدث یعنی حکمی نجاست سے پاکی جیسے جنابت کا غسل اور وضو۔ معنوی بھی اولا: دو قسم کی ہیں: (اول) زبان، پیٹ اور دیگر اعضا وجوارح کو حرام، مکروہ اور شبہ سے پاک رکھنا۔ (دوم) قلب کی پاکی۔ وہ پھر چند قسم کی ہے۔ (اول) قلب کو شرک، کفر، نفاق، بدعت، الحاد، نیات فاسدہ اور جذبات قبیحہ سے پاک رکھنا۔ (دوم) قلب کو برے اخلاق مثلاً حرص، طمع، حقد، حسد، کبر، ریا، غضب، بخل، عجب، حب الدنیا اور حب الجاہ وغیرہ سے پاک کرنا۔ (سوم) قلب کو غیر اللہ سے پاک کرنا اور سر قلب میں غیر اللہ کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑنا۔

طہارت کے مذکورہ اقسام کو سمجھنے کے بعد آفتاب رسالت ﷺ کا فرمان: «طہارت ایمان کا آدھا ہے» سمجھ میں آجائے گا، کیوں کہ حدیث مذکور میں ایمان سے مراد دین اسلام ہے اور اس کے دو جزء ہیں: (ایک) تزکیہ و تطہیر۔ (دوم) تحلیہ و تعمیر۔ پس جان لو کہ علم تصوف وہ علم ہے جس میں تزکیہ و تحلیہ کے احوال سے بحث ہوتی ہے اور اس کا موضوع تزکیہ و تحلیہ ہے اور اس کی غرض سر قلب کو غیر اللہ سے پاک رکھنا اور اللہ تعالی کی حضوری بے کیف سے محلی اور مزین کرنا ہے۔ پس بڑا خوش نصیب وہ انسان ہے کہ جس کے قلب کو اللہ تعالی نے اپنی تجلی کا آئینہ اور حضوری بے کیف کا آشیانہ بنایا۔ یا اللہ! اس نالائق کو یہ دولت نصیب فرما۔

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی * کہ یک دم بہ خدا بودن بہ از ملک سلیمانی[٣]

---

[١] البقرة: ٢٢٢. ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت رکھتے ہیں۔

[٢] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الطَّهَارَةُ | بَابٌ: فَضْلُ الْوُضُوءِ، رقم الحديث: ٢٢٣، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٣٥١٧. ترجمہ: طہارت نصف ایمان کے برابر ہے۔

[٣] ترجمہ: خاقانی کو تیس سال کے بعد اس بات کی تحقیق ہوئی کہ خدا کے ساتھ ایک گھڑی مشغول ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت سے بہتر ہے۔ (راحت القلوب، از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

پس صوفی وہ ہے جو شریعت میں درجہ کمال رکھتا ہو۔ قلب امیر الجسد ہے۔قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ». أخرجه البخاري.[1] اس لئے اس کی تطہیر اور اصلاح اس باب میں اصل ہے، کیوں کہ اعضا وجوارح سے جو افعال، حرکات اور سکنات ظہور میں آتے ہیں ان کا مبدا یہی قلبی ارادہ، علم اور میلان ہی ہے۔ تو اگر قلب کی اصلاح ہو گئی اور وہ پیغمبر اسلام روحی فداہ ﷺ کی اتباع میں درجہ کمال کو پہونچ گیا، یعنی آں حضرت ﷺ نے جن عقائد، جن علوم، جن ملکات واخلاق اور جن ارادے و نیات کو غلط اور فاسد بتایا ہے ان سے اس کی تطہیر وصفائی ہو گئی اور جن عقائد، جن علوم، اخلاق وملکات، جن ارادے اور نیات کو صحیح اور صالح بتایا ہے ان سے اس کی تحلیہ وتزئین ہو گئی تو گویا تمام انسان کی اصلاح ہو گئی۔ کیوں کہ ہاتھ جو کچھ کرتا ہے، زبان جو کچھ بولتی ہے، پیر جو کچھ چلتا ہے، آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے اور پیٹ جو کچھ کھاتا ہے وہ سب کے سب قلبی علم، ارادہ، نیت اور میلان کا ثمرہ ہے۔ اگر نیت وارادہ میں اصلاح ہو گئی اور اخلاص وصدق پیدا ہو گیا تو تمام اعضا وجوارح صالح ہو جائیں گے۔ قلبی امراض بہت زیادہ ہیں۔ ہم یہاں صرف امہات الامراض کا ذکر کرتے ہیں۔

باب في أمراض القلب وتطهيرها

(قلبی امراض اور اس کی صفائی کا بیان)

اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا۔ اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، وَالنِّفَاقِ وَالْبِدْعَةِ، وَالْإِلْحَادِ وَفَسَادِ النِّيَّةِ، وَمِنَ الْحِرْصِ وَالْحَسَدِ، وَالْكِبْرِ وَالْغَضَبِ، وَالْحِقْدِ وَالرِّيَاءِ، وَالْبُخْلِ وَالْعُجْبِ، وَالْجُبْنِ وَالطَّمْعِ، وَحُبِّ الْجَاهِ وَحُبِّ الدُّنْيَا، وَالْغَفْلَةِ عَنِ الْمَوْلَى، وَمِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ، وَعَنِ الْمَكْرِ وَالْخَدِيْعَةِ وَالْغُرُوْرِ. [2]

---

[1] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، رقم الحديث: ٥٢ .ترجمہ: خبردار ہو جاؤ کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے۔ سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

[2] ترجمہ: اے اللہ، میرے دل کو صاف کر۔ اے اللہ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں شرک وکفر، نفاق وبدعت، الحاد اور نیت کی خرابی، حرص وحسد، تکبر وغصہ، بغض وریا، بخل وخود پسندی، بزدلی ولالچ، عزت ودنیا کی محبت، رب سے غفلت، بہکانے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی اور دغا، دھوکہ وچال سے۔

فصل في الشرك

(شرک کے بیان)

قال الله تعالى: «إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ».[١] یعنی بلاشبہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ وقال تعالى: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ».[٢] یعنی بلاشبہ اللہ تعالی شرک وکفر کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ باقی گناہ تو اگر اس کی مرضی ہوئی تو جسے چاہے معاف کر دیتا ہے۔ شرک کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا۔ اس کے اقسام بہت زیادہ ہیں۔ اولا شرک تین قسم کی ہے:

اول: شرک فی الذات یعنی اللہ تعالی کی ذات کی مثل کسی دوسرے کو ماننا مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالی کی طرح کوئی دوسری ذات واجب الوجود ہے یا قدیم ہے یا جمیع صفات کمالیہ کا جامع ہے۔ یہ سب کے سب شرک ہیں۔ توحید فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالی کو من کل الوجوہ واحد اور احد سمجھے۔ یہاں تک کہ اس احدیت کا استیلا اس کے قلب و قالب پر ایسا ہو جائے کہ بہ جز ایک کے دو کا خطرہ بھی قلب کو ناگوار معلوم ہو، بل کہ قلب کے سامنے بہ جز ایک وجود کے کوئی دوسرا وجود بھی ایسا نہ رہے کہ جس کی طرف قلب توجہ کرے۔

دوم: شرک فی الصفات یعنی اللہ تعالی کی کل صفات میں یا کسی ایک صفت میں کسی دوسرے کو برابر سمجھنا۔ فرض کرو «صفت علم»، سو یہ کہنا کہ ہمارا علم اللہ تعالی کے علم کی طرح ہے یعنی «حصول صورة الشيء عند العقل» ہے[٣] یا اللہ تعالی کے علم کے برابر ہیں، معلومات کے احاطہ میں یا کیفیت انکشافیہ وانجلائیہ میں تو یہ سب کے سب شرک ہیں۔ یا یہ کہنا کہ اللہ تعالی جیسا عالم الغیب والشہادہ ہے اسی طرح فلاں پیغمبر صاحب یا فلاں ولی صاحب بھی غیب وشہادت کو جانتے ہیں تو یہ شرک ہے۔ اس سے قلب کو پاک کرنا فرض ہے اور اسی جگہ توحید فی علم اللہ کرنا ضروری ہے یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی کا علم ہے لیکن وہ ہمارے علم کی

---

[١] من سورة لقمان: ١٣.

[٢] من سورة النساء: ٤٨.

[٣] ترجمہ: ذہن میں کسی چیز کی صورت حاصل ہونا۔

طرح نہیں اور تمام انبیا، ملائکہ اور حکما بل کہ ساری مخلوق کے علوم کو اللہ کے علم کے سامنے وہ نسبت نہیں حاصل نہیں جو ایک قطرہ کو بحر محیط سے حاصل ہیں۔

«بخاری شریف» میں حضرت موسی اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ متعدد مواضع میں مذکور ہے اس میں ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو لے کر حضرت خضر علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو ایک چڑیا کشتی پر بیٹھ کر ایک چونچ پانی لے کر اڑ گئی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: «يَا مُوسَى، مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ». وفي رواية أخرى: «مَا عِلْمُكَ، وَعِلْمِي، وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ». أخرجهما البخاری.[1] یعنی اے موسی! میرا علم اور تمام خلائق کا علم سب مل کر اللہ تعالی کے علم کے سامنے ایسا ہے جیسا یہ قطرہ اس دریا کے سامنے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے «احیاء العلوم» کے تفکر کے باب میں ذکر فرمایا کہ انبیا، اولیا، ملائکہ، حکما اور تمام خلائق کے علوم اگر علم الہی کے سامنے پیش کئے جائیں تو وہ بالکل متلاشی اور فانی ہو جائیں گے اور کسی قدر کے قابل نہیں رہیں گے۔[2] پس اے طالب صادق! علم کے مسئلہ پر ان کی قدرت، قیومیت، قدوسیت، عظمت، ارادہ، حیات، کلام، سمع، بصر اور دیگر صفات کو قیاس کرو۔ قال الإمام الزبيدي رحمه الله تعالى في «الإتحاف»: «اعلم أن الصفات ضربان: صفات الذات وصفات الفعل، والفرق بينهما أن كل ما وصف الله به تعالى ولا يجوز أن يوصف به وبضده، فهو من صفات الذات كالقدرة والعلم والعزة والعظمة، وكل ما يجوز أن يوصف به وبضده، فهو من صفات الفعل كالرأفة والرحمة

---

[1] الحديث الأول: صحيح البخاري | كِتَابٌ: أَحَادِيثُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ | بَابُ حَدِيثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، رقم الحديث: ٣٤٠١، والثاني: كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ الْكَهْفِ | بَابٌ: قَوْلُهُ: فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا، رقم الحديث: ٤٧٢٧، منه. ترجمہ: اے موسیٰ، میرے اور تمہارے علم سے اللہ کے علم میں اتنی کمی بھی نہیں ہوئی جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ سے دریا کا پانی کم کیا ہے۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے ہمارا اور تمہارا علم ایسی ہی حیثیت رکھتا ہے جیسے اس پرندہ کے چونچ کا پانی۔

[2] احیاء علوم الدین۔

والسخط والغضب، والفرق بين الصفة والاسم أن الصفة عبارة عن مجرد العلم والقدرة بدون الذات، والاسم عبارة عن الذات، وقد اختلف فيها». [١]

قال ابن العليم: «والذي ذهب إليه جماعة من المحققين أن «الرحمن» صفة الذات، لأن معناه: منبع الرحمة، و«الرحيم» صفة الفعل، لأن معناه: مفيض الرحمة على من شاء. قال الله تعالى: «وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا».[٢] والتفصيل في «اللطائف الربانية في تفسير الآيات القرآنية» الذي ألف بعض أجزائه مؤلف هذه الأوراق، الأحوج إلى ربه الكريم، ابن العليم، محمد مشاهد غفر الله ذنوبه وستر عيوبه». [٣]

سوم: شرک فی الافعال، یعنی اللہ تعالی کے فعل کی طرح کسی دوسرے کا فعل نہیں۔ سو اللہ تعالی اپنے مؤمن بندوں سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی محبت ہماری محبت کی طرح نہیں۔ اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے راہ راست تک پہونچا دیتا ہے۔ کسی دوسرے کو

---

[١] إتحاف السادة المتقين «٢: ٣٥٠»، العلمية. ترجمہ: امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے «الاتحاف» میں فرمایا: جان لو کہ صفات دو قسم کی ہیں: صفات ذاتی اور صفاتِ عملی، اور ان میں فرق یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ موصوف کیا ہے اور جائز نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ دوسروں کو موصوف کیا جائے یا اس کے مخالف صفت سے، تو یہ صفات ذاتی ہے۔ جیسے قدرت، علم، جلال اور عظمت۔ اور جن صفات سے یا مخالف صفات سے دوسروں کو موصوف کرنا جائز ہے وہ صفات عملی ہے۔ جیسے مہربانی، شفقت، ناراضگی اور غصہ۔ صفت اور اسم میں فرق یہ ہے کہ صفت محض علم اور قدرت ہے بغیر ذات کے اور اسم ذات کا نام ہے اور اس میں اختلاف کیا گیا۔

[٢] من سورة الأحزاب: ٤٣.

[٣] ترجمہ: ابن العلیم نے کہتا ہے کہ محققین کے ایک گروہ کے نزدیک "الرحمن" ذاتی صفت ہے، کیوں کہ اس کے معنی ہیں: سرچشمہ رحمت، اور "الرحیم" عملی صفت ہے، کیوں کہ اس کا مفہوم ہے: جس پر چاہے رحمت نازل کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بے حد مہربان ہیں۔ اور اس کی تفصیل «اللطائف الربانية فی تفسير الآيات القرآنية» (غیر مطبوع) میں ہے، جس کے کچھ اجزا اس چند اوراق کے مؤلف، جو اپنے رب کریم کے سب سے زیادہ محتاج ہے، محمد مشاہد بن العلیم۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کرے اور اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے۔

نہ ایسے کرنے کی قوت ہے اور نہ اس کے خلاف کرنے کی قوت ہے۔ «قرآن کریم» میں ہے۔ «مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا». (١)

نہ کسی میں کسی کو نقصان پہونچانے کی کوئی مستقل قوت ہے اور نفع دینے کی کوئی مستقل طاقت۔ کوئی عالم، ولی، نبی، شیطان، فرعون یا جادوگر کسی کو کچھ نفع نہیں دے سکتا اور نہ نقصان پہونچا سکتا ہے۔ البتہ اگر مشیت الٰہی اور ارادہ الٰہی شامل حال ہو۔ پس اے طالب صادق! اس کے اوپر باقی افعال کو مثلاً خلق، رزق، رحیمیت، غفوریت اور دیگر ان اسماء الٰہی کا جو مخلوق کے ساتھ تعلقات کے مختلف کیفیات کے نام ہیں اور جن کو صفات اور افعال الٰہی کہتے ہیں قیاس کر کے غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اللہ تعالی ان سب میں منفرد ہے اور ان کا کوئی شریک نہیں، بل کہ اس درجہ میں جب کامل توحید پیدا ہو جائے گی تب تم کو سوائے اللہ تعالی اور ان کے افعال کے کوئی فعل اور فاعل معلوم ہی نہیں ہو گا۔

پھر تینوں میں سے ہر ایک تین حال سے خالی نہیں؛ یا اعتقادی ہو گا یا قولی ہو گا یا عملی ہو گا۔ پھر مطلق شرک دو حال سے خالی نہیں؛ یا شرک جلی ہو گا یا شرک خفی ہو گا مثلاً ریا۔ پھر شرک یا تو شرک فی الربوبیہ ہو گا یا شرک في المحبہ مثلا اللہ تعالی کے برابر اور کسی سے محبت رکھنا۔ قال الله تعالى: «وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ». (٢) اے طالب الرحمن! تم کو ہر قسم کے شرک سے پاک رہنا چاہئے اور اس کے مقابلہ توحید اکتساب کرنا چاہئے۔

توحید فی المحبہ کا درجہ کمال یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کی محبت کو ایک لمحہ کے لئے بھی قلب میں جگہ نہ دینا۔ ہاں البتہ اگر اللہ تعالی کسی سے محبت کرنے کا حکم فرماتا ہے مثلا رسول مقبول ﷺ، دیگر انبیاء کرام، ملائکہ علیہم السلام، علماء

---

(١) من سورة الكهف: ١٧. ترجمہ: اللہ تعالی جسے ہدایت بخشیں وہی راہ یاب ہے اور جسے بے راہ کر دیں اس کے لئے آپ ہر گز راہ بتلانے والا سرپرست نہیں پائیں گے۔

(٢) من سورة البقرة: ١٦٥. ترجمہ: اور بعض لوگ اللہ سے کم مرتبہ کو اللہ کا ہم سر بناتے ہیں۔ وہ ان سے اللہ جیسی محبت کرتے ہیں اور مؤمنین اللہ کی محبت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں، اور اگر ظالم (مشرکین) دیکھیں جب وہ عذاب کو دیکھیں کہ سارا زور اللہ کا ہے اور یہ کہ اللہ سخت سزا دینے والے ہیں (تو ان کا عجیب حال ہو گا)۔

ربانیین، طلبہ علوم دین، والدین، اساتذہ، مشائخ اور نیک مؤمنین۔ ان سے بھی محبت صرف اللہ تعالی کے لئے ہونا چاہئے نہ اور کسی غرض کے ماتحت۔ لأن الحب في الله والبغض في الله من الإيمان.(١) اس کے علاوہ شرک کی اور بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً شرک فی التعظیم اور شرک فی الرہبہ۔قال الله تعالى: «وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ». (٢)

شرک فی الدعا مثلاً کسی نبی یا ولی کو مشکل کشا، یا قاضی الحاجات سمجھ کر ان سے دعا مانگنا۔قال الله تعالى: «أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ».(٣) وقال تعالى :«وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا».(٤) وقال تعالى :«فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ». (٥)

اب ہم «قرآن کریم» سے مذمت اشراک کی کچھ آیتیں ذکر کرتے ہیں۔قال الله تعالى: «قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ» «أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ» «أَمَّن جَعَلَ

---

(١) ترجمہ: کیوں کہ اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے نفرت کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ورد في الحديث ما رواه أَبو أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ؛ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ». (سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ | بَابٌ: الدَّلِيلُ عَلَى زِيادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِه، رقم الحديث: ٤٦٨١).

(٢) من سورة البقرة: ٤٠. ترجمہ: اور مجھ سے کیا ہوا پکا وعدہ پورا کرو میں بھی تم سے کیا ہوا پکا وعدہ پورا کروں گا اور صرف مجھ سے ڈرو۔

(٣) من سورة النمل: ٦٢. ترجمہ: بتاؤ، جو بے قرار کی بات سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور اس نے تم کو زمین میں جانشیں بنایا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ وہ لوگ بہت کم یاد کرتے ہیں۔

(٤) من سورة الإسراء: ٦٧. ترجمہ: اور جب تم کو سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بہ جز اللہ کے جن کو تم پکارتے ہو سب غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تم کو خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم رخ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

(٥) من سورة العنكبوت: ٦٥. ترجمہ: پس جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو انھوں نے اللہ کو پکارا خالص اعتقاد سے، پھر جب ان کو خشکی کی طرف نجات دی تو اچانک وہ شریک ٹھہرانے لگے۔

الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ» «أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ» «أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ» «أَمَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ» «قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ» «بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ». (١)

تنبیہ: کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنا مثلاً کسی ولی کی قبر پر سجدہ کرنا یا کسی مرشد صاحب کو سجدہ کرنا یہ سب کے سب شرک ہیں۔ اگر کوئی شخص نماز میں سجدہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم کا ارادہ کرتا ہے یا خانہ کعبہ کی تعظیم کا ارادہ کرتا ہے تو یہ بھی شرک ہیں۔قال اللہ تعالی: «وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا». (٢)

---

(١) من سورة النمل: ٥٩-٦٦. ترجمہ: کہو، تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں اور سلام ان بندوں پر جن کو منتخب فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہیں یا وہ جن کو لوگ شریک ٹھہراتے ہیں؟ بتاؤ، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے نفع کے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے بہ رونق باغات لگائے، تمہارے بس میں نہیں تھا کہ تم اس کے درختوں کو اگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ل کہ یعنی پھر بھی وہ لوگ اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ بتاؤ، جس نے زمین کو قرار دیا اور اس کے درمیان نہریں چلائیں اور اس پر بوجھل پہاڑ رکھے اور دو سمندروں کے درمیان آڑ بنائی۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ بل کہ یعنی پھر بھی ان کے بیشتر نہیں جانتے (کہ معبود کون ہے؟) بتاؤ، جو بے قرار کی بات سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور اس نے تم کو زمین میں جانشیں بنایا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ وہ لوگ بہت کم یاد کرتے ہیں۔ بتاؤ، جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راہ دکھاتا ہے اور جو مانسونی ہواؤں کو چلاتا ہے جو بارش سے پہلے خوش خبری دیتی ہیں۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ اللہ تعالیٰ برتر ہیں ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ بتاؤ، جس نے آفرینش کی ابتدا کی اور جو اس کو دوبارہ بنائے گا اور جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ کہو، لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔ کہیں غیب کو نہیں جانتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اللہ کے اور وہ نہیں جانتے کہ کب دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ بل کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم تھک گیا ہے بل کہ وہ آخرت کے بارے میں شک میں ہیں بل کہ وہ آخرت سے اندھے ہیں۔

(٢) من سورة الجن: ١٨. ترجمہ: اور یہ کہ سجدہ گاہیں سب اللہ کے لئے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔

فصل في الكفر

(کفر کا بیان)

الكفر لغة: الستر، وشرعا: عدم الإذعان والقبول لشيء مما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم قطعا، أو الاستخفاف بشيء من الشرائع، أو استقباحه، أو توهينـــه، ولو كان هذا الشيء سنة من سنن النبي الأمين صلى الله عليه وسلم.[1] کفر کے اقسام بہت ہیں۔ یہاں صرف ضروری قسموں کا ذکر ہے: (ا) جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شریعت پر یقین کا نہ ہونا۔ (ب) پوری شریعت پر تو علم الیقین ہے لیکن کسی خاص قطعی مسئلہ پر یقین نہیں۔ (ج) پوری شریعت کی صحت پر بلا استثنا علم الیقین ہونے کے بہ وجود اس کو تسلیم اور قبول نہ کرنا۔ (د) پوری شریعت پر علم الیقین بھی ہے اور اس کو قبول بھی کرتا ہے لیکن شریعت کی بعض باتوں کا مذاق اڑاتا ہے یا ان کی توہین کرتا ہے یا بالکل خفیف جانتا ہے، گو یہ چیز کوئی سنت ہی کیوں نہ ہو۔ قال الله تعالى: «قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ» «لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ».[2] مثلا ڈاڑھی لے کر مذاق کرنا یا اس کو شیاطین کا گھونسلا بتانا یا علماء دین یا اسلامی علوم کے طلبہ کا مذاق اڑانا یہ سب کے سب کفر ہیں۔ طالب صادق کو چاہئے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شریعت اور اس کے متعلقات مثلا علماء ربانین اور طلبہ علوم دین کے ساتھ محبت اور تعظیم کا تعلق رکھے۔ اگر کوئی بات اس کے خلاف صادر ہو گئی تو جلد از جلد اس کی تلافی کرے اور اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

---

[1] ينظر: المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة للكمال بن الهمام الماتريدي الحنفي، ورد المحتار على الدر المختار «٤: ٤٠٧». ترجمہ: کفر کا لغوی معنی ہے چھپانا اور اصلاح شریعت میں قطعی الثبوت کسی چیز کو تسلیم و قبول نہ کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کر تشریف لائے تھے یا کسی قانون دین کی تحقیر کرنا یا اس کو قبیح خیال کرنا یا اسے توہین کرنا۔ اگرچہ یہ چیز ہو نبی امین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے کوئی سنت۔

[2] من سورة التوبة: ٦٥-٦٦. ترجمہ: پوچھیں کہ کیا اللہ تعالی اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ تم دل لگی کر رہے تھے؟! اب تم عذر نہ کرو، یقینا تم نے کفر (ظاہر) کیا ہے ایمان (ظاہر کرنے) کے بعد (اس لئے) اگر ہم تمہاری ایک جماعت سے درگزر بھی کر لیں تو ایک جماعت کو ضرور سزا دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔

تنبیہ: «طلبہ علوم دین» سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا مقصد صرف احیاء دین اور رضاء الٰہی ہے، اور جو دنیاوی اغراض ومقاصد کے لئے علم دین پڑھتے ہیں وہ کسی محبت کے لائق نہیں، بل کہ وہ شیطان کے چیلے ہیں۔

فصل في النفاق

(نفاق کا بیان)

نفاق دو قسم کا ہے: (ا) «نفاق اعتقادی» یعنی اسلام کا دعوی کرنا محض دھوکہ اور فریب کے ارادہ سے۔ اس کے متعلق «قرآن کریم» میں ہے۔ «إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا»[1] یعنی بلاشبہ منافقین کا ٹھکانہ جہنم کے سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ (ب) «نفاق عملی»۔ اس کی علامت «صحیح بخاری» اور «صحیح مسلم» کی حدیث میں آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو اس کا خلاف کرتا ہے اور جب امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔[2]

قال الحافظ عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (ت ٧٧٤ هـ) رحمه الله تعالى في «تفسيره»: «النفاق: هو إظهار الخير وإسرار الشر، وهو أنواع: اعتقادي، وهو الذي يخلد صاحبه في النار، وعملي وهو من أكبر الذنوب. قال ابن جريج: المنافق يخالف قوله فعله، وسره علانيته، ومدخله مخرجه، ومشهده مغيبه. وإنما نزلت صفات المنافقين في السور المدنية؛ لأن مكة لم يكن فيها نفاق، بل كان خلافه، من الناس من كان يظهر الكفر مستكرها، وهو في الباطن مؤمن، فلما هاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المدينة، وكان بها الأنصار من الأوس والخزرج، وكانوا في جاهليتهم يعبدون الأصنام على طريقة مشركي

---

[1] من سورة النساء: ١٤٥. ترجمہ: بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور تم (وہاں) ان کے لئے ہرگز کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ». (صحيح البخاري | كِتَابٌ: الشَّهَادَاتُ | بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الْوَعْدِ، رقم الحديث: ٢٦٨٢، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ خِصَالِ الْمُنَافِقِ، رقم الحديث: ٥٩). ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں؛ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔

العرب، وبها اليهود من أهل الكتاب على طريقة أسلافهم، وكانوا ثلاث قبائل: بنو قينقاع حلفاء الخزرج، وبنو النضير، وبنو قريظة حلفاء الأوس.

فلما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة، وأسلم من أسلم من الأنصار من قبيلتي الأوس والخزرج، وقل من أسلم من اليهود إلا عبد الله بن سلام – رضي الله عنه – ولم يكن إذ ذاك نفاق أيضا؛ لأنه لم يكن للمسلمين بعد شوكة تخاف، بل قد كان عليه الصلاة والسلام وادع اليهود وقبائل كثيرة من أحياء العرب حوالي المدينة. فلما كانت وقعة بدر العظمى وأظهر الله كلمته، وأعلى الإسلام وأهله، قال عبد الله بن أبي ابن سلول، وكان رأسا في المدينة، وهو من الخزرج، وكان سيد الطائفتين في الجاهلية، وكانوا قد عزموا على أن يملكوه عليهم، فجاءهم الخير وأسلموا، واشتغلوا عنه، فبقي في نفسه من الإسلام وأهله. فلما كانت وقعة بدر قال: هذا أمر قد توجه، فأظهر الدخول في الإسلام، ودخل معه طوائف ممن هو على طريقته ونحلته، وآخرون من أهل الكتاب، فمن ثم وجد النفاق في أهل المدينة ومن حولها من الأعراب. فأما المهاجرون فلم يكن فيهم أحد، لأنه لم يكن أحد يهاجر مكرها، بل يهاجر ويترك ماله، وولده، وأرضه رغبة فيما عند الله في الدار الآخرة.

فتلخص من مجموع هذه الآيات الكريمات: أن المؤمنين صنفان: مقربون وأبرار، وأن الكافرين صنفان: دعاة ومقلدون، وأن المنافقين – أيضا – صنفان: منافق خالص، ومنافق فيه شعبة من نفاق، كما جاء في «الصحيحين»، عن عبد الله بن عمرو، عن النبي صلى الله عليه وسلم: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ».[1] استدلوا به على أن الإنسان قد تكون فيه شعبة من إيمان، وشعبة من نفاق. إما عملي لهذا الحديث، أو اعتقادي، كما دلت عليه الآية، كما ذهب إليه طائفة من السلف وبعض العلماء. وروى الإمام أحمد عن أبي سعيد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الْقُلُوبُ أَرْبَعَةٌ: قَلْبٌ أَجْرَدُ فِيهِ مِثْلُ السِّرَاجِ يُزْهِرُ، وَقَلْبٌ أَغْلَفُ مَرْبُوطٌ عَلَى غِلَافِهِ، وَقَلْبٌ مَنْكُوسٌ، وَقَلْبٌ مُصْفَحٌ. فَأَمَّا

---

[1] صحيح البخاري: ٣٤، وصحيح مسلم: ٥٨.

الْقَلْبُ الْأَجْرَدُ، فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ سِرَاجُهُ فِيهِ نُورُهُ، وَأَمَّا الْقَلْبُ الْأَغْلَفُ، فَقَلْبُ الْكَافِرِ، وَأَمَّا الْقَلْبُ الْمَنْكُوسُ، فَقَلْبُ الْمُنَافِقِ، عَرَفَ، ثُمَّ أَنْكَرَ، وَأَمَّا الْقَلْبُ الْمُصْفَحُ، فَقَلْبٌ فِيهِ إِيمَانٌ وَنِفَاقٌ، فَمَثَلُ الْإِيمَانِ فِيهِ كَمَثَلِ الْبَقْلَةِ، يَمُدُّهَا الْمَاءُ الطَّيِّبُ، وَمَثَلُ النِّفَاقِ فِيهِ كَمَثَلِ الْقَرْحَةِ، يَمُدُّهَا الْقَيْحُ وَالدَّمُ، فَأَيُّ الْمِدَّتَيْنِ غَلَبَتْ عَلَى الْأُخْرَى غَلَبَتْ عَلَيْهِ». وهذا إسناد جيد حسن. (١)

---

(١) تفسير القرآن العظيم «١: ٤٨-٥٦»، العلمية، و «١: ٧٨-٩١» من طبع الكتاب العالمي للنشر، وعمدة التفاسير من الحافظ ابن كثير، «١: ٨٣-٩٠»، باختصار، أحمد محمد شاكر، دار الوفاء. ترجمہ: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ دراصل نفاق کہتے ہیں بھلائی ظاہر کرنے اور برائی پوشیدہ رکھنے کو۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں اعتقادی اور عملی۔ پہلی قسم کے منافق تو ابدی جہنمی ہیں اور دوسری قسم کے بدترین مجرم ہیں۔ امام ابن جریج فرماتے ہیں: منافق کا قول اس کے فعل کے خلاف، اس کا باطن ظاہر کے خلاف، اس کا آنا جانے کے خلاف اور اس کی موجودگی عدم موجودگی ہوا کرتی ہے۔ نفاق مکہ مکرمہ میں تو تھا ہی نہیں بل کہ اس کے الٹ تھا یعنی بعض لوگ ایسے تھے جو زبردستی بہ ظاہر کافروں کا ساتھ دیتے تھے مگر دل میں مسلمان ہوتے تھے۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہاں پر اوس اور خزرج کے قبائل نے انصار بن کر آپ کا ساتھ دیا اور جاہلیت کے زمانہ کی مشرکانہ بت پرستی ترک کر دی اور دونوں قبیلوں میں سے خوش نصیب لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے، لیکن یہودی اب تک اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے محروم تھے۔ ان میں سے صرف حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ نے اس سچے دین کو قبول کیا۔ تب تک بھی منافقوں کا خبیث گروہ قائم نہ ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں اور عرب کے بعض قبائل سے صلح کر لی تھی۔ غرض اس جماعت کے قیام کی ابتدا یوں ہوئی کہ مدینہ منورہ کے یہودیوں کے تین قبیلے تھے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ بنو قینقاع تو خزرج کے حلیف اور بھائی بند بنے ہوئے تھے اور باقی دو قبیلوں کا بھائی چارہ اوس سے تھا۔ جب جنگ بدر ہوئی اور اس میں پروردگار نے اپنے دین والوں کو غالب کیا۔ شوکت و شان اسلام ظاہر ہوئی، مسلمانوں کا سکہ گیا اور کفر کا زور ٹوٹ گیا تب یہ ناپاک گروہ قائم ہوا۔ چناں چہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول تھا تو خزرج کے قبیلے سے لیکن اوس اور خزرج دونوں اسے اپنا بڑا مانتے تھے بل کہ اس کی باقاعدہ سرداری اور بادشاہت کے اعلان کا پختہ ارادہ کر چکے تھے کہ ان دونوں قبیلوں کا رخ اسلام کی طرف پھر گیا اور اس کی سرداری یونہی رہ گئی۔ یہ خار تو اس کے دل میں تھا ہی، اسلام کی روز افزوں ترقی میں لڑائی اور کامیابی نے اسے مخبوط الحواس بنا دیا۔ اب اس نے دیکھا کہ یوں کام نہیں چلے گا، اس نے بہ ظاہر اسلام قبول کر لینے اور باطن میں کافر رہنے کی ٹھانی اور جس قدر جماعت اس کے زیر اثر تھی سب کو یہی ہدایت کی۔ اس طرح منافقین کی ایک جمعیت مدینہ کے آس پاس قائم ہو گئی۔ ان منافقین میں بہ حمد اللہ مکی مہاجر ایک بھی نہ تھا بل کہ یہ بزرگ تو اپنے اہل و عیال، مال و متاع کو نام حق پر قربان کر کے دار آخرت کی امید سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے کر آئے تھے۔

فصل في البدعة

(بدعت کا بیان)

یہ بھی دو قسم کی ہے: (ا) اعتقادی یعنی ایسے اعتقاد رکھنا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور اعتقاد کا خلاف ہو۔ جیسے قدریہ، جبریہ، رافضہ وغیر ہم۔ (ب) بدعت عملی یعنی ثواب سمجھ کر ایسے عمل کرنا جو آں حضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔ جیسے عرس، قوالی وغیرہ۔ طالب الرحمن پر ضروری ہے کہ ہر بات میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے اور ہر قسم کی بدعت سے اجتناب کرے، کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «ہر قسم کی بدعت گم راہی ہے»[1] اور اس سے مراد

پس ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ مؤمنوں کی دو جماعتیں ہیں: مقرب اور ابرار، اور کافروں کی بھی دو قسمیں ہیں: کفر کی طرف لانے والے اور ان کی تقلید کرنے والے۔ منافقوں کی بھی دو قسمیں ہیں: خالص اور پکے منافق اور وہ منافق جن میں نفاق کی ایک آدھ شاخ ہے۔ «صحیحین» میں مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جس میں یہ چاروں ہوں وہ پختہ منافق ہے اور جس میں ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک اسے نہ چھوڑے: امانت میں خیانت کرنا، بات کرنے میں جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا اور جھگڑا کرتے وقت گالی دینا۔ علماء کرام اس سے استدلال کرتے ہیں کہ انسان میں کبھی نفاق کا کچھ حصہ ہوتا ہے خواہ وہ نفاق عملی ہو جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، خواہ اعتقادی ہو جیسا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ سلف کی ایک جماعت اور علماء کرام کے ایک گروہ کا یہی مذہب ہے۔ «مسند احمد» میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دل چار قسم کے ہیں: ایک تو صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو۔ دوسرے وہ دل جو غلاف آلود ہیں۔ تیسرے وہ دل جو الٹے ہیں۔ چوتھے وہ دل جو مخلوط ہیں۔ پہلا دل مؤمن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے۔ دوسرا کافر کا دل ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ تیسرا دل خالص منافقوں کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے۔ چوتھا دل اس منافق کا ہے جس میں ایمان ونفاق دونوں جمع ہیں۔ ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہو اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جاتا ہو، اب جو مادہ بڑھ جائے وہ سرے پر غالب آجاتا ہے۔ اس حدیث کا اسناد بہت ہی عمدہ ہیں۔

[1] دیکھئے: صحیح مسلم: ٨٦٧، وسنن ابو داود: ٤٦٠٧۔

بدعت شرعی ہے نہ کہ بدعت لغوی۔ شریعت میں بدعت کہا جاتا ہے غیر دین کو دین سمجھنا۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ». أخرجه البخاري وغيره. [1]

شرعی بدعت خواہ اعتقادی ہو یا عملی وہ ہمیشہ سیئہ، مردود اور باطل ہے۔ **كما صرح بذلك أحمد شهاب الدين بن حجر الهيتمي** (ت ٩٧٤ هـ) **رحمه الله تعالى في «الفتاوى الحديثية»**[2] **وغيره من فحول هذه الأمة. وأما من قسم البدعة إلى الحسنة والسيئة فمرادهم «البدعة اللغوية».**[3] جو کسی قسم کی بدعت کا مرتکب ہو اس سے کراہت اور بغض رکھنا علامت ایمان ہے، اور اس سے محبت رکھنا یا اس کا احترام کرنا طالب الرحمن کے حق میں زہر قاتل ہے۔

فصل في الالحاد

(الحاد کا بیان)

الحاد کہا جاتا ہے حق سے باطل کی طرف میلان کو۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً ملحد، دہری، زندیق۔ زندیق وہ ہے جو بہ ظاہر مسلمان ہے اور حقیقت میں بڑا گم راہ، لیکن وہ اپنی گم راہی کو قرآن اور حدیث میں معنوی تحریف کر کے عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہتا ہے کہ انسان جب کامل ہو جاتا ہے اور حق الیقین کے درجہ میں پہونچ جاتا ہے تو اس کو ظاہری عبادت کی ضرورت نہیں رہتی، یا یہ کہتا ہے کہ اس کے حق میں شراب (Wine) افیون(Opium/ poppy)، گانجا (Cannabis) وغیرہ محرمات حرام نہیں۔ یا یہ کہتا ہے کہ تم لوگ ظاہر شریعت کے پابند ہوں اور ہم باطن شریعت کے پابند ہیں۔ ہم کو ہر دم آں حضرت ﷺ سے یا بہ راہ راست خداوند تعالی سے احکام ملتے رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ، اور اس پر تحریف قرآن کے ذریعے استدلال

---

[1] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الصُّلْحُ | بَابٌ: إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ، رقم الحديث: ٢٦٩٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْأَقْضِيَةُ | بَابٌ: نَقْضُ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدُّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، رقم الحديث: ١٧١٨. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

[2] ينظر: الفتاوى الحديثية، ص ٤٨٣، تحقيق: عبد السلام شاهين، العلمية.

[3] ترجمہ: جیسا کہ احمد شہاب الدین بن حجر الہیتمی (متوفی ۹۷۴ھ) نے «الفتاوی الحدیثیہ» میں اور دیگر علماء امت نے بیان کیا ہے۔ اور جن حضرات بدعت کو اچھے اور برے میں تقسیم کرتے ہیں، ان کا مطلب لغوی بدعت ہے۔

کرتے ہیں۔ مثلا «وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ».[١] میں «یقین» کے معنی «حق الیقین» کے لیتے ہیں۔ یہ صریح تحریف ہے۔ ایسا ہی وہ حضرت موسی اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالی کی مرضی ہوئی تو ہم آئندہ اس پر تفصیلی بحث کریں گے۔

زندیق کی جتنی قسمیں قدیم زمانہ میں گزر چکی مثلا باطنیہ، قرامطہ، اباحیہ، اسماعیلیہ، نصیریہ وغیرہم اور جو آج کل موجود ہیں مثلاً قادیانی، نیچری سائنس پرست، گم راہ صوفی وغیرہم، یہ سب کے سب بہ اجماع علماد جال، گم راہ اور دین کے بڑے دشمن ہیں۔ طالب صادق پر فرض ہے کہ ان کے خیالات سے اور ان کی مصاحبت سے گریز اختیار کریں۔ قال اللہ تعالی: «وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ».[٢] اور ان کی شوکت کو توڑنے کے لئے ہر قسم کا اقدام عمل میں لائے، کیوں کہ یہی سب سے بڑا جہاد ہے۔ قال اللہ تعالی: «وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ».[٣] وقال تعالی: «ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ».[٤] وقال تعالی: «فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم

---

[١] من سورة الحجر: ٩٩. ترجمہ: اور عبادت کی جئے اپنے رب کی، یہاں تک کہ آپ کے پاس یقینی بات (موت) آپہنچے۔

[٢] من سورة الهود: ١١٣. ترجمہ: اور تم ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ناانصافی کی، کبھی تمہیں دوزخ کی آگ چھولے اور تمہارے لئے اللہ پاک سے نیچے کوئی مدد گار نہ ہو، نیز تمہیں (اللہ پاک کی طرف سے بھی) مدد نہ پہنچے۔

[٣] من سورة الأنعام: ٦٨. ترجمہ: پس جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں میں (کپڑے ڈھونڈھنے میں) مشغول ہیں تو آپ ان سے کنارہ کرلیں، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ بات میں مشغول ہوں، اور اگر شیطان آپ کو بھلادے تو یاد آنے کے بعد ان ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھیں۔

[٤] من سورة النحل: ١٢٥. ترجمہ: آپ لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے بلائے اور اُن کے ساتھ ایسے طریقے سے بحث کی جئے جو بہتر ہو۔ آپ کے پروردگار ہی اس شخص کو بہتر جانتے ہیں جو ان کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ راست پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتے ہیں۔

بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا».[١] جہاں اسلامی حکومت ہو وہاں حکام اسلام پر فرض ہے کہ ان دجالوں کو فنا کی گھاٹ اتار دیں اور ان کو جزیہ لے کر بھی دار الاسلام میں بود و باش (جائے سکونت) کی اجازت نہ دیں۔[٢]

الحاد کے اقسام میں سے ایک الحاد فی اسماء اللہ تعالی ہے مثلاً اللہ تعالی کے بعض صفات کو ماننا اور بعض میں تاویل کرنا وغیرہ۔ اگر اللہ تعالی کی مرضی ہوئی تو ہم اس پر آئندہ بحث کریں گے۔ طالب الرحمن پر ضروری ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالی کے جتنے اسماوصفات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں موجود ہیں وہ سب کے سب اللہ کے لئے ہیں اور ان ہی کی شیون ربانیہ کے لائق ہیں؛ ہماری صفات کی طرح نہیں۔ پس ان کا علم ان کے لائق ہیں، ان کی رحمت ان کے لائق ہیں، ان کی محبت ان کے لائق ہے، ان کا «وجہ» ان کے لائق ہیں، ان کا نزول ان کے لائق ہیں؛ ہمارے علم، ہماری رحمت، ہماری محبت، ہمارے چہرے اور ہمارے نزول کی طرح نہیں۔ بل الكل بمعنى يليق بجنابه تعالى. «لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ».[٣] ہمیشہ بس اس جملہ پر اکتفا کرے «آمنت بالله كما هو بأسمائه وصفاته».[٤]

یہ تو ہم جیسے غربا کا وظیفہ ہے، لیکن جو لوگ ولی کامل بن چکے ان کا حال تو اسماء حسنی میں غوطہ لگانا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ «الجام العوام عن علم الكلام» میں اولا تمام علما اور عوام کو اسماء حسنیٰ کے بحر عمیق غوطہ لگانے سے منع فرماتے ہیں اور اس کے بعد اولیاء کاملین کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: «وفي معنى العوام: الأديب، والنحوي، والمحدث، والمفسّر، والفقية، والمتكلم، بل كل عالم، سوى المتجردين لتعلم السباحة في بحار المعرفة، القاصرين أعمارهم عليه، الصارفين وجوههم عن الدنيا والشهوات، المعرضين عن المال والجاه والخلق وسائر اللذات، المخلصين لله تعالى في العلوم والأعمال، القائمين بجميع حدود الشريعة وآدابها في القيام بالطاعات وترك المنكرات، المفرغين قلوبهم بالجملة

---

[١] من سورة الفرقان: ٥٢. ترجمہ: پس آپ منکرین کا کہنا نہ مانیں اور آپ قرآن کے ذریعہ ان کا بڑے زور سے مقابلہ کریں۔

[٢] دیکھئے: رد المحتار «٣٠٦:٣» وغیرہ۔

[٣] من سورة الشورى: ١١. ترجمہ: بل کہ سب اس معنی کے لحاظ سے جو خدا تعالیٰ کے لائق ہیں۔ «کوئی چیز ان کے مثل نہیں اور وہ ہر بات سننے والے، ہر چیز دیکھنے والے ہیں»۔

[٤] ترجمہ: ایمان لایا ہوں میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے۔

عن غير الله لله، المستحقرين للدنيا، بل للآخرة والفردوس الأعلى في جنب محبة الله تعالى، فهؤلاء هم أهل الغوص في بحر المعرفة.وهم مع ذلك كله على خطر عظيم؛ يهلك من العشرة تسعة إلى أن يسعد واحد منهم بالدر المكنون والسّر المخزون، أولئك الذين سبقت لهم من الله الحسنى فهم الفائزون. «وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ» [القصص: ٦٩]. (١)

تنبیہ: شرک، کفر، نفاق، بدعت اور الحاد وغیرہ سے اپنے ایمان کو بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمیشہ اپنے عقائد کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کے موافق رکھے اور اللہ تعالی سے یہ دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالی اہل سنت والجماعت کے عقائد پر موت نصیب فرمائے۔ یہی جماعت صراط مستقیم پر ہے جیسا کہ تفسیر «اللطائف الربانية في تفسير الآيات القرآنية» اور دیگر مطولات مثلا «روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني»، «اتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين» وغیرہ میں موجود ہے۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد پر بہترین کتاب امام محمد بن عبد الواحد، ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی «المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة» اور اس کی شرح «المسامرة شرح المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة» للكمال بن أبي شريف رحمه الله تعالى ہے۔ ہر اہل علم کے پاس اس کا ایک نسخہ موجود رہنا ضروری ہے اور مدارس اسلامیہ

---

(١) إلجام العوام عن علم الكلام (رسالة في مذهب أهل السلف) ص ٧١، دار المنهاج، و ص ٥١ من طبع دار الكتب العلمية. ترجمہ: اور عام لوگوں میں شامل ہیں: ادیب، نحوی، محدث، مفسر، فقیہ اور متکلم بل کہ ہر عالم، سوائے ان لوگوں کے جو معرفت کے سمندروں میں تیرنا سیکھنے کے لئے مشغول ہیں، جو اس پر اپنی عمر صرف کرنے والے ہیں، جو دنیا اور خواہشات سے منہ موڑنے والے ہیں، جو مال، عزت، مخلوقات اور دیگر تمام لذتوں سے اعراض کرنے والے ہیں، جو علوم واعمال میں اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص ہیں، جو اطاعت اور ترک منکرات میں شریعت کی حدود اور اس کے آداب کو برقرار رکھنے والے ہیں، جو اپنے دلوں کو خدا کے سوا کسی اور سے بالکل خالی کرنے والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے آگے دنیا کو بل کہ آخرت اور جنت الفردوس کو حقیر سمجھنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں غوطہ زن ہیں۔
یہ لوگ اس سب کے باوجود بڑے خطرے میں ہیں؛ دس میں سے نو ہلاک ہو جاتے ہیں حتی کہ ان میں سے ایک شخص پوشیدہ موتی اور ذخیرہ راز پر کام ہو جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے اور یہی لوگ کام یاب ہیں۔ اور آپ کا رب جانتا ہے ان باتوں کو جو لوگ دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

کے نصاب تعلیم میں اس کو داخل رکھنا اشد ضروری ہے۔ اللهم يا رب بجاه نبيك المصطفى ورسولك المرتضى طهر قلوبنا من كل وصف يباعدنا عن مشاهدتك ومحبتك، وأمتنا على السنة والجماعة، والشوق إلى لقائك يا ذالجلال والإكرام. [١]

تنبيه: قال الإمام الغزالي رحمه الله تعالى في «الإحياء» والزبيدي رحمه الله تعالى في «الاتحاف»: والصحيح أن الفرقة الناجية هم الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين، فإنه صلى الله عليه وسلم لما قال: «الناجي منها واحدة» .قالوا: يا رسول الله، ومن هم؟ قال: «أهل السنة والجماعة». فقيل: ومن أهل السنة والجماعة؟ فقال: «ما أنا عليه وأصحابي».[٢] قال ابن العليم: «وحديث افتراق الأمة قد رواه الترمذي وأصحاب السنن والمسانيد والمعاجم بألفاظ متقاربة. وقد رواه من الصحابة أربعة عشر نفسا قد فصلها في «الإتحاف»، والذي يظهر من هذه الروايات أنّ الفرقة الناجية هي الصحابة ومن تبعهم بإحسان إلى يوم القيامة. قال الغزالي رحمه الله تعالى: فإن الصحابة ما كانوا يأخذون الدنيا للدنيا بل للدين، وما كانوا يترهبون ويهجرون الدنيا بالكليـــة، وما كان لهم في الأمور تفريط ولا إفراط، بل كان أمرهم بين ذلك قواما، وذلك هو العدل والوسط بين الطرفين، وهو أحب الأمور إلى الله تعالى». [٣]

---

[١] ترجمہ: اے اللہ، اے رب، اپنے برگزیدہ نبی اور رسول مرتضی کی خاطر ہمارے دلوں کو ہر ایسی صفت سے پاک کر دے جو ہمیں تیرے دیدار اور محبت سے دور کر دیتی ہے، اور ہمیں اہل سنت والجماعت اور تیری ملاقات کی شوق پر موت نصیب فرما اے عظمت وبزرگی کے مالک۔

[٢] ينظر: إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «٩: ٦٥٧-٦٥٨»، العلمية. ترجمہ: صحیح ہے کہ نجات یافتہ فرقہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، کیوں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے نجات یافتہ فرقہ ایک ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، وہ کون ہیں؟ فرمایا: اہل سنت والجماعت ہے۔ عرض کیا گیا: اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ فرمایا: (جو اس پر ہوں) جس پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

[٣] ترجمہ: ابن العلیم فرماتا ہے: افتراق امت کی حدیث کو امام ترمذی اور اصحاب سنن، مسانید ومعاجم نے قریب قریب الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اسے چودہ صحابہ نے روایت کیا ہے جس کی تفصیل «اتحاف» میں کیا گیا ہے اور ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات پانے والا فرقہ صحابہ کرام اور وہ لوگ ہیں جو علی وجہ الاتم قیامت تک ان کی پیروی کریں گے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دنیا

فصل: في فساد النية

(بگاڑ نیت کا بیان)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّة، وَإِنَّمَا لامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّه وَرَسُوله فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّه وَرَسُوله، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، أَو امْرَأَة يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْه. أخرجه الشيخان.(١) وقال الله تعالى: «أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ».(٢) وقال تعالى: «وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ».(٣) یہ باب ام الابواب ہے، کیوں کہ نیت وارادہ کی اصلاح سے پورے انسان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ طالب صادق پر ضروری ہے کہ جب کسی کام کا میلان دل میں پیدا ہو تو اولا آں حضرت ﷺ کی شریعت کے سامنے اس کو پیش کرے۔ اگر شریعت اجازت دیتی ہے تو اس کام کی نیت وارادہ کرے اور اگر اجازت نہیں دیتی تو

کو دنیا کے لئے نہیں لیا بل کہ دین کے لئے لیا ہیں اور انھوں نے دنیا سے بالکل رہبانیت اور کنارہ کشی بھی نہیں کی، اور ان کے معاملات میں کوئی افراط اور تفریط نہیں تھا بل کہ ان کے معاملات اعتدال میں تھا اور یہی عدل اور دونوں طرفوں کا وسط ہے۔ معاملات میں یہی بات اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔

(١) ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: مَنَاقِبُ الْأَنْصَارِ | بَابٌ: هِجْرَةُ النَّبِيِّ وَأَصْحَابِه إِلَى الْمَدِينَة، رقم الحديث: ٣٨٩٨، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِمَارَةُ | بَابٌ: قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّة»، رقم الحديث: ١٩٠٧. ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اعمال نیت پر موقوف ہیں اور انسان کو وہی ملے گا جس کی نیت کرے۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہو گی تا کہ وہ اسے پالے یا کسی عورت کی طرف ہو تا کہ اس سے شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہو گی جس کی ہجرت کی۔

(٢) من سورة الزمر: ٣. ترجمہ: سنو! اللہ کے لئے خالص دین ہے اور جن لوگوں نے اللہ سے ورے کارساز بنائے۔ (وہ کہتے ہیں:) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے نزدیک کر دیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کریں گے جس میں وہ (پیغمبر سے) اختلاف کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالی راہ نہیں دیتے اس کو جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہے۔

(٣) من سورة البينة: ٥. ترجمہ: اور وہ یہی حکم دیئے گئے تھے کہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کے لئے عبادت کو خالص کر کے اور ہر طرف سے یکسو ہو کر اور نماز کا اہتمام کریں اور زکاۃ دیں اور یہی دین مستقیم ہے۔

رک جائے، اور جب شریعت کی جانب سے اجازت مل چکی تو پھر اس فعل کا خالصا لوجہ اللہ کرنے کی کوشش کرے اور اپنی نفسانی خواہش اور متابعت شیاطین سے بچانے کی کوشش کرے۔ اس طریقہ سے اس میں اخلاص اور صدق پیدا ہو جائے گا اور اللہ تعالی کے خصوصی فضل ومحبت کا مستحق بنے گا۔ «مسند احمد» اور «المستدرک علی الصحیحین» میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: «وَأَمَّا أَنْتَ يَا سَعْدُ، فَاتَّقِ اللَّهَ عِنْدَ حُكْمِكَ إِذَا حَكَمْتَ، وَعِنْدَ قَسْمِكَ إِذَا قَسَمْتَ، وَعِنْدَ هَمِّكَ إِذَا هَمَمْتَ». یعنی جب کسی کام کا خیال پیدا ہو تو تقوی کے ماتحت اس کام کو کرو۔ [1]

عمل تین قسم کا ہے: (ا) وہ اعمال جو شریعت کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ ان میں حرام، مکروہ اور خلاف اولی تینوں داخل ہیں۔ (ب) وہ اعمال جو شریعت کے نزدیک مباح ہیں، لیکن اگر کسی غرض صحیح اور نیت صالح کے ماتحت کئے جائیں تو شریعت کے نزدیک محمود اور پسندیدہ ہو جاتے ہیں۔ (ج) وہ اعمال جو شریعت کے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ ان میں فرض، واجب، سنت اور مستحب سب شامل ہیں۔

طالب الرحمن کو چاہئے کہ پہلی قسم کے کسی فعل کی اگر خواہش پیدا ہو گئی تو اس سے اپنی نیت وارادہ کو پاک رکھے اور نفس کو اس قسم کی خواہش کرنے پر ملامت کرے، اور دوسری قسم کے افعال جب کبھی کرنا ہو تو کسی غرض صحیح کے ماتحت صرف اللہ تعالی کی رضاجوئی کی نیت وارادہ سے بہ قدر ضرورت کرے اور تیسری قسم کے افعال کرتے وقت نیت میں کامل اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرے اور پورے اخلاص وصدق نیت کے ساتھ اس قسم کے افعال میں بہت ہی اکثار کیا کرے۔ اگر اپنی معذوری اور مجبوری کی وجہ سے اس قسم کے کسی کام کے کرنے سے معذور رہا تو ایسی حالت میں بھی اس فعل کی نیت، خواہش اور جذبہ ضرور دل

---

[1] سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا، رقم الحديث: ٤١٠٤، مسند أحمد «٣٩: ١١٥»، مُسْنَدُ الْأَنْصَارِ | حَدِيثُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، رقم الحديث: ٢٣٧١١، والمستدرك على الصحيحين «٤: ٤٦٠»، للحاكم أبي عبد الله النيسابوري، دار الحرمين للطباعة. ترجمہ: بہر حال اے سعد! جب آپ فیصلہ کرنا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، جب کچھ تقسیم کرنا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور جب کسی کام کا قصد کرنا تو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کرنا۔

میں رکھا کرے، کیوں کہ برے کام کی نیت بھی بری ہے اور نیک کام کی نیت بھی اچھی اور باعث نورانیت ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ». أخرجه أحمد. (١)

اس باب میں احادیث صحیحہ بہ کثرت وارد ہوئی ہیں۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ». أخرجه مسلم والنسائي.(٢) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ مُخْلِصًا أَعْطَاهُ اللهُ أَجْرَ شَهِيْدٍ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ». أخرجه ابن حبان في «صحيحه» وأحمد في «مسنده». (٣) وَعَنْ سَعِيدٍ الطَّائِيِّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ». قَالَ: «مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ». أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: «إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ؛ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ. فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِي

---

(١) مسند أحمد | مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «١٥: ٤٤»، رقم الحديث: ٩٠٩٠، وسنن النسائي | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: النِّيَّةُ، ٤٢٢٩. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا: لوگوں کو (قیامت کے دن) ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

(٢) ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِمَارَةُ | بَابٌ: اسْتِحْبَابُ طَلَبِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى، رقم الحديث: ١٩٠٩، وسنن النسائي | كِتَابُ الْجِهَادِ | مَسْأَلَةُ الشَّهَادَةِ، رقم الحديث: ٣١٦٢. ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سچے دل سے شہادت کی طلب کرے تو وہ چاہے اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرے اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے مقام پر پہنچادے گا۔

(٣) ينظر: الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان «٥: ٧٧»، رقم الحديث: ٣١٨١، العلمية، ومسند أحمد «٣٦: ٤٢٤»، رقم الحديث: ٢٢١١٠. ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی طلب کرے تو وہ چاہے اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرے اللہ تعالیٰ اسے شہید کا ثواب عطا کریں گے۔

مَاله بغَيْرِ علْمٍ، لَا يَتَّقي فيه رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فيه رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ للَّه فيه حَقًّا، فَهَذَا بأَخْبَث الْمَنَازِل، وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ. فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ». أخرجه أحمد، والترمذي وصححه، وابن ماجه. (١)

فصل في الحرص والطمع وما يتعلق بهما

(حرص ولالچ اور متعلقات کا بیان)

کسی چیز کی تحصیل کی پوری خواہش رکھنا اور اس کی تحصیل کے لئے پوری ہمت سے میدان عمل میں آجانا۔ بس یہی حقیقت حرص ہے۔ وہ دو قسم کا ہے۔ اول: الحرص علی الخیرات یعنی شریعت کے نزدیک پسندیدہ امور کی تحصیل کی خواہش اور اس

---

(١) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، رقم الحديث: ٢٣٢٥، مسند أحمد «٢٩: ٥٦١»، رقم الحديث: ١٨٠٣١، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: النِّيَّةُ، رقم الحديث: ٤٢٢٨. ترجمہ: حضرت ابو البختری سعید طائی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کر رہا ہوں جسے یاد رکھو۔ کسی بندے کے مال میں صدقہ دینے سے کوئی کمی نہیں آتی (یہ پہلی بات ہے)۔ کسی بندے پر کسی قسم کا ظلم ہو اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے (دوسری بات ہے)، اور اگر کوئی شخص پہنے کے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لئے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (یا اسی کے ہم معنی آپ نے کوئی اور کلمہ کہا) (یہ تیسری بات ہے)۔ اور تم لوگوں سے ایک اور حدیث بیان کر رہا ہوں اسے بھی اچھی طرح یاد رکھو: یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مال اور علم کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائے گی کا بھی خیال رکھتا ہے۔ ایسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا، لیکن مال و دولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا۔ لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اجر برابر ملے گا، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا، لیکن اسی علم سے محروم رکھا وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور بار گناہ برابر ہو گا۔

میں کوشش کرنا۔عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ». أخرجه البخاري مطولا.[۱] والمراد بالحرص: الحرص على الخيرات.[۲] یعنی آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرے حرص کو بڑھائے یعنی خیرات کے حرص کو۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عليه وسَلَّمَ قَالَ: «مَنْهُومَانِ لا يَشْبَعَانِ: مَنْهُومٌ فِي العِلْم لا يَشْبَعُ مِنْهُ، وَمَنْهُومٌ فِي الدُّنْيَا لا يَشْبَعُ مِنْهَا. أخرجه الحاكم.[۳] یعنی دو حریص ایسے ہیں کہ وہ کسی طریقہ سے بھی آسودہ نہیں ہوتے۔: علم کا حریص اور مال کا حریص۔

یہ بالکل ظاہر ہے کہ علم محمود کا حریص محمود ہوتا ہے اور مال محمود کا حریص بھی محمود ہوتا ہے۔ مثلا اپنے اہل وعیال کے ضروری نان ونفقہ کے لئے مال حلال کا طلب، فقرا، مساکین، ارامل، اسلامی علوم کے طلبہ، اسلامی علوم کے مصنفین اور مدرسین اور دیگر دینی ضرورتوں کے لئے مال کا طلب کرنا اور اس میں حرص کرنا اور دینی ضروریات میں بلا تامل اللہ تعالی کی کمال محبت کے ساتھ صرف کرنا۔ قال تعالی: «وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا» «إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا

---

[۱] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابُ الْأَذَانِ | بَابٌ: إِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ، رقم الحديث: ۷۸۳. ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے قریب اس حالت میں پہنچے کہ آپ رکوع میں تھے، تو انھوں نے صف میں شامل ہونے سے قبل رکوع کر دیا۔ اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا گیا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تمہارا شوق زیادہ کرے، مگر اب ایسا نہ کرنا۔

[۲] ترجمہ: یہاں حرص سے اچھے کاموں میں حرص کرنا مطلوب ہے۔

[۳] صححه الحاكم ووافقه الذهبي، ورواه الدارمي موقوفا عن الحسن بكماله. (المستدرك على الصحيحين «۱: ۹۲»، ومختصر استدراك الحافظ الذهبي على مستدرك أبي عبد الله الحاكم «۱: ۹۰»، للإمام عمر بن علي، ابن الملقن (ت ۸۰٤ هـ)، دار العاصمة – السعودية). ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دو قسم کے بھوکے حریص لوگ کبھی سیر نہیں ہوتے؛ علم کا حریص شخص کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا حریص کبھی دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔

نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا».[١] یہ سب کے سب محمود ہے اگر اس میں کامل للّٰہیت اور اخلاص ہو۔ انظروا إلى قول خديجة الكبرى رضي الله تعالى عنها تسلية للنبي المكرم صلى الله عليه وسلم: «كَلَّا، أَبْشِرْ، فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، فَوَاللَّهِ، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ». أخرجه البخاري.[٢] «قرآن کریم» میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حریص بتایا گیا۔ فرمایا: «حَرِيصٌ عَلَيْكُم» یعنی مؤمن کی خیر خواہی کا حریص۔[٣]

دوم: حرص مذموم۔ سوائے خیرات کے حرص کے باقی جملہ اقسام ہائے حرص ممنوع ہیں، بالخصوص تمول اور غنا کی غرض سے مال جمع کرنے کا حرص۔ یہی وہ حرص ہے جس کی مذمت پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ناطق ہے اور یہی فی الحقیقت جملہ اخلاق رذیلہ اور افعال قبیحہ کی جڑ ہے۔ اگر انسان کا قلب دنیا، مال کی محبت اور حرص سے پاک ہو گیا تو گویا تمام رذائل سے پاک ہو گیا۔ کبر، عجب، کذب، حسد، حقد، عداوت، طمع، بخل، طول الامل، حرام، غیبت، نمیمہ، تفاخر، تکاثر، ظلم، تعدی، سرقہ، لوٹ کھسوٹ، زنا، حرام کاری، ہضم الضعفا وغیرہ سب کی جڑ حب المال ہے۔ عَنْ عَطَاءٍ رحمه الله تعالى، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغَى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ». أخرجه البخاري.[٤] وعَنْ أَنَسٍ رضي الله تعالى عنه، قَالَ:

---

[١] من سورة الإنسان: ٨-٩. ترجمہ: اور وہ اللہ کی محبت میں غریب، یتیم اور قیدی کو کھلاتے ہیں۔ ہم تم کو اللہ کی خوش نودی کے لئے کھلاتے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔

[٢] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٤٩٥٣. ترجمہ: حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات ملاحظہ فرمائیں جو انھوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمائی تھی کہ ہر گز نہیں آپ خوش ہوں اللہ کی قسم! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو اللہ کی قسم صلہ رحم کرتے ہیں، سچ بات کرتے ہیں، دردمندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مفلسوں کے لئے کسب کرتے ہیں، مہمان کی ضیافت کرتے ہیں اور آسمانی مصیبتوں پر (لوگوں کی) مدد کرتے ہیں۔

[٣] پوری آیت: «لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ».

[٤] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ، رقم الحديث: ٦٤٣٦، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ لَابْتَغَى ثَالِثًا، رقم الحديث: ١٠٤٩. ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ، وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ». أخرجه البخاري ومسلم.[١] وفي رواية عند البخاري رحمه الله تعالى ما روي عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ؛ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْأَمَلِ». [٢]

یہ جو کچھ بیان ہوا «حرص» کے متعلق تھا اور «طمع» کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے کے پاس جو کچھ بھی ہو اس کا لالچ کرنا اور اس کی تحصیل کے لئے میدان عمل آجانا۔ فی الحقیقت یہی طمع چوری، ڈاکہ، ظلم، تعدی اور دیگر مفاسد کی جڑ ہے۔ اس لئے اسلام نے اس کو اور حرص المال کو حرام قرار دیا اور اس سے قلب کی تطہیر کی کوشش کو واجب قرار دیا اور یہ بھی بتایا کہ یہ طالب مولی کی راہ میں ایک بڑا حجاب ہے۔

علاج الحرص والطمع

(حرص اور طمع کی علاج)

(ا) یہ تصور کرنا کہ میں چوں کہ اللہ تعالیٰ کا طالب ہوں اور میرے مطلوب، میرے محبوب اور میرے مولی ان عادات کو برا سمجھتے ہیں اس لئے ان سے پاک رہنا مجھ پر نہایت ضروری ہے۔ (ب) ان احادیث نبویہ اور کلمات مشائخین کو جو عادات مذکورہ کی مذمت میں ہیں غائر نظر سے مطالعہ کرنا۔ (ج) حرص علی الخیرات سے اس کو بدلنے کی کوشش کرنا۔ (د) زہد اور قناعت کے فضائل کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کی طرف دل سے توجہ کرنا اور اپنے قلب کو قناعت کے زیور سے مزین کرنا۔ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر آدمی کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری تلاش کرے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول کرلیتا ہے۔

[١] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ، رقم الحديث: ٦٤٢١، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: كَرَاهَةُ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا، رقم الحديث: ١٠٤٧. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی بڑا ہو جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں بڑی ہوتی جاتی ہیں؛ مال کی محبت اور عمر کی لالچ۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ، رقم الحديث: ٦٤٢٠. ترجمہ: اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیشہ بوڑھے آدمی کا دل دو باتوں میں جوان ہوتا ہے؛ دنیا کی محبت اور امید کی درازی۔

بْنِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ، مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا». أخرجه الترمذي، وابن ماجه، والبخاري في «الأدب»، والطبراني في «المعجم الأوسط» بألفاظ متقاربة.(١) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ». أخرجه مسلم. (٢)

پنجم: «الاقتصاد في المعيشة والرفق في الإنفاق» یعنی خرچ کم کر دینا، نان ونفقہ اور دیگر ضروریات زندگی میں صرف اتنا خرچ کرنا جس کے بغیر زندگی معطل ہو جاتی ہو اور اس سے زائد خرچ کو ایک قلم بند کر دینا۔ اس کو شریعت میں اقتصاد اور تدبیر کہتے ہیں۔ أي أنه باب من أبواب علم الاقتصاد المبين في الشرع، وقد تكلمت في علم الاقتصاد في كتابي فتح الكريم في سياسة النبي الأمين»، فمن شاء الاطلاع عليه فليراجعه.(٣) اقتصاد کے فضائل پر آں حضرت ﷺ سے بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ الْمُزَنِيِّ رضي الله تعالى عنه، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

---

(١) ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٣٤٦، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْقَنَاعَةُ، رقم الحديث: ٤١٤١، الأدب المفرد برقم: ٣٠٠، مكتبة المعارف الرياض، والمعجم الأوسط «٢: ٢٣٠». ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس نے بھی صبح کی اس حال میں کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں امن سے ہو، جسمانی لحاظ سے بالکل تن درست ہو اور دن بھر کی روزی اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لئے پوری دنیا سمیٹ دی گئی۔

(٢) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ، رقم الحديث: ١٠٥٤، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ، رقم الحديث: ٢٣٤٨. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کام یاب ہوا وہ شخص جس نے اسلام قبول کیا اور بہ قدر کفاف اسے روزی حاصل ہوئی اور اللہ نے اسے اپنے دیئے ہوئے روزی پر قانع بنا دیا۔

(٣) ترجمہ: یعنی یہ شریعت میں بیان کردہ معاشیات کے ابواب میں سے ایک باب ہے اور میں نے اپنی کتاب «فتح الکریم فی سیاسۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم» میں معاشیات کے بارے میں بات کی ہے، جو اسے دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کا مراجعہ کرے۔

«السَّمْتُ الْحَسَنُ، وَالتُّؤَدَةُ، وَالاقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ». أخرجه الترمذى.[١] قال صدر الدين محمد بن إبراهيم السلمي المناوي ثم القاهري، الشافعيّ [ت ٨٠٣ هـ][٢]: رجاله موثوقون. رواه عبد بن حميد، والطبراني والضياء المقدسي بنحوه.[٣] وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: «يَا أَيَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ، وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ، وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الخُلُقِ. أخرجه ابن حبان في «صحيحه». [٤]

ششم: یہ اعتقاد رکھنا کہ «إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ».[٥] میرے حرص اور کوشش سے میرے مولی کے مقسومہ رزق سے زائد کوئی چیز مجھ کو نہیں مل سکتی، لہذا مجھ کو بلا حرص جو میسر آتا ہے اس پر قناعت کرنا چاہئے اور اپنے فقر وفاقہ کا اظہار غیر اللہ کے پاس نہیں کرنا چاہئے۔ لقوله عليه الصلاة والسلام: «مَنِ انْقَطَعَ إِلَى اللهِ كَفَاهُ اللهُ كُلَّ مُؤْنَةٍ، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبْ، وَمَنِ انْقَطَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَكَّلَهُ اللهُ إِلَيْهَا».[٦] قال الإمام الزبيدي في «الإتحاف»: «فالمؤمن الكامل

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي التَّأَنِّي وَالْعَجَلَةِ، رقم الحديث: ٢٠١٠. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھی خصلت، غور وخوص کرنا اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

[٢] وهو متقدم على عبد الرؤوف المناوي (ت ١٠٣١ هـ) صاحب «فيض القدير شرح الجامع الصغير».

[٣] ينظر: تخريج أحاديث إحياء علوم الدين «٤: ١٩٠٣»، وكشف المناهج والتناقيح في تخريج أحاديث المصابيح «٤: ٣٣٤»، لصدر الدين المناوي. ترجمہ: صدر الدین محمد بن ابراہیم السلمی المناوی، القاہری، الشافعی [متوفی ۸۰۳ھ] فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں۔ اسے عبد بن حمید، طبرانی اور ضیا المقدسی نے قریب قریب الفاظ میں روایت کیا ہے۔

[٤] ينظر: التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان «١: ٣٨٧»، الرقم: ٣٦٢، للمحدث الشيخ ناصر الدين الألباني رحمه الله تعالى (ت ١٤٢٠هـ)، دار باوزير. ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ہے، حرام سے رک جانے جیسی کوئی پرہیز گاری نہیں ہے اور اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی اعلی حسب ونسب والا نہیں ہے۔

[٥] من سورة الذاريات: ٥٨. ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کو روزی پہنچانے والے، مضبوط قوت والے ہیں۔

[٦] ينظر: المعجم الصغير «١: ١١٦»، العلمية، المعجم الأوسط «٤: ٢١٦»، الرقم: ٣٣٨٣، ضعيف الترغيب والترهيب، الرقم: ١٨٤٣، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء في الأمة «١٤: ٨١٢»، مكتبة المعارف الرياض،

يشهد الرزق بيد الرازق، يخرج من مشيئة الغيب فيجريه الأسباب، فإذا شهد ذلك كان قلبه مراقبا لما يصنع مولاه، وعينه ناظرة لمختاره له، معرضة عن النظر للأسباب، فالساقط عن قلبه محبة الرزق من أين؟ وكيف؟ ومتى؟ بحيث لا يتهم ربه في قضائه يؤتى رزقه صفوا عفوا، والمتعلق بالأسباب قلبه جوال، فإن لم يدركه لطف، فهو كالهمج في المزابل يطير من مزبلة إلى مزبلة حتى يجمع أوساخ الدنيا، ثم يتركها وراء ظهره، ويلقى الله بإيمان سقيم، وينادى عليه هذا جزاء من أعرض عن الله واتهم مولاه، فلم يرض بضمانه». [1]

ہفتم: حرص اور طمع میں جو ذلت ہے اس کا تصور کرنا اور صبر اور قناعت میں جو عزت نفس اور اخروی فضائل ہیں ان کا خیال رکھنا۔ **عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: «جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ ، عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهِ، وَأَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْلَمْ أَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ، وَعِزَّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ».** أخرجه الطبراني، والحاكم وصححه. [2]

والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٤١: ٣٤٣»، العلمية. ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے جڑے اللہ تعالیٰ اس کی ہر چیز کے لئے کافی ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو اور جو دنیا سے جڑے اللہ تعالیٰ اسے اس کے سپرد کر دے گا۔

[1] ينظر: إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين.... ترجمہ: امام زبیدی نے «اتحاف» میں فرمایا: کامل مؤمن رزق دینے والے کے ہاتھ میں رزق مشاہدہ کرتا ہے، جو اللہ کی مرضی سے نکلتا ہے پھر اسباب اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پھر بندہ جب یہ دیکھتا ہے تو اس کا دل فعل مولی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی آنکھ اپنے آپ کو پسندیدہ ہونے کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے اور اسباب پر غور کرنے سے اعراض کرنے والا۔ اس کے دل سے رزق کی محبت ساقط ہو جاتی ہے کہ کہاں سے اور کیسے؟ اور کب؟ تاکہ وہ رزق کے فیصلے میں اپنے رب پر الزام نہ لگائے۔ اس کو بخشش کے طور پر رزق دی جاتی ہے۔ اور اسباب سے متعلق شخص کا دل دورہ کرنے والا ہے۔ اگر احسان اس تک نہیں پہنچتا تو وہ کوڑے کے ڈھیر میں مکھیاں کی طرح ہے جو کوڑے کے ایک ڈھیر سے دوسرے ڈھیر کی طرف اڑتا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا کی گندگی اکٹھا کرتا ہے، پھر اسے پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور ضعیف ایمان کے ساتھ اللہ سے ملتا ہے۔ اسے پکار کر کہا جائے گا کہ یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو اللہ سے منہ موڑتا ہے اور اپنے رب پر الزام لگاتا ہے۔ پس وہ اس کی ضمانت پر راضی نہیں ہو گا۔

[2] ينظر: حلية الأولياء «٨: ٣٨٠»، لأبي نعيم، الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٢٧: ١٨٨»، العلمية، المعجم الأوسط برقم: ٤٤١٠، للطبراني، والمستدرك على الصحيحين للحاكم النيسابوري، وبذيله تتبع أوهام الحاكم التي سكت عنها الذهبي، لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي «٤: ٤٦٩»، رقم الحديث: ٨٠٠٢، دار الحرمين. ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: اے محمد، جب تک چاہو زندہ رہو بالآخر

ہشتم: یہ تصور کرنا کہ یہود، نصاری، کفار اور فساق حرص اور طمع میں مبتلا ہیں۔ یہ عشاق دنیا اور محبین مال ہیں اس لئے مال و دنیا نے اپنے وصال سے ان کو نوازا۔ بہ خلاف انبیاء کرام واولیاء عظام کے کہ نہ وہ دنیا کے حریص تھے اور نہ ان کو دنیا سے محبت تھی، بل کہ ان کا وحید محبوب صرف اللہ تعالی ہی تھا۔ اگر ہم واقعی سالک الی اللہ ہیں تو ہمیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتدا کرنی چاہئے۔

نہم: مال و دولت کے اعتبار سے جو ان سے ادنی ہیں ان کی طرف خیال کرنا اور جو اعلی ہیں ان کی طرف خیال نہ کرنا۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «أَمَرَنِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي، وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا، وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ؛ فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ». رواه أحمد وابن حبان.[1] وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ». أخرجه البخاري ومسلم.[2] وزاد مسلم في

آپ کو مرنا ہے، جو چاہو عمل کرو کیوں کہ تمہیں اس کا بدلہ دیا جانا ہے اور جسے چاہیں پسند کرلیں بالآخر اس سے جدا ہونا ہے۔ جان لی جئے کہ مؤمن کا شرف رات کا قیام ہے اور اس کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے۔

[1] ينظر: مسند أحمد «٣٥: ٣٢٧»، الرقم: ٢١٤١٥، الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «١٦: ٩٣»، العلمية، إتحاف السادة المتقين «١١: ٢٥٨»، العلمية، وموارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان «٦: ٣٧٠»، رقم الحديث: ٢٠٤١، دار الثقافة العربية. ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات چیزوں کے متعلق حکم فرمایا: آپ ﷺ نے مساکین سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا مجھے حکم فرمایا، آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنے سے کم تر کی طرف دیکھوں اور جو مجھ سے (دنیا کے لحاظ سے) برتر ہے اس کی طرف نہ دیکھوں، آپ نے مجھے صلہ رحمی کا حکم فرمایا اگرچہ وہ قطع رحمی کریں، آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں، آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں حق بات کروں اگرچہ وہ کڑوی ہو، آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اللہ کے (حق کے) بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈروں اور آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ» کثرت سے پڑھا کروں، کیوں کہ یہ کلمات عرش کے نیچے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہیں۔

[2] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ، رقم الحديث: ٦٤٩٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٦٣. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

رواية: «فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ».[١] قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى: في هذا الحديث دواء الداء، لأن الشخص إذا نظر إلى من هو فوقه لم يأمن أن يؤثر ذلك فيه حسدا، ودواؤه أن ينظر إلى من هو أسفل منه ليكون ذلك داعيا إلى الشكر. [٢]

دہم: قلب کو اللہ تعالی سے غافل نہ ہونے دینا، بل کہ دل کو ہمیشہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ رکھنا۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله تعالى عنه، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي؛ فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا؛ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». وَإِذَا رَكَعَ. قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي». وَإِذَا رَفَعَ قَالَ :«اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ». وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ». ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: «اللَّهُمَّ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں نے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور شکل وصورت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اسے ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہئے جو اس سے کم درجہ کا ہے۔

[١] ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٦٣. ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ یہ زیادتی کرتے ہیں کہ یہ لائق تر ہے اس کے کہ تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔

[٢] ينظر: فتح الباري بشرح صحيح البخاري «١١: ٣٣٠»، تحقيق: عبد القادر شيبة الحمد، و «١١: ٢٧٥» من طبع دار الكتب العلمية. ترجمہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں مرض کا علاج ہے، کیوں کہ اگر کوئی شخص اپنے اوپر والے کو دیکھتا ہے تو اسے مامون نہیں کہ یہ اس میں حسد پیدا کرے اور اس کی دوا یہ ہے کہ وہ اپنے نیچے والا کو دیکھے، تاکہ یہ شکر گزاری کس باعث ہو۔

اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي؛ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ». أخرجه مسلم وأبو داود وغيرهما. (١)

---

(١) ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْمَسَاجِدُ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ | بَابٌ: الدُّعَاءُ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِه، رقم الحديث: ٧٧١، سنن أبي داود | كِتَابُ الصَّلَاةِ | أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ | بَابٌ: مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ، رقم الحديث: ٧٦٠، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ مِنْهُ، رقم الحديث: ٣٤٢١، وسنن النسائي | كِتَابُ الِافْتِتَاحِ | نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، رقم الحديث: ٨٩٧. ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو فرماتے: «میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر دیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، ہر طرف سے یکسو ہو کر، اور میں اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز اور میری ہر (بدنی ومالی) عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے، جو کائنات کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم ملا ہے اور میں فرماں برداری کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، تو میرا رب ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہے، اس لئے میرے سارے گناہ بخش دے، کیوں کہ گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں، اور مجھے بہترین اخلاق کی طرف راہ نمائی فرما، تیرے سوا بہترین اخلاق کی راہ پر چلانے والا کوئی نہیں اور برے اخلاق مجھ سے ہٹا دے، تیرے سوا برے اخلاق کو مجھ سے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ میں تیرے حضور حاضر ہوں اور دونوں جہانوں کی سعادتیں تجھ سے ہیں ہر طرح کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور برائی کا تیری طرف کوئی گزر نہیں ہے۔ میں تیرے ہی سہارے ہوں اور تیری ہی طرف میرا رخ ہے۔ تو برکت والا، رفعت والا اور بلندی والا ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں»۔ اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو فرماتے: «اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا ہوا ہوں اور میں تجھ ہی پر ایمان لایا ہوں، اپنے آپ کو تیرے ہی سپرد کر دیا ہے، میرے کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میری رگیں اور میرے پٹھے تیرے ہی حضور جھکے ہوئے ہیں»۔ اور جب رکوع سے اٹھتے تو کہتے: «اے اللہ! ہمارے رب، تیرے ہی لئے حمد ہے جس سے آسمانوں اور زمین کی وسعتیں بھر جائیں اور اس کے بعد جو تو چاہے اس کی وسعتیں بھر جائیں»۔ اور جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو کہتے: «اے اللہ! میں نے تیرے ہی حضور سجدہ کیا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور اپنے آپ کو تیرے ہی حوالے کیا، میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت گری کی اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں تراشیں، برکت والا ہے اللہ جو بہترین خالق ہے»۔ پھر تشہد اور سلام کے درمیان میں یہ دعا پڑھتے: «اے اللہ! بخش دے جو خطائیں میں نے پہلے کیں یا بعد میں

اگر کبھی غفلت طاری ہو گئی اور اس حالت میں حرص، طمع یا دوسری کسی قسم کا برا خیال پیدا ہو گیا یا کسی قسم وساوس کا غلبہ ہو گیا تو انتہائی عجز و نیاز کے ساتھ اللہ تعالی سے استعانت طلب کرنا اور اپنی حول و قوت کو بے کار سمجھ کر اللہ تعالی کی حول و قوت کی پناہ میں چلے جانا۔ اور «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ»[۱] کو دل سے پڑھنا اور اللہ تعالی سے انتہائی عجز و نیاز کے ساتھ دعا کرنا: «اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي» اور «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحِرْصِ وَالطَّمْعِ»[۲] اور دل کی زبان سے یہ کہنا: «اللَّهُمَّ يَا رَبِّ، أَنْتَ مَقْصُوْدِيْ، وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِيْ، تَرَكْتُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ لَكَ؛ أَتْمِمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ، وَارْزُقْنِيْ وُصُوْلَكَ التَّامَّ.[۳] اے اللہ، اے پروردگار! تو میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے۔ میں نے تیرے واسطے دنیا اور آخرت کو چھوڑا۔ یا اللہ، اپنی نعمت کو میرے اوپر تمام کر اور تیرا پورا ملنا مجھے نصیب کر۔ اگر اس کے بعد بھی وساوس کا غلبہ رہا تو ایک ہی نشست میں کم از کم سو مرتبہ «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ»[۴] اور چند مرتبہ استغفار پڑھ لیا جائے۔

تنبیہ: یہ بہت ہی مفید ہے اور جملہ قلبی امراض کے لئے اکسیر اعظم ہے اور اس سے دوام المراقبہ مع اللہ نصیب ہوتا ہے جو بالآخر مشاہدہ تک مودی ہوتا ہے۔ واللہ الهادي ومنه التوفيق.[۵] خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ حرص اور طمع سے تزکیہ ضروری ہے اور اس کی جگہ زہد، قناعت اور صبر سے تحلیہ ضروری ہے۔

کیں اور چھپا کر کہیں یا علانیہ کیں اور جو بھی زیادتی میں نے کی اور جس کا مجھ سے زیادہ تمھیں علم ہے۔ (اطاعت اور خیر میں) تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں»۔

(۱) ترجمہ: اللہ کی توفیق و مدد کے بغیر گناہ سے بچنے کی طاقت اور کوئی نیکی کرنے کی قوت نہیں۔

(۲) ترجمہ: اے اللہ! میرے دل کو پاک کر دے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں حرص ولالچ سے۔

(۳) ترجمہ: اے اللہ! اے رب!! تو میرا مقصد ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے۔ میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت چھوڑ دی ہے؛ مجھ پر اپنی نعمت مکمل کر اور مجھے آپ تک مکمل ملاقات نصیب فرما۔

(۴) ترجمہ: اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے۔

(۵) ترجمہ: اللہ ہی ہدایت دینے والے ہیں اور اسی کی طرف سے کامیابی ہے۔

فصل: في الغضب وما يتعلق به

(غصہ اور متعلقات کا بیان)

قال الزبيدي رحمه الله تعالى في «الإتحاف»: «إن سبب الغضب الحرارة الغريبة العارضة على الحرارة الغريزية التي هي غذاء القلب، وسبب الحرارة الحركة، فإذا سكن سكنت الحرارة، فقل عملها. فقد قال صلى الله عليه وسلم: «إن الغضب جمرة توقد في القلب، ألم تروا إلى انتفاخ أوداجه»، أي: عروق رقبته، «وحمرة عينيه، فإذا وجد أحدكم من ذلك شيئا، فإن كان قائما فليجلس، وإن كان جالسا فليقم».[1] وقال الإمام الغزالي رحمه الله تعالى: «فخلق الله طبيعة الغضب، وغرزها في الإنسان وعجنها بطينته. فمهما صدّ عن غرض من أغراضه ومقصود من مقاصده اشتعلت نار الغضب وثارت ثورانا يغلي به دم القلب، وينتشر في العروق ويرتفع إلى أعالي البدن، كما ترتفع النار وكما يرتفع الماء الذي يغلي في القدر، فلذلك ينصب إلى الوجه فيحمر الوجه والعين، والبشرة لصفائها تحكي لون ما وراءها من حمرة الدم كما تحكي الزجاجة لون ما فيها. ويتصاعد عند شدة الغضب من غليان دم القلب دخان مظلم إلى الدماغ يستولى على معادن الفكر». [2]

---

[1] إتحاف السادة المتقين «٩: ٤٢٥». ترجمہ: بے شک غصہ کا سبب وہ خارجی حرارت ہے جو اس فطری حرارت پر عارض ہے جو دل کی غذا ہے اور حرارت کا سبب حرکت ہے۔ پھر جب حرارت ٹھنڈا ہو جاتی ہے تو اس کا عمل کم ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ ایک انگار ہے جو دل میں بھڑکتا ہے، کیا تم نے اس کی رگوں کی سوجن کو نہیں دیکھا (یعنی اس کی گردن کی رگیں) اور اس کی آنکھوں کی سرخی نہیں دیکھا۔ پس اگر تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو اٹھ جائے۔

[2] إحياء علوم الدين «٣: ٢٠٤-٣٠٥» باختصار، العلمية. ترجمہ: چناں چہ اللہ تعالیٰ نے غصہ کی فطرت کو پیدا کیا، اسے انسان میں پیوست کیا اور اسے انسان کی مٹی میں گوندھا۔ جب بھی کسی کو اس کے کسی غرض اور کسی مقصد سے روکا جاتا ہے تو غصے کی آگ بھڑکتی ہے اور ایسا بھڑک اٹھتا ہے کہ اس سے دل کا خون ابلتا ہے اور رگوں سے پھیل کر جسم کے اوپری حصوں تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ آگ بڑھتی ہے اور جیسا کہ دیگچی میں ابلنے والا پانی بڑھتا ہے۔ لہٰذا یہ چہرے پر پڑنے سے چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور چمڑے اپنی شفافیت کی وجہ سے خون کی سرخی کا رنگ بتاتی ہے جس طرح شیشہ بتاتی ہے کہ اس کے اندر کیا ہے۔ غصے کی شدت کے وقت دل کے خون کے ابلنے سے ایک سیاہ دھواں دماغ کی طرف اٹھتا ہے جو فکر کی معدنیات تک پہنچ جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علما کے نزدیک انسان کی اصلی قوتیں تین ہیں: قوت عاقلہ، قوت شہوت اور قوت غضب۔ اس تقدیر پر یہ کہا جائے گا کہ انسان کی طبیعت میں اس کی بقا کے لئے حرارت اور رطوبت رکھی گئی ہیں جس کو حرارت غریزیہ اور رطوبات غریزیہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور ایک حرارت اس کی طبیعت میں مضمر کر دی گئی جس کا مقصد مہلکات سے انسان کا بچاؤ ہے، جس کو نار غضب اور حرارت غضبیہ کہا جاتا ہے۔ جب انسان اپنے کسی مقصد سے روک دیا جاتا ہے تو اس دوسری حرارت میں اشتعال پیدا ہو جاتا ہے، جس سے قلب کی غریزی حرارت میں جوش اور غلیان پیدا ہوتا ہے، اور جب یہ غلیان زیادہ ہو جاتا ہے تو اسے دھواں نکل کر دماغ پر مستولی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کی عقل و فکر، زبان و جوارح سب مختل ہو جاتے ہیں اور کوئی بھی درجہ اعتدال پر باقی نہیں رہتا۔ لیکن جو لوگ غضب کو اصلی قوت نہیں کہتے جیسا کہ نالائق نے ابتداء کتاب میں اس کی بعض دلائل کی طرف اشارہ کر دیا تو ان کے نزدیک انسان مرکب ہے حرارت غریزیہ اور رطوبت غریزیہ سے اور اس میں دو قوتیں ہیں: ایک قوت عقل اور ودوم شہوت وہوی۔

نفس انسانی جب اپنی کسی ہوی وخواہش کو پورا کرنے کے لئے اقدام کرتا ہے خواہ وہ «من قبیل استجلاب المستلذات»[۱] ہو یا «من قبیل دفع المکارہ»[۲] ہو اور کوئی قاسر اس کو اس اقدام سے روک دیتا ہے اور اس کے اقدام کو ادبار سے بدل دیتا ہے تو نفس میں اس قاسر سے انتقام کا جذبہ اور خواہش پیدا ہوتا ہے اور نفس اس کے لئے پھر اقدام کرتا ہے۔ اس اقدام، ادبار اور احتباس کی وجہ سے جو حرکات طبیعت میں ہوتی ہیں ان سے ایک عارضی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ حرکات سریع ہیں تو حرارت بھی قوی الاشتعال ہو گی جس کے اشتعال سے غریزی حرارت جس کا محل قلب صنوبری ہے اس میں بھی غلیان اور جوش پیدا ہو جائے گا جس کے بجھانے سے طبعی رطوبت عاجز ہو جائے گی اور طبیعت کے کسی شعبہ میں اعتدال باقی نہیں رہے گا۔ دھواں اور بھاپ نکل کر دماغ پر چھا جائے گا، عقل و فکر اندھی ہو جائے گی، زبان اور سارے جوارح مختل ہو جائیں گے، بل کہ کبھی یہ اشتعال اس قدر قوی ہوتا ہے کہ ایک بارگی دل ودماغ پر مستولی ہو جاتا ہے اور غریزی رطوبت کو جلا کر فنا کی گھاٹ اتار دیتا ہے

---

[۱] ترجمہ: خواہشات پورا کرنے کی قبیل سے۔

[۲] ترجمہ: دفع مکارہ کی قبیل سے۔

جس سے انسان مر جاتا ہے اور کبھی بے اعتدالی اس حد کو پہونچ جاتی ہے کہ انسان مجنون ہو جاتا ہے۔ غضب کا اثر ظاہری بدن پر یہ ہے کہ رنگ کا بدل جانا، اطراف میں کپکپی وغیرہ، زبان پر گالی گلوج، فحش کلامی وغیرہ، اعضا پر ضرب ومار، تخریق الثیاب وغیرہ اور قلب پر یہ ہوتا ہے کہ مغضوب علیہ شخص کے ساتھ کینہ، بغض، حسد، عداوت وغیرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ غضب ایک قوت ہے اور اس کے ساتھ ریاضت ومجاہدہ ضروری ہے، اور اس ریاضت کا خلاصہ یہ ہے کہ قوت غضب کو شریعت اسلامیہ کے بالکل تابع بنا دیا جائے۔ جہاں شریعت اسلامیہ قوت غضبیہ کے استعمال کا حکم کرتی ہے وہاں استعمال کیا جائے اور اس کیفیت سے استعمال کیا جائے جو آں حضرت ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے، اور جہاں منع کرتی ہے وہاں بالکل استعمال نہیں کیا جائے۔ یہی اس کی شرعی اصلاح ہے۔ پس جو شخص غضب کو بالکل مار ڈالنے کی کوشش کرتا ہے وہ بھی گم راہ ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قوت غضب کم زور ہو جانے سے انسان میں بے غیرتی اور بزدلی پیدا ہوتی ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مادہ اس میں باقی نہیں رہتا۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خَيْرُ أُمَّتِي أَحْدَاؤُهَا». أخرجه الطبراني في «المعجم الأوسط»، والبيهقي في «شعب الإيمان».[1] یعنی میری امت میں سے بہترین امت وہ ہیں جو بہت تیز ہیں اور جن کی طبیعت میں تیزی ہے۔ وفي رواية عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْحِدَّةُ تَعْتَرِيْ خِيَارَ أُمَّتِي». أخرجه أبو يعلى والطبراني.[2] امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غضب مذموم اور حدت محمودہ میں فرق یہ ہے کہ اول مستلزم حقد اور کینہ کا ہے بہ خلاف ثانی کے کہ اس سے کینہ پیدا نہیں ہوتا اور غالبا اس کا استعمال دین کے لئے ہوتا ہے۔[3] قال الله تعالى: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ

---

[1] ينظر: إتحاف السادة المتقين «٩: ٤٠٦»، العلمية.

[2] ينظر: المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية للحافظ ابن حجر (ت ٨٥٢ هـ) ومعه إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للحافظ شهاب الدين البوصيري (ت ٨٣٩ هـ) «٧: ٤٣٦»، رقم الحديث: ٩٣٥٥، العلمية، إتحاف الخيرة للبوصيري «٧: ٣٤٨»، رقم الحديث: ٧٠٣٢، دار الوطن للنشر. ترجمہ: تیز مزاجی میری امت کے اچھے لوگوں پر طاری ہوتی ہے۔

[3] دیکھئے: اتحاف السادۃ المتقین۔

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ».[١] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْضَبُ لِلدُّنْيَا فَإِذَا أَغْضَبَهُ الْحَقُّ لَمْ يَعْرِفْهُ أَحَدٌ، لَمْ يَقُمْ لِغَضَبِهِ شَيْءٌ حَتَّى يَنْتَصِرَ لَهُ». رواه الترمذي في «الشمائل المحمدية»، والبخاري ومسلم بنحوه.[٢] یعنی آں حضرت ﷺ کا غضب دنیا کے لئے نہیں تھا جب کبھی حق کے لئے غصہ فرماتے تو اس غصہ کو روکنے والا کوئی نہیں ہوتا سوائے نصرۃ الحق کے۔ وقال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ منكُمْ عَن دينه فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ». [٣]

حقیقت یہی ہے کہ اگر غضب کی قوت انسان میں نہیں ہوتی تو نہ امر بالمعروف عن المنکر مع جمیع اقسام انسان سے ادا ہوتا اور نہ جہاد کے انواع میں سے کوئی نوع خواہ جہاد بالقرآن یا جہاد بالحکومۃ الربانیہ یا جہاد بہ معنی اسلامی قتال یا جہاد مع النفس کوئی بھی عالم وجود میں نہیں آتا۔ نہ زمین میں اقامت حدود اللہ ہوتی، نہ حق کی نصرت اور نہ باطل کی شکست کی کوشش ہوتی۔

تنبیہ: شریعت کے مجوزہ مواضع پر غضب کا استعمال عفت، شجاعت اور عدالت ہے اور نہ کرنا جبن، بزدلی، بے غیرتی اور بے حیائی ہے۔

---

[١] من سورة النور: ٢. ترجمہ: زناکار عورت اور زناکار مرد: پس تم دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تم کو اللہ کے دین کے معاملے میں دونوں پر ترس نہ آئے، اگر تم اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہئے کہ دونوں کی سزا کے وقت مؤمنین کا ایک گروہ حاضر رہے۔

[٢] ينظر: إتحاف السادة المتقين «٩: ٤١٥»، العلمية. ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی خاطر غصہ نہیں کرتے، اگر نصرت حق اسے غصہ دلائی تو (غصہ کی وجہ سے) کوئی آپ کو پہچانتا نہیں اور کوئی چیز بھی آپ کے غصے کو اس وقت تک روک نہ سکتی جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا انتقام نہ لے لیتے۔۔

[٣] من سورة المائدة: ٥٤. ترجمہ: اے وہ لوگو جو (بہ ظاہر) ایمان لائے ہو! جو تم میں سے اپنے دین (اسلام سے) پھر جائے گا تو جلد ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیں گے جن سے اللہ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے حق میں نرم (دل) اور منکرین اسلام کے ساتھ گرم (زباں) ہوں گے، جو اللہ کے راستہ میں لڑیں گے اور ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ فضل الٰہی ہے، اللہ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی گن جائش والے، خوب جاننے والے ہیں۔

اسباب غضب اور اس کی دوا

(اول) کبر، جس کی دوا تواضع اور فروتی ہے۔ **(دوم)** خود پسندی، جس کی دوا اپنے نفس کی معرفت کہ وہ پانی اور کیچڑ سے مخلوق ہے۔ **(سوم)** فخر، اس کی دوا اس بات کو جاننا کہ جملہ بنی آدم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ان میں تفاضل صرف فضائل اور رذائل کے اعتبار سے ہے اور فخر، کبر اور عجب سب سے بڑے رذائل میں سے ہے۔ اگر اس سے تزکیہ نہیں ہوا تو تیری کوئی فضیلت کسی پر نہیں۔ **(چہارم)** مذاق، اس کی دوا دینی امور میں مشغول رہنا۔ **(پنجم)** فضول باتیں۔ **(ششم)** جھگڑا۔ **(ہفتم)** بے کار مباحثہ۔ **(ہشتم)** غدر۔ **(نوہم)** کسی پر عیب لگانا۔ **(دہم)** کسی کو شرم دینا۔ ان سب کی دوا مہمات دین میں مشغول ہو جانا بالخصوص علم دین میں مشغول رہنا۔ **(یازدہم)** حب المال۔ **(دوازدہم)** حب الجاہ۔ یہ دونوں فی الحقیقت ام الخبائث ہیں۔ اگر حب المال اور حب الجاہ سے تزکیہ ہو گیا تو گویا جملہ رذائل سے تزکیہ ہو گیا۔ اس کی دوا قناعت اور دار آخرت کا تصور ہے اور خمول اور گم نامی کو اختیار کرنا اور اس کے فضائل کی احادیث کا مطالعہ کرنا ہے۔

سیز دہم: عصبیت، وطنیت، جنسیت اور حمیت۔ اس کی دوا عدل اور حق کی محبت ہے۔ قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا».[1] وقال الله تعالى: «إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ».[2] عدل اور حق کی محبت اور جور و ناحق سے نفرت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر سالک اس پر عامل ہو گیا تو

---

[1] من سورة النساء: ۱۳۵. ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! آپ لوگ اچھی طرح انصاف کو بہ روئے کار لاؤ، اللہ کی رضا کے لئے گواہی دینے والے بنو۔ گو وہ گواہی اپنی ذات کے یا ماں باپ کے اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ اگر وہ مال دار یا غریب ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں سے زیادہ نزدیک ہیں۔ پس تم خواہش نفس کی پیروی مت کرو کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو یا پہلو تہی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے پوری طرح بہ خبر ہیں۔

[2] من سورة النحل: ۹۰. ترجمہ: اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں انصاف کرنے کا اور (ہر کام اور ہر معاملے کو) اچھا کرنے کا اور اہل قرابت کو دینے کا اور روکتے ہیں نہایت برے کاموں سے اور ناجائز کاموں سے اور ظلم کرنے سے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس لئے نصیحت فرما رہے ہیں تا کہ تم قبول کرو۔

غضب مذموم سے احتراز اور غضب وحدت محمودہ سے تشبث دونوں ہاتھ آگیا، کیوں کہ حق اور عدل کو قائم کرنے کے لئے اور ظلم وناحق کو باطل کرنے کے لئے قوت غضبیہ کا استعمال نہ صرف جائز بل کہ بعض محل میں واجب ہو جاتا ہے۔

چہاردہم: معاملات اور معاشرت کی بے اعتدالیاں زمانہ حال میں اکثر غصہ، غضب اور ان کے متعلقات ان دونوں راہوں سے عمل میں آتے ہیں۔ بیع فروخت، اجارہ، مزارعہ، شرکت، استقراض ودیگر معاملات میں اور باپ بیٹا، بھائی بھائی، شوہر زوجہ، ماں اولاد اور جار جار میں فسادات، جھگڑے، مقدمہ بازی، عداوت، بغض، کینہ اور حسد آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ سالک کو چاہئے یا بالکل عزلت اختیار کرے اور کسی شخص سے مل جل نہ رکھے یا معاملات اور معاشرت میں قوانین شرعیہ کی خوب پابندی کرے۔ نہ اپنے لئے اور نہ اپنے ساتھی کے لئے کسی قسم کی شرعی بے اعتدالی کو روا رکھے یا صرف اپنے لئے قوانین شرعیہ کی پابندی کو ضروری قرار دے اور اپنے ساتھی کی بے اعتدالیوں پر مسامحت اور چشم پوشی سے کام لے۔ البتہ امر بالعروف اور نہی عن المنکر میں مسامحت جائز نہیں۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى». أخرجه البخاري. (١)

تنبیہ: غضب کے جتنے اسباب یہاں اجمالا مذکور ہوئے یہ سب کے سب قوت شہوانیہ کی مختلف کیفیتیں ہیں۔ گویا اصل غضب بھی شہوت ہے اور جملہ مفاسد کا خزانہ شہوت ہی ہے، اس لئے «قرآن کریم» میں وارد ہوا: «وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ» «فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ». (٢)

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْبُيُوعُ | بَابُ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ، رقم الحديث: ٢٠٧٦. ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس شخص پر رحم کرے جو فیاض ہے جب کہ بیچے اور جب کہ خریدے اور جب اپنے حق کا تقاضا کرے۔

(٢) من سورة النازعات: ٤٠-٤١. ترجمہ: اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، پس اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

علاج الغضب المذموم

(غضب مذموم کی دوا)

(ا) یہ تصور کرنا کہ یہ عادت میرے محبوب کے نزدیک مکروہ ہے۔ میں اگر واقعی ان کا طالب ہوں تو مجھ کو اس سے پاک رہنا چاہئے۔ (ب) ان احادیث کی طرف غور کرنا جو غضب کی مذمت کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ قال الله تعالى: «إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا».(١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: «جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: عَلِّمْنِي شَيْئًا، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ، لَعَلِّي أَعِيهِ، قَالَ: «لَا تَغْضَبْ». فَرَدَّدَ ذَلِكَ مِرَارًا، كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: «لَا تَغْضَبْ». أخرجه البخاري والترمذي.(٢) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَاذَا يُبَاعِدُنِي مِنْ غَضَبِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ»؟ قَالَ: «لَا

---

(١) من سورة الفتح: ٢٦. ترجمہ: (یاد کرو) جب ان کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کو جگہ دی، نادانی والی ضد! پس اللہ نے اپنی سکینت نازل فرمائی اپنے رسول پر اور مؤمنین پر اور ان کو تقوی کی بات سے لگائے رکھا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور زیادہ اہل تھے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والے ہیں۔

(٢) ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٦١١٦، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٢٠٢٠. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا: مجھے کچھ سکھائیں لیکن زیادہ نہ بتائیں تاکہ میں اسے یاد رکھ سکوں۔ آپ نے فرمایا: غصہ مت کرو۔ وہ کئی بار یہی سوال دہراتا رہا اور آپ ہر بار کہتے رہے غصہ مت کرو۔

تَغْضَبْ». أخرجه أحمد.[١] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ». أخرجه البخاري ومسلم.[٢]

(ج) غضب مذموم کو غضب محمود سے بدلنے کی کوشش کرنا۔ (د) حلم، کظم، عفو، رفق، مسامحت، احسان اور صبر علی الاذی سے اس کی تداوی کرنا۔(ہ) کظم، حلم، عفو، صبر علی الاذی، مسامحت، رفق اور احسان کے متعلق «قرآن کریم» اور احادیث نبویہ میں جو ترغیبات وارد ہوئی ہیں ان کا مطالعہ کرنا بالخصوص آں حضرت ﷺ کی سیرت پاک کا مطالعہ کرنا۔ قال الله تعالى: «الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».[٣] وقال تعالى: «فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ».[٤] وقال تعالى: «وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا».[٥]قال ابن أبي رباح رحمه الله تعالى: «هَوْنًا» أي حلما كما أخرج

---

[١] مسند أحمد | مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو «١١: ٢١١»، رقم الحديث: ٦٦٣٥. ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مجھے ایسا کام بتائیں جس کی وجہ سے میں اللہ کے غضب سے بچ جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصے سے بچو جو شخص جس قدر اپنے غصے کو قابو میں رکھے گا اسی قدر اللہ کے غضب سے محفوظ رہے گا۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابٌ : الْأَدَبُ بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٦١١٤، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: فَضْلُ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٢٦٠٩. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوی وہ نہیں کہ جو (کشتی میں کسی کو) پچھاڑے بل کہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

[٣] من سورة آل عمران: ١٣٤. ترجمہ: پرہیز گار وہ لوگ ہیں جو خوش حالی اور تنگ حالی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ دبانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتے ہیں۔

[٤] من سورة الأحقاف: ٣٥. ترجمہ: پس آپ صبر کریں جیسا اور بہ ہمت پیغمبروں نے صبر کیا اور ان کے انتقام کے لئے جلدی نہ کریں۔ وہ لوگ جس دن اس (دنیاوی سزا) کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا وہ لوگ (عیش میں) دن کی ایک گھڑی ہی ٹھہرے ہیں۔ یہ پہنچانا ہے، پس نافرمان ہی برباد ہوں گے۔

[٥] من سورة الفرقان: ٦٣. ترجمہ: اور رحمان کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں اور جب نادانوں سے ان کا پالا پڑتا ہے تو کہتے ہیں: سلام لو۔

ابن أبي حاتم عنه، وعن الحسن رحمه الله تعالى «هَوْنًا» أي حلماء متواضعين. أخرجه البيهقي في «الشعب».[١] وقال تعالى: «وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ».[٢] وقال الله تعالى: «وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ». [٣]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: «إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ: الْحِلْمُ، وَالْأَنَاةُ». أخرجه مسلم والترمذي.[٤] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَ اللَّهِ، مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ؛ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ». رواه ابن ماجه، وأحمد بأسناد جيد.[٥] قال المنذري رحمه الله تعالى: رواته محتج بهم في الصحيح.[١] قال الله تعالى:

---

[١] ينظر: إتحاف السادة المتقين «٩: ٤٣٣»، العلمية. ترجمہ: ابن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: «ھونا» یعنی بردباری کے ساتھ، جیسا کہ ابن ابی حاتم نے اس کی سند سے روایت کیا ہے، اور حسن بصری سے مروی ہے کہ «ھونا» یعنی بردباری اور عاجزی کرنے والے۔ امام بیہقی نے اسے «شعب الایمان» میں روایت کیا ہے۔

[٢] من سورة الشورى: ٤٠. ترجمہ: اور برائی (ظلم) کا بدلہ برائی ہے اس کے مانند۔ پس جس نے معاف کیا اور (بہ ہمی تعلقات کو) سنوارا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتے۔

[٣] من سورة النحل: ١٢٦. ترجمہ: اور اگر تم بدلہ لو تو بس اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو یہ بات یقیناً صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔

[٤] ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: الْأَمْرُ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِه، رقم الحديث: ١٧، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي التَّأَنِّي وَالْعَجَلَة، رقم الحديث: ٢٠١١. ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منذر بن عائذ اشج عبد القیس سے فرمایا: تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں؛ بردباری اور غور و فکر کی عادت۔

[٥] سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْحِلْمُ، رقم الحديث: ٤١٨٩، ومسند أحمد «١٠: ٢٧٠»، رقم الحديث: ٦١١٤. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی گھونٹ پینے کا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنا زیادہ نہیں ہے جتنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے غصہ کا گھونٹ پینے کا ہے۔

«خُذ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ.[٢] وقال تعالى: «وَأَن تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ».[٣] وَعَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ». قَالَ: «مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ». أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: «إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ؛ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ. فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ». أخرجه الترمذي وصححه وأخرجه مسلم، وأبو داود، وأحمد، والبيهقي بنحوه. [٤]

---

[١] ينظر: إتحاف السادة المتقين «٩: ٤٣١»، وفيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير «٥: ٥٧٧»، العلمية. ترجمہ: امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے سب راوی صحیحین میں دلیل کے طور پر نقل ہوئے ہیں۔

[٢] من سورة الأعراف: ١٩٩. ترجمہ: آپ درگذر کی عادت بنائیں اور نیک کاموں کا حکم دیں۔

[٣] من سورة البقرة: ٢٣٧. ترجمہ: اور شوہر کا معاف کرنا پرہیز گاری سے قریب تر ہے اور تم باہم احسان کرنا مت بھولو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کاموں کو جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہے ہیں۔

[٤] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، رقم الحديث: ٢٣٢٥، مسند أحمد «٢٩: ٥٦١»، رقم الحديث: ١٨٠٣١. ترجمہ: حضرت ابو البختری سعید طائی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کر رہا ہوں جسے یاد رکھو۔ کسی بندے کے مال میں صدقہ دینے سے کوئی کمی نہیں آتی (یہ پہلی بات ہے)۔ کسی بندے پر کسی قسم کا ظلم ہو اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے (دوسری بات ہے)، اور اگر کوئی شخص پہنے کے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لئے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (یا اسی کے ہم معنی آپ نے کوئی اور کلمہ کہا) (یہ تیسری بات ہے)۔ اور تم لوگوں سے ایک اور حدیث بیان کر رہا ہوں اسے بھی اچھی طرح یاد رکھو: یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال اور علم

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: «يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ». قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: «يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، أَمْلِكْ لِسَانَكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ». قَالَ: ثُمَّ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: «يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، أَلَا أُعَلِّمُكَ سُوَرًا مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الزَّبُورِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ، لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيهَا «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» وَ «قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ» وَ «قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ». قَالَ عُقْبَةُ: فَمَا أَتَتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتُهُنَّ فِيهَا، وَحُقَّ لِي أَنْ لَا أَدَعَهُنَّ، وَقَدْ أَمَرَنِي بِهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَانَ فَرْوَةُ بْنُ مُجَاهِدٍ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ: أَلَا فَرُبَّ مَنْ لَا يَمْلِكُ لِسَانَهُ، أَوْ لَا يَبْكِي عَلَى خَطِيئَتِهِ، وَلَا يَسَعُهُ بَيْتُهُ». رواه أحمد وغيره.[1] وَقَالَ النَّبِيُّ

کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائے گی کا بھی خیال رکھتا ہے۔ ایسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا، لیکن مال و دولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا۔ لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اجر برابر ملے گا، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا، لیکن اسی علم سے محروم رکھا وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور بار گناہ برابر ہو گا۔

[1] ينظر: مسند أحمد «٢٨: ٦٥٤». إسناده حسن. ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! جو تم سے قطعہ رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو، جو تمھیں محروم رکھے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو۔ کہتے ہیں: میں پھر ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! اپنی زبان پر قابو رکھو، اپنے گناہوں پر آنسو بہاؤ اور اپنے گھر کو لازم پکڑو یعنی بلا ضرورت کہیں نہ نکلو۔ کہتے ہیں: پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! کیا ایسی سورتوں کی تعلیم نہ دوں؟ کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئیں، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن کریم (کے بقیہ حصے) میں۔ ہر رات تم ان کی تلاوت ضرور کیا کرو۔ وہ یہ ہیں: «قُلْ هُوَ اللَّهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ». أخرجه البخاري، ومسلم.[١] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ». أخرجه أحمد بسند جيد.[٢] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ». أخرجه مسلم.[٣] والمراد به وطأة الاخلاق، وحسن المعاملة، وكمال المجاملة لأن معنى الرفق هو اللطف، ولين الجانب بالقول والفعل، وأخذ الأمر بأحسن الوجوه وأيسرها. كذا في «الإتحاف»، والأحاديث في هذا الباب كثيرة.[٤]

(و) یہ تصور کرنا کہ مغضوب علیہ پر میری جو قدرت ہے اس سے بہت زیادہ قدرت اللہ تعالی کی مجھ پر ہے۔(ز) یہ تصور کرنا کہ غیظ وغضب بھیڑیا، کتا اور اہل دنیا کی خصلت ہے اور حلم، عفو، رفق، احسان، مسامحت اور صبر علی الاذی انبیاء کرام اور اہل اللہ کے خصال ہیں۔

أَحَدٌ»، «قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ» اور «قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ»۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ہر رات ان کی تلاوت کرتا تھا اور اور اسے ترک نہ کرنا اپنے اوپر ضروری کر لیا تھا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے انھیں پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

[١] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ، رقم الحديث: ٦٠٢٤، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: السَّلَامُ | بَابٌ: النَّهْيُ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ، رقم الحديث: ٢١٦٥. ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

[٢] مسند أحمد «٤٠: ٤٨٨»، رقم الحديث: ٢٤٤٢٧. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان میں نرمی داخل کر دیتا ہے۔

[٣] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: فَضْلُ الرِّفْقِ، رقم الحديث: ٢٥٩٣. ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رفق (یعنی نرمی) کو پسند کرتا ہے اور نرمی اختیار کرنے کی بناء پر وہ اس قدر عطا فرماتا ہے کہ جو سختی یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے عطا نہیں فرماتا۔

[٤] ينظر: إتحاف السادة المتقين «٩: ٤٧٠». ترجمہ: اس سے مراد اخلاق، حسن سلوک اور خوش خلقی اختیار کرنا ہے، کیوں کہ رفق کا معنی ہے نرمی کرنا، قول و فعل میں نرمی اور بہترین اور آسان طریقہ سے کسی کام کرنا۔ «اتحاف» میں ایسا ہی ہے۔ اس باب میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

میں اگر سچا سالک ہوں تو مجھ کو اہل اللہ کا اقتدا کرنا ضروری ہے۔ (ح) «أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ»[١] پڑھنا۔ یہ دوا آں حضرت ﷺ سے «صحیحین» میں مروی ہے۔[٢] «سنن ابوداود» اور «سنن نسائی» میں ہے۔ «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ». [٣]

(ط) اپنی حول و قوت سے بے زار ہو کر اللہ تعالی کی حول و قوت میں چلے جانا۔ «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ»[٤]، «اللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ»[٥] اور «إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَضَبِ وَالْعَدَاوَةِ وَالْحَقْدِ» پڑھتے رہنا۔[٦] (ی) غسل یا وضو کرنا۔ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ». أخرجه أبو داود

---

[١] ترجمہ: اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے۔

[٢] عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِت، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَد رضي الله تعالى عنه قَالَ: «اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ، وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَد احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ». فَقَالُوا: لِلرَّجُلِ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ». (صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابٌ: الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٦١١٥، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: فَضْلُ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٢٦١٠).

[٣] ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے۔ عَنْ مُعَاذ بْنِ جَبَلٍ رضي الله تعالى عنه قَالَ: «اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّ أَنْفَهُ يَتَمَزَّعُ مِنْ شِدَّةِ غَضَبِه، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُهُ مِنَ الْغَضَبِ». فَقَالَ: مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ». قَالَ: فَجَعَلَ مُعَاذٌ يَأْمُرُهُ، فَأَبَى وَمَحِكَ، وَجَعَلَ يَزْدَادُ غَضَبًا». (سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٤٧٨٠).

[٤] ترجمہ: اللہ کی توفیق و مدد کے بغیر گناہ سے بچنے کی طاقت اور کوئی نیکی کرنے کی قوت نہیں۔

[٥] ترجمہ: اے اللہ، میرے دل کو صاف کر۔

[٦] ترجمہ: میں غصہ، دشمنی اور کینہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

وأبو نعيم.[١] (ک) سجدہ میں گر جائے یعنی نماز شروع کر دے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا إِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ تُوقَدُ فِي جَوْفِ ابْنِ آدَمَ، أَلَا تَرَوْنَ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ، وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَالْأَرْضَ الْأَرْضَ». رواه أحمد، والترمذي وحسنه. [٢] (ل) اللہ تعالیٰ سے مراقبہ شروع کر دینا اور دل کو انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ اپنے مولی کے سامنے پیش کر دینا۔

فصل في الحقد

(بغض وکینہ کا بیان)

جب انسان اپنے غضب کے موافق کام کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور وہ اپنے غضب کو ہضم کرنے پر مجبور ہوتا ہے تو وہ غضب باطن میں محبوس ہو کر حقد یعنی بغض وکینہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور یہی بغض وکینہ سینکڑوں مفاسد کی جڑ ہے: (ا) حسد۔ (ب) اس کی بدخواہی اور اس کے مصائب پر خوشی۔ (ج) اس سے ترک موالات وترک تعلقات۔ (د) اس کی تحقیر اور اس سے اعراض۔ (ہ) اس کی غیبت کرنا، اس پر تہمت لگانا، اس پر جھوٹ بولنا اور اس کی پردہ دری کی کوشش۔ (و) اس کے ساتھ استہزا۔ (ز) اس کو ایذا پہوں چانے کی کوشش میں ہمہ تن متوجہ رہنا۔ (ح) اس کے شرعی حقوق مثلاً صلہ رحمی، قضاء دین، حق جار، عیادت مرض وغیرہ ادا کرنے میں سستی کرنا اور یہ سب کے سب حرام ہیں۔

بغض وکینہ بھی دو قسم کا ہے: (اول) محمود یعنی وہ بغض جو اللہ کے لئے ہو مثلاً بدعتی کے ساتھ اس کی بدعت کی وجہ سے، ملحد کے ساتھ اس کے الحاد کی وجہ سے، زندیق کے ساتھ اس کی گم راہی کی وجہ سے اور فاسق کے ساتھ اس کے فسق وفجور کی وجہ سے

---

[١] ينظر: سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ، رقم الحديث: ٤٧٨٤، مسند أحمد «٢٩: ٥٠٥»، رقم الحديث: ١٧٩٨٥، و «٢: ١٣٠»، وحلية الأولياء وطبقات الأصفياء. ترجمہ: حضرت عطیہ بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غصہ شیطان کی طرف سے ہے جب کہ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔

[٢] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ، رقم الحديث: ٢١٩١، ومسند أحمد «١٧: ٢٢٧»، رقم الحديث: ١١١٤٣. ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جان لو! غصہ انسان کے دل میں ایک چنگاری ہے، کیا تم غصہ ہونے والے کی آنکھوں کی سرخی اور اس کی گردن کی رگوں کو پھولتے ہوئے نہیں دیکھتے ہو؟ لہٰذا جس شخص کو غصہ کا احساس ہو وہ زمین سے چپک جائے۔

بغض وکینہ رکھنا نہ صرف جائز بل کہ کمال ایمان کی علامت ہے۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ؛ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ». أخرجه أحمد، وأبو داود.[١] وفي «القرآن الكريم»: «لا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ».[٢] وقال تعالى: «وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ». [٣](دوم)بغض مذموم یعنی ہر وہ بغض وکینہ جو اللہ تعالی کے لئے نہیں، یہ حرام ہے۔

علاج الحقد

(بغض وکینہ کی دوا)

(ا) یہ تصور کرنا کہ یہ خصلت میرے مولی کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ (۲) ان احادیث میں غور کرنا جن میں کینہ وبغض کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ مَثَلًا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: «يَا بُنَيَّ، إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ

---

[١] سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ | بَابٌ: الدَّلِيلُ عَلَى زِيادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِه، رقم الحديث: ٤٦٨١، ومسند أحمد «٢٤: ٣١٦»، رقم الحديث: ١٥٥٤٩. ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کی خاطر بغض رکھا، اللہ کی رضا کی خاطر عطا کیا اور اللہ کے لئے روک لیا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

[٢] من سورة المجادلة: ٢٢. ترجمہ: آپ نہیں دیکھیں گے ان لوگوں کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کرتے ہوں اُن لوگوں سے جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور کنبہ کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنے خاص فیض سے قوی کیا ہے اور وہ ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے، یہ لوگ اللہ کا لشکر ہیں۔ سنتا ہے! بے شک اللہ کا لشکر ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

[٣] من سورة الهود: ١١٣. ترجمہ: اور تم ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ناانصافی کی، کبھی تمہیں دوزخ کی آگ چھولے اور تمہارے لئے اللہ پاک سے نیچے کوئی مددگار نہ ہو، نیز تمہیں (اللہ پاک کی طرف سے بھی) مدد نہ پہنچے۔

وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ». ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا بُنَيَّ، وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ». رواه الترمذي.[١] اس باب میں بے حد احادیث ہیں جن میں سے بعض کا ذکر حسد کے فصل میں آئے گا، باقی کو فصل حرص اور فصل غضب کے علاجوں پر قیاس کر لیا جائے۔

فصل في الحسد

(حسد کا بیان)

امام غزالی و دیگر اکابر امت کی یہ رائے ہے کہ بغض و کینہ کے نتائج میں سے حسد ایک عظیم الشان مرض ہے۔«وهو تمني زوال نعمة الغير» یعنی دوسرے کسی کی نعمت پر ناراض ہونا اور اس کے زوال کی تمنا کرنا۔ حسد دو قسم کا ہے:(اول) محمود یعنی کسی فاسق یا مبتدع ملحد یا کافر کو کوئی نعمت مل گئی اور وہ اس کے ذریعہ لوگوں میں فتنہ، فساد، ظلم، تعدی اور گم راہی پھیلا رہا ہے تو ایسے شخص کی نعمت کے زوال کی تمنا جائز ہے اور بعض حالات میں افضل ترین عبادت ہو جاتی ہے۔«وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ».[٢] (دوم) حسد مذموم یعنی پہلی قسم کے علاوہ سب کے سب مذموم میں داخل ہے اور یہ حرام ہے، کیوں کہ نعمت کا دینے والا اللہ تعالی ہے۔ لہذا اس کے زوال کی تمنا کرنا اللہ تعالی کی قضاو قدر کا مقابلہ ہے اور اللہ تعالی کی تقدیر ارزاق پر اعتراض ہے۔ اس کی تحریم پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں بہت سی دلائل موجود ہیں، لیکن اس کی تحریم میں شدت اور ضعف ضرور ہے۔ مثلا ایک عالم جو اپنے علم کے ذریعہ دن ورات اسلام کی سچی خدمت میں مشغول ہے اس کی اس نعمت علم کے زوال کی تمنا

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: الْأَخْذُ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابُ الْبِدَعِ، رقم الحديث: ٢٦٧٨. ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ صبح و شام تم اس طرح گزارے کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے بھی کھوٹ (بغض، حسد، کینہ وغیرہ) نہ ہو تو ایسا کر لیا کرو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بیٹے! ایسا کرنا میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔

[٢] من سورة يونس: ٨٨. ترجمہ: اور موسیٰ نے دعا کی اے ہمارے رب! بے شک آپ نے فرعون کو اور اس کے حکام کو دنیا کی زندگی میں ٹھاٹھ اور دولتیں عنایت فرمائی ہیں۔ اے ہمارے رب! تاکہ وہ آپ کی راہ سے (لوگوں کو) گم راہ کرتے پھریں! اے ہمارے رب! ان کے اموال غارت فرما دی جئے اور ان کے دل سخت کر دی جئے تاکہ جب تک وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہ لاویں۔

کرنا جس قدر شدید حرام ہے ایک دوکاندار کی تجارت پیشہ کی نعمت کے زوال کی تمنا اس قدر شدید حرام نہیں، کیوں کہ نعمت علم انبیاء کرام علیہم السلام کا میراث ہے، اس کے ساتھ عداوت اور بغض رکھنا یا حسد کرنا فی الحقیقت نعمت نبوت کے ساتھ عداوت اور حسد ہے جو انسان کو درجہ کفر تک پہونچا سکتی ہے۔

وقد أخرج البزار في «مسنده»، والطبَراني في «الأوسط» من حديث أبي بكرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «اغْدُ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا أَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ.[1] قال عطاء بن مسلم رحمه الله تعالى: قال لي مسعر بن كدام: «زِدْتَنَا خَامِسَةً لَمْ تَكُنْ عِنْدَنَا، قَالَ: وَالْخَامِسَةُ أَنْ تُبْغِضَ الْعِلْمَ وَأَهْلَهُ.[2] وقال ابن عبد البر رحمه الله تعالى: «هي معاداة العلماء وبغضُهم، ومن لم يحبهم فقد أبغضهم أو قارب، وفيه الهلاك».[3] وقال الغزالي رحمه الله تعالى: «فانظر الآن كيف حسدك إبليس ففوت عليك ثواب الحب، ثم لم يقنع به حتى بغض إليك أخاك وحملك على الكراهة حتى أثمت، وكيف لا وعساك تحاسد رجلاً من أهل العلم وتحب أن يخطيء في دين الله تعالى وينكشف خطؤه ليفتضح، وتحب أن يخرس لسانه حتى لا يتكلم أو يمرض

---

[1] ينظر: البحر الزخار المسمى مسند البزار «٩: ٩٤»، رقم الحديث: ٣٦٢٦، مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة، والمعجم الأوسط «١: ١٧٨-١٧٩». أورده الهيثمي في «كشف الأستار عن زوائد البزار» «١: ٨٣»، وقال في «مجمع الزوائد» «١: ١٢٢»: رواه الطبراني في الثلاثة والبزار، ورجاله موثوقون. (هامش البحر الزخار). وقال ناصر السنة ناصر الدين الألباني رحمه الله تعالى: ضعيف. (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة «٦: ٣٣٧»). ترجمہ: امام بزار نے اپنی مسند میں اور امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم بنو یا طالب علم بنو یا سامع بنو یا ان سے محبت کرنے والے بنو اور پانچویں نہ بننا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

[2] ينظر: فتح المنان شرح المسند الجامع «٢: ٣٧٦»، دار البشائر الإسلامية، وتخريج أحاديث إحياء علوم الدين «٤: ١٨٤٦»، للعراقي وابن السبكي والزبيدي.

[3] ينظر: تخريج أحاديث إحياء علوم الدين «٤: ١٨٤٦»، فتح المنان شرح المسند الجامع «٢: ٣٧٣» و جامع بيان العلم وفضله «١: ٣٠». ترجمہ: عطاء بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسعر بن کدام نے مجھ سے کہا: تم نے پانچواں اضافہ کیا جو ہمارے پاس نہیں تھا، انھوں نے کہا: اور پانچواں علم اور اس کے لوگوں سے نفرت کرنا ہے۔ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ علماء سے دشمنی اور ان سے بغض رکھنا ہے اور جو ان سے محبت نہیں کرتا اس نے ان سے بغض رکھا یا اس کے قریب ہے اور اسی میں ہلاکت ہے۔

حتى لا يعلم ولا يتعلم، وأي إثم يزيد على ذلك؟ فليتك إذ فاتك اللحاق به ثم اغتممت بسببه سلمت من الإثم وعذاب الآخرة». [١]

اسباب حسد

(ا) عداوت اور بغض۔ جب کسی سے عداوت اور بغض ہو جاتی ہے تو دل میں اس کی نعمت کے زائل ہونے کی تمنا پیدا ہو جاتی ہے۔ (ب) تعزز یعنی کسی دوسرے کا اپنے سے بلند مرتبہ پر فائز ہونے پر رشک کرنا اور چیڑنا۔ (ج) کبر یعنی اپنے کو سب سے سر بلند سمجھنا۔ کفار مکہ کا آں حضرت ﷺ سے حسد من قبیل تعزز اور تکبر تھا اس لئے انہوں نے کہا: «وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ». [٢] (د) تعجب، کفار کو انبیاء کرام علیہم السلام کو نعمت نبوت وحی اور قرب الٰہی ملنے پر تعجب آتا تھا، کیوں کہ وہ بھی ان کی طرح بشر ہوتے تھے اور اس بنا پر حسد کرتے تھے۔ قال الله تعالى: «قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ». [٣] وقال الله تعالى: «وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ». [٤] وقال الله تعالى: «وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا

---

[١] إحياء علوم الدين «٣: ٢٤٣»، العلمية. ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب دیکھو کہ شیطان نے تم سے کیسے حسد کیا اور تم سے محبت کا ثواب نکلوا دیا، پھر بھی اس پر راضی نہ ہوا جب تک کہ تمہارے نزدیک اپنے بھائی کو قابل نفرت نہ کرے اور تمہیں اکساتا ہے اس کو ناپسند کرنے پر تاکہ تم گناہ گار بنو۔ اور کیوں نہیں ہو سکتا ہے کہ تم کسی صاحب علم پر حسد کر بیٹھو اور پسند کرو کہ وہ خدا کے دین بیان کرنے میں غلطی کرے اور اس کی خطا کا پردہ فاش ہو جائے تاکہ وہ رسوا ہو اور تم یہ بھی پسند کرو گے کہ وہ گونگا ہو جائے تاکہ وہ نہ بول سکے یا بیمار ہو جائے تاکہ وہ نہ پڑھا سکے اور پڑھ سکے۔ اس سے بڑھ کر کیا گناہ ہو سکتا؟ کاش کہ اگر تم اس سے ملنے سے محروم رہو اور پھر اس کی وجہ سے غم گین ہو جاؤ تو گناہ اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رہو گے۔

[٢] من سورة الزخرف: ٣١. ترجمہ: اور انھوں نے کہا: کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن دو بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر؟

[٣] من سورة يس: ١٥. ترجمہ: پس انھوں نے کہا: بے شک ہم تمہارے پاس بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: تم ہمیں جیسے انسان ہو اور مہربان اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری، تم جھوٹ بولتے ہو۔

[٤] من سورة المؤمنون: ٣٤. ترجمہ: اور بہ خدا! اگر تم اپنے ہی جیسے ایک انسان کا کہنا مانو گے تب تو تم یقیناً گھاٹے میں رہو گے۔

رَّسُولًا».[١] وقال الله تعالى: «أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ».[٢] (ہ) اس کے کسی مقصد محبوب کے فوت ہو جانے کا خوف مثلاً اپنے مرتبہ سے گھٹ جانے اور مقبولیت کی فنا ہونے کا اندیشہ جیسے دو سوکنوں کے درمیان میں، ایک استاذ کے طلبہ کے آپس میں، ایک پیر صاحب کے مریدوں کے درمیان اور ایسا ہی ایسے واعظوں کے درمیان جن کا مقصد وعظ سے جاہ اور عزت اور لوگوں میں مقبول ہونا ہو اور ایسا ہی دو مفتیوں کے درمیان جن کا مقصد جاہ طلبی اور شہرت حاصل کرنا ہو تو ان مذکورین کے آپس میں جو حسد پیدا ہوتا ہے یہ وہ پانچویں قسم کا حسد ہے (و) حب الریاسۃ وطلب الجاہ۔ مثلاً کوئی شخص اگر کسی فن میں عدیم النظیر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اگر کسی جگہ اس کی نظیر کی موجودگی کی اطلاع پاتا ہے تو حسد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ علماء یہود نے صرف اپنی ریاست کے فوت ہو جانے کے خوف سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا۔ (ز) طبعی بخل۔ بعض ایسے انسان ہیں جو دوسروں کی بھلائی پر بلاوجہ حسد کرتا ہے۔

علاج الحسد

(حسد کی علاج)

(ا) یہ تصور کرنا کہ یہ ایک مہلک قلبی مرض ہے، اس کی دوا ضروری ہے۔ (ب) یہ تصور کرنا کہ یہ میرے اور میرے مولی کے درمیان میں حجاب ہے۔ (ج) یہ فی الحقیقت میرے مولی اور میرے محبوب کی مرضی کے خلاف ہے۔ (د) قلب کی پوری توجہ اللہ تعالی کے ساتھ رکھنا اور اس کی محبت میں ڈوب جانا۔ وفي «الإتحاف»: «**فأما تغيير الطبع ليستوي عنده المؤذي والمحسن ويكون فرحه أو غمه بما تيسر لهما من نعمة أو تنصب عليهما من بلية سواء، فهذا مما لا يطاوع الطبع عليه ما دام ملتفتاً إلى حظوظ الدنيا، إلا أن يصير مستغرقا بحب الله تعالى مثل السكران الواله، فقد ينتهي أمره إلى أن لا يلتفت قلبه إلى تفاصيل أحوال العباد بل ينظر إلى الكل بعين واحدة وهي عين الرحمة،**

---

[١] من سورة الإسراء: ٩٤. ترجمہ: اور جب بھی لوگوں کے پاس ہدایت پہنچی تو ان کو ایمان لانے سے صرف اس بات نے روکا کہ کہنے لگے: کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟!

[٢] من سورة الأعراف: ٦٣. ترجمہ: اور تمہیں اس پر حیرت ہے کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے یاددہانی آئی ہے تم ہی میں سے ایک آدمی کے ذریعہ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم ڈرو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ويرى الكل عباد الله وأفعالهم أفعالا لله ويراهم مسخرين، ولا يتم ذلك إلا بعد الترقي من حضيض المجاز إلى ارتفاع الحقيقة واستكمال المعراج فيرى ما ذكر بالمشاهدة العيانية وتنتفي عنه الكثرة بالكلية ويستغرق بالفردانية المحضة، فلا يبقى فيه متسع لغير الله تعالى .وذلك إن كان فهو كالبرق الخاطف لا يدوم مع العارف ولا يستمر بل تارة تارة، ويرجع القلب بعد ذلك إلى طبعه الذي جبل عليه، ويعود العدو إلى منازعته – أعني الشيطان – فإنه ينازع بالوسوسة فمهما قابل ذلك بكراهته وألزم قلبه هذه الحالة فقد أدى ما كلفه، فإن هذا القدر هو الذي يدخل تحت الاختيار». [1]

(ہ) ان آیات واحادیث کا مطالعہ جن میں حسد کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ مثلا قوله تعالى: «أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا».[2] وقال تعالى: «وَدَّ

---

[1] ينظر: إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم «٩: ٥٢٩–٥٣٠»، العلمية. ترجمہ:«اتحاف» میں فرمایا:پس فطرت کو بدلنا تاکہ اس کے نزدیک نقصان پہنچانے والا اور احسان کرنے والا برابر ہو اور اس کی خوشی یا غم جو ان کے لئے میسر نعمت یا ان پر آنے والی مصیبت ہے برابر ہو جائے۔ یہ وہ چیز ہے جس پر طبیعت عادی نہیں ہوتی جب تک کہ وہ دنیا کے نصیبوں کی طرف توجہ کرتا رہے، مگر جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہو جائے بدحواس شرابی جیسے۔ اس وقت اس کی حالت اس درجہ تک پہنچ گئی کہ اس کا دل بندوں کے حالات کی تفصیلات پر توجہ نہیں دیتا بل کہ وہ سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے یعنی رحمت کی نظر سے۔ وہ سب کو اللہ کے بندے اور ان کے اعمال کو اللہ کے پیدا کردہ دیکھتا ہے اور ان کو تابع دیکھتا ہے۔ یہ مقام مکمل نہیں ہوتا مگر مجاز کی گڑھا سے حقیقت کی بلندی اور عروج کی تکمیل تک چڑھنے سے۔ اس وقت وہ مذکورہ چیزیں مشاہدہ کرتا ہے اور اس سے غیر اللہ کا خیال بالکل غائب ہو جاتا ہے اور خالص انفرادیت میں ڈوب جاتا ہے، اس میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے کوئی گن جائش نہیں رہتی ہے۔ اگر یہ حالت پیدا بھی ہو تو وہ چمکتی بجلی کی طرح ہے، جو عارف کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہتی اور نہ ہی جاری رہتی، بل کہ کبھی کبھی آتی ہے اور اس کے بعد دل اپنی فطرت پر واپس آجاتا ہے جس پر پیدا کیا تھا، اور دشمن شیطان اس سے جھگڑنے شروع کر دیتا ہے، کیوں کہ وہ وسوسوں سے جھگڑتا ہے۔ پس جب نفرت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے اور قلب کو اس صورت حال پر مجبور کرے تو اس نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، کیوں کہ یہ مقدار اختیار کے تحت آتی ہے۔

[2] من سورة النساء: ٥٤. ترجمہ: کیا وہ جلے بھنے ہیں لوگوں پر (بنی اسماعیل پر) اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کو اپنے فضل (نبوت) سے عنایت فرمایا۔ پس (سنو!) ہم نے خاندان ابراہیم کو آسمانی کتابیں اور دانش مندی عطا فرمائی اور ہم نے ان کو بڑی سلطنت عطا فرمائی۔

كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ؛ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا». أخرجه البخاري ومسلم.[2] وَعَنِ الزُّهْرِيِّ رحمه الله تعالى، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ». فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وَضُوئِهِ، قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولَى، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي، فَأَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُئْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَمْضِيَ فَعَلْتَ. قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ الثَّلَاثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَ حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ وَكِدْتُ أَنْ أَحْقِرَ عَمَلَهُ قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، إِنِّي لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ ثَمَّ، وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ». فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلَاثَ مِرَارٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لِأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ فَأَقْتَدِيَ بِهِ، فَلَمْ

---

[1] من سورة البقرة: ١٠٩. ترجمہ: بہت سے اہل کتاب دل سے چاہتے ہیں کہ وہ تم کو مسلمان ہونے کے بعد مرتد کر دیں، بر بنائے حسد جو ان کے دلوں میں ہے، بہ وجود کہ حق ان پر واضح ہو چکا ہے۔ سو عفو و درگذر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

[2] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ، رقم الحديث: ٦٠٦٤، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الظَّنِّ وَالتَّجَسُّسِ وَالتَّنَافُسِ وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا، رقم الحديث: ٢٥٦٣. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بد گمانی سے بچو، اس لئے کہ بد گمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور نہ کسی کے عیوب کی جستجو کرو، نہ ایک دوسرے پر حسد کرو، نہ غیبت کرو اور نہ بغض رکھو، بل کہ اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔

أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ. قَالَ: فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا، وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: هَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ، وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ». أخرجه أحمد بسند صحيح. (١)

---

(١) مسند أحمد «٢٠: ١٣٤»، رقم الحديث: ١٢٦٩٧. ترجمہ: حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے۔ پس ایک انصاری آدمی آئے اور وضو کی وجہ سے ان کی داڑھی سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ اپنے بائیں ہاتھ میں اپنے جوتے لٹکائے ہوئے تھے۔ دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور وہی آدمی اسی پہلے والی کیفیت کے ساتھ آئے۔ پھر جب تیسرا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور وہی شخص اپنی سابقہ حالت میں آئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (گھر جانے کے لئے) کھڑے ہوئے تو سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اس آدمی کے پیچھے چل پڑے اور ان سے کہا: میرا میرے والد سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے ان کے پاس تین دن نہ جانے کی قسم اٹھالی ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟ اگر آپ مجھے اپنے یہاں رہنے کی اجازت دے دیں تو یہ مدت پوری ہو جائے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، تشریف لائیے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ انھوں نے اس آدمی کے ساتھ تین راتیں گزاریں۔ انھوں نے دیکھا کہ وہ رات کو بالکل قیام نہیں کرتے تھے البتہ جب بھی وہ جاگتے اور اپنے بستر پر پہلو بدلتے تو وہ اللہ کا ذکر کرتے اور تکبیر پڑھتے یہاں تک کہ نمازِ فجر کے لئے اٹھتے۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں: اس کے علاوہ میں نے ان سے خیر و بھلائی کی بات سنی، پھر جب تین راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو معمولی سمجھوں، میں نے ان سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے بیچ کوئی غصے والی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی قطعِ تعلقی ہوئی تھی لیکن تین مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے اور پھر تینوں مرتبہ آپ ہی نمودار ہوئے اس لئے میری خواہش ہوئی کہ میں آپ کے پاس ٹھہر کر آپ کا عمل دیکھوں اور پھر اس کی پیروی کروں۔ لیکن میں نے آپ کو بہت زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اس لئے آپ ہی بتائیے کہ کس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں اس طرح کی بات فرمائی؟ انھوں نے جواباً کہا: میں وہی کچھ کرتا ہوں جو آپ نے دیکھا۔ کہتے ہیں: جب میں پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو انھوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو آپ نے دیکھا، اس کے علاوہ یہ بات ہے کہ میرے نفس میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی دھوکہ نہیں ہے اور جس کسی مسلمان کو اللہ نے جو خیر و بھلائی عطا فرمائی ہے میں اس پر اس سے حسد نہیں کرتا۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بس یہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس مقام و مرتبہ پر فائز کر دیا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ: الْحَسَدُ، وَالْبَغْضَاءُ، وَالْبَغْضَاءُ هِيَ: الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ، وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ – أَوْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ – لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذَلِكَ لَكُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ». أخرجه الطيالسي وأحمد والترمذي.[1] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: «سَيُصِيْبُ أُمَّتِي دَاءُ الْأُمَمِ» فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا دَاءُ الْأُمَمِ؟ قَالَ: «الْأَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّكَاثُرُ وَالتَّنَاجُشُ فِي الدُّنْيَا وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ حَتَّى يَكُوْنَ الْبَغْيُ».[2] وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ؛ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ

---

[1] ينظر: مسند أحمد «٣: ٤٣»، رقم الحديث: ١٤٣٠، سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٥١٠، مسند الطيالسي «١: ١٥٩»، رقم الحديث: ١٩٠، دار هجر، والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٢٢: ١٤»، العلمية. ترجمہ: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اندر اگلی امتوں کا ایک مرض گھس آیا ہے اور یہ حسد اور بغض کی بیماری ہے، یہ مونڈنے والی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سر کا بال مونڈنے والی ہے بل کہ دین مونڈنے والی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ جنت میں نہیں داخل ہو گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ اور مؤمن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو اور کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں جس سے تمہارے درمیان محبت قائم ہو؛ تم سلام کو آپس میں پھیلاؤ۔

[2] ينظر: المستدرك على الصحيحين «٥: ٢٣٤»، رقم الحديث: ٧٣٩١، وموسوعة أطراف الحديث النبوي الشريف «٣: ٥٦٨»، العلمية. قال العراقي: رواه الطبراني في «الأوسط» من حديث أبي هريرة بإسناد جيد. (تخريج أحاديث إحياء علوم الدين «٤: ١٨٣٨»). ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عن قریب میری امت کو بھی سابقہ امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔ صحابہ نے کہا: امتوں کی بیماری سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اترانا، تکبر کرنا، مال و دولت کی بہتات، دنیا میں مبالغہ و فریب سے کام لینا، بغض کرنا اور حسد کرنا، جن کے نتیجے میں زیادتی و ظلم ہوتی ہے۔

النَّبيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ؟» قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: «فَأَبْشِرُوا، وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ». أخرجه الشيخان.(١) وعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ فَارِسُ وَالرُّومُ، أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ؟» قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ نَقُولُ كَمَا أَمَرَنَا اللَّهُ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ، تَتَنَافَسُونَ، ثُمَّ تَتَحَاسَدُونَ، ثُمَّ تَتَدَابَرُونَ، ثُمَّ تَتَبَاغَضُونَ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، ثُمَّ تَنْطَلِقُونَ فِي مَسَاكِينِ الْمُهَاجِرِينَ، فَتَجْعَلُونَ بَعْضَهُمْ عَلَى رِقَابِ بَعْضٍ». أخرجه مسلم.(٢) اس باب میں حدیث بہت ہیں۔

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْمَغَازِي | بَابٌ، رقم الحديث: ٤٠١٥، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٦١. ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح کو بحرین کا جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر کے علاء بن حضرمی کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اور ابو عبیدہ مال لے کر واپس آ گئے۔ انصار کو معلوم ہوا تو وہ سب صبح کی نماز کے بعد آں حضرت ﷺ کے سامنے گئے، آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم مال کی خبر سن کر جو ابو عبیدہ لے کر آئے ہیں آئے ہو، سب نے کہا: جی ہاں! صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے مفلس ہو جانے کا ڈر نہیں ہے بل کہ یہ ڈر ہے کہ کہیں تم بھی اگلی امتوں کی طرح خوش حال ہو کر ایک دوسرے پر رشک کرنے لگو اور دنیا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جس طرح اگلی امتوں کو تباہ کر دیا تھا۔

(٢) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٦٢. ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فارس اور روم کے (خزانے) تم پر کھول دیئے جائیں گے تو اس وقت تم کس طرح کے بن جاؤ گے؟ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم وہی بات کہیں گے جو اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیا ہے (یعنی شکر کریں گے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ بھی۔ تم ایک دوسرے سے رشک کرو گے، پھر حسد کرنے لگو گے، پھر ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو گے، پھر آپس میں بغض رکھو گے، یا اسی طرح کچھ کرو گے، پھر تم مہاجرین کے گھروں کی طرف جاؤ گے اور انہیں ایک دوسرے کی گردنوں پر رکھو گے (ایک دوسرے کا حکم بناؤ گے)۔

(ز) یہ تصور کرنا کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا تھا بل کہ وہ تمام نیک بندوں کے ساتھ قیامت تک حسد کرتا رہے گا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر حسد کیا تھا، علماء یہود اور زعماء قریش نے حضرت نبی برحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حسد کیا تھا۔ مجھ کو حضرت آدم، حضرت یوسف، حضرت محمد صلی اللہ علیہم وسلم کا اتباع کرنا چاہئے نہ کہ ان حاسدین کے۔ (ح) جس شخص سے مذموم بغض پیدا ہو گیا اس کے ساتھ اولا نیک سلوک، سلام کلام، ہدیہ تحفہ وغیرہ کا سلسلہ تکلفا جاری کر دیا جائے۔ «قرآن کریم» میں ہے: «وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ».[1] (ط) باقی علاجوں کو فصل حرص وغضب میں تامل کر کے نکالنا چاہئے۔

غبطہ اور منافست

کسی کی نعمت کے زوال کی تمنا کئے بغیر اس کی مثل کی اپنے لئے تمنا کرنے کو غبطہ اور منافست کہتے ہیں۔ منافست کو بھی مجازا حسد کہہ دیتے ہیں اور یہ منافست جائز ہے بل کہ بعض وقت واجب ہو جاتی ہے۔ مثلا شرعی واجبات میں منافست واجب ہے، فضائل میں مندوب، مباح میں مباح اور محرمات میں حرام۔ قال اللہ تعالی: «خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ».[2] وقال تعالی: «سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ».[3] وقال تعالی: «وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ».[4] وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ

---

[1] من سورة فصلت: ٣٤. ترجمہ: آپ برے برتاؤ کو اچھے برتاؤ سے ہٹائیں۔ پس یکایک وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے گویا وہ جگری دوست ہے۔

[2] من سورة المطففين: ٢٦. ترجمہ: اور اس کی مہر مشک کی ہو گی۔ پس چاہئے کہ مقابلہ کرنے والے اس میں مقابلہ کریں۔

[3] من سورة الحديد: ٢١. ترجمہ: ایک دوسرے سے آگے بڑھو اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے بہ قدر ہے، وہ تیار کی گئی ہے اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والوں کے لئے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہیں عنایت فرمائیں اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔

[4] من سورة آل عمران: ١٣٣. ترجمہ: اور لپکو اپنے پروردگار کی مغفرت حاصل کرنے کے لئے اور ایسا باغ حاصل کرنے کے لئے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا». أخرجه البخاري.[١] فعلم من ذلك أن المراد بالحسد المذكور في الحديث هو الغبطة كما هو دأب الامام البخاري رحمه الله حيث يفسر كثيرا من غرائب الحديث في ترجمة الباب. قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى في «الفتح» بعد أن ذكر أن الغبطة في الطاعة محمودة شرعا فمعنى الحديث: لا غبطة أعظم – أو أفضل – من الغبطة في هذين الأمرين.[٢] وَعَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا، فَهُوَ يَعْمَلُ بِهِ فِي مَالِهِ يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا، فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ مَا لِهَذَا، عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ». قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ يُؤْتِهِ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِيهِ يُنْفِقُهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ، وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مَالٌ مِثْلُ هَذَا، عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ». قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَهُمَا فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ». رواه الإمام أحمد، والترمذي وصححه، وابن ماجه، والطبراني، وغيرهم. [٣]

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْعِلْمُ | بَابُ الاغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ، رقم الحديث: ٧٣، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْمَسَاجِدُ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ | بَابٌ: فَضْلُ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ وَيُعَلِّمُهُ، رقم الحديث: ٨١٦. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: رشک (جائز) نہیں مگر دو شخصوں کی عادتوں پر؛ اس شخص کی عادت پر جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس مال پر ان لوگوں کو قدرت دے جو اسے (راہ) حق میں صرف کریں اور اس شخص (کی عادت) پر جس کو اللہ نے علم عنایت کیا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے (انصاف کن) فیصلہ کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس کی تعلیم دیتا ہو۔

[٢] فتح الباري بشرح صحيح البخاري «١: ٢٩٤»، دار طيبة. ترجمہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ حدیث میں حسد سے مراد غبطہ ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ وہ باب کے ترجمہ میں حدیث کی بہت سی غریب باتوں کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے «فتح الباری» میں اطاعت میں غبطہ کرنا شرعاً قابل تعریف ہے یہ بات ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ حدیث کا مفہوم: ان دو چیزوں میں غبطہ کرنے سے بڑھ کر (یا بہتر) کوئی غبطہ نہیں ہے۔

[٣] ينظر: مسند أحمد «٢٩: ٥٥٢»، رقم الحديث: ١٨٠٢٤، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: النِّيَّةُ، رقم الحديث: ٤٢٢٨، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، رقم

فصل: في الكبر والعجب

(بڑائی اور خود پسندی کا بیان)

الكبر اسم لحالة يتخصص بها الإنسان من إعجابه بنفسه وإن يرى نفسه أعظم من غيره .فالكبر يستدعي شيئين: متكبرا عليه، ومتكبرا به، وبه ينفصل الكبر عن العجب، فإن العجب لا يستدعي غير المعجب به بل لو لم يخلق الإنسان إلا وحده تصور أن يكون معجبا، ولا يتصور أن يكون متكبرا إلا أن يكون معه غيره، وهو يرى نفسه فوق ذلك الغير في صفات الكمال، فعند ذلك يكون متكبرا. كذا قال الزبيدي والغزالي.[1] خلاصہ یہ کہ کبر ایک نفسانی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے متکبر اپنے نفس کو پسند کرتا ہے اور دوسروں سے اچھا سمجھتا ہے۔ صرف اپنے کو پسند کرنے کا نام عجب ہے اور اپنے کو پسند کرنا اور دوسروں سے افضل سمجھنا کبر ہے۔ یہ ایک قبیح اور بری

الحديث: ٢٣٢٥، المعجم الأوسط | باب من اسمه عبد الله، رقم الحديث: ٤٥٢٠، المعجم الكبير | باب من اسمه يعيش، رقم الحديث: ١٧٤٩٥، والسنن الكبرى | باب ما روي في قول الناس يوم العيد بعضهم لبعض، رقم الحديث: ٧٣٧٢.

ترجمہ: حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کی مثال چار لوگوں جیسی ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال اور علم عطا کیا تو وہ اپنے علم کے مطابق اپنے مال میں تصرف کرتا ہے اور اس کو حق کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور مال نہ دیا تو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس اس شخص کی طرح مال ہوتا تو میں بھی ایسے ہی کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔ ایک شخص ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا لیکن علم نہیں دیا، وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے اور ناحق خرچ کرتا ہے۔ اور ایک شخص ایسا ہے جس کو اللہ نے نہ علم دیا اور نہ مال، وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس اس آدمی کے جیسا مال ہوتا تو میں اس (تیسرے) شخص کی طرح کرتا یعنی ناحق خرچ کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

[1] إتحاف السادة المتقين مع إحياء علوم الدين «١٠: ٢٧٠-٢٧١». ترجمہ: تکبر ایک ایسی حالت کا نام ہے جس سے انسان خود پسندی اور خود کو دوسروں سے بڑا سمجھنے میں امتیاز حاصل کرتا ہے۔ پس تکبر دو چیزوں کے متقاضی ہے: ایک وہ ہے جس پر تکبر کیا جاتا ہے اور دوسرا جس کے ذریعہ تکبر کرتا ہے، اور اسی سے تکبر خود پسندی سے الگ ہو جاتا ہے، کیوں کہ خود پسندی اپنی تعریف کے علاوہ کسی کا تقاضا نہیں کرتا بل کہ اگر صرف انسان کو پیدا کیا جاتا تب بھی اپنے آپ کو خود پسند تصور کرتا، اور جب تک کہ اس کے ساتھ دوسرے نہ ہوں تکبر کا تصور نہیں کرتا اور جب ان غیروں سے صفات کمالیہ میں اپنے آپ کو بالاتر دیکھتا ہے اس وقت وہ متکبر ہوتا ہے۔

خصلت ہے اور اس سے تزکیہ کرنا فرض ہے۔ وہ اولا دو قسم کا ہے: (اول) باطن یعنی وہ کیفیت نفسانیہ جس کی تفصیل ابھی گزری۔ (دوم) ظاہر یعنی اس کیفیت نفسانیہ کے ثمرہ کے طور پر جو افعال اور حرکات صاحب کبر سے صادر ہوتے ہیں اور وہ اپنے متعلقات کے اعتبار سے متعدد انواع میں منقسم ہے۔ ہم یہاں صرف اہم الانواع کا ذکر کرتے ہیں اور وہ بہ اعتبار متکبر علیہ کے ہے۔ پس جان لو کہ تکبر متکبر علیہ کے اعتبار سے تین قسم کا ہے:(ا) تکبر علی اللہ۔(ب) تکبر علی رسول اللہ ﷺ۔(ج) تکبر علی خلق اللہ- تینوں قسموں کے تکبر حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ اول دونوں قسمیں انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے والی ہیں۔ قسم اول تو انسان کو درجہ فرعونیت عظمی تک پہوں چانے والی ہے جس کا مقر قعر جہنم ہے، کیوں کہ جو شخص حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے آپ کو اللہ تعالی کے بندہ سمجھنے سے شرماتا ہے وہ یقینا درجہ فرعونیت پر فائز ہے، کیوں کہ فرعون نے بھی اپنے آپ کو مولائے حقیقی کے غلام سمجھنے سے شرمایا تھا اور کہا تھا: «وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَل لِّي صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ».[1] وقال أيضا: «فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ».[2]« قرآن کریم» میں اس تکبر کی مذمت کے متعلق بہت سی آیتیں وارد ہیں، یہاں چند آیتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔قال اللہ تعالی: «وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ».[3] وقال اللہ تعالی: «لن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا» «فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا

---

[1] من سورة القصص: ۳۸. ترجمہ: اور فرعون نے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لئے اپنے علاوہ کوئی معبود نہیں جانتا۔ پس اے ہامان! تو میرے لئے اینٹیں پکا اور میرے لئے اونچا محل بنا جس سے میں موسیٰ کے معبود کو جھانکوں، میں یقینا اس کو جھوٹوں میں سے خیال کرتا ہوں۔

[2] من سورة النازعات: ۲٤. ترجمہ: بولا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔

[3] من سورة الغافر: ٦۰. ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عن قریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

وَلَا نَصِيرًا».[١] اسی نوع اول میں ابلیس کا تکبر اور کفار مکہ کا «الرحمن» کے لئے سجدہ کرنے سے تکبر ہے۔ پس جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالی کے بندہ اور غلام سمجھنے سے تو نہیں شرماتا لیکن اس کے کسی خاص حکم کو ماننا اپنے پوزیشن کے خلاف سمجھتا ہے یا خلاف عدل وانصاف سمجھتا ہے وہ گو درجہ فرعونیت پر نہیں، لیکن درجہ ابلیس پر ضرور فائز ہے۔ قال الله تعالى: «فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ» «إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَن يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ».[٢] وقال تعالى: «قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ» «قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ».[٣] وقال تعالى: «وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩».[٤]

قسم دوم: تجبر علی رسول اللہ ﷺ ہے۔ پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ بشر ہے اس لئے آپ کے واجب الاطاعت ہونے میں تردد کرنا یا آپ کی توہین یا تنقیص کرنی یا آپ کی پوری شریعت یا شریعت کے کسی خاص حکم کے ساتھ استخفاف یا استہزا کرنا یا ان علوم اور حقائق جنہیں لے کر آپ آئے ہیں ان کا پڑھنا یا پڑھانا اپنی شان کا ہتک اور پوزیشن کا باعث نقص سمجھنا یا ان حقائق کے قبول یا ان کے انقیاد سے شرمانا (جیسے عشاق علوم مغربیہ سے صادر ہوتے ہیں) اور اپنے کو اور اپنے علوم کو آں حضرت ﷺ

---

[١] من سورة النساء: ١٧٢-١٧٣. ترجمہ: مسیح ہر گز اس بات میں عار محسوس نہیں کرتے کہ وہ اللہ کے بندے ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عار محسوس کرتے ہیں)۔ جو لوگ اللہ کی بندگی میں عار محسوس کرتے ہیں اور (بندگی سے) گھمنڈ کرتے ہیں عن قریب ان سب کو اللہ تعالی اپنے پاس جمع کریں گے، پھر جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک کام کئے ہیں: اللہ تعالی ان کو بھرپور ثواب عنایت فرمائیں گے اور ان کو اپنے فضل وکرم سے زیادہ بھی دیں گے اور رہے وہ لوگ جنہوں نے بندگی کو عار خیال کیا ہے اور تکبر کیا ہے ان کو دردناک سزا دیں گے اور وہ اللہ سے ورے اپنے لئے نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ کوئی مددگار۔

[٢] من سورة الحجر: ٣٠-٣١. ترجمہ: چناں چہ سب فرشتوں نے ایک ساتھ سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

[٣] من سورة ص: ٧٥-٧٦. ترجمہ: فرمایا: اے ابلیس! کس چیز نے تجھ کو روکا سجدہ کرنے سے اس کو جس کو میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ کیا غرور میں آگیا تو یا تو بڑے درجہ والوں میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔

[٤] من سورة الفرقان: ٦٠. ترجمہ: اور جب لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں: رحمان کیا چیز ہے؟ کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کو تم سجدہ کرنے کے لئے کہو؟ اور اس کہنے نے ان کو نفرت میں بڑھایا۔

کے علوم سے اعلی واشرف سمجھنا یا اپنی فہم ودانش کو کلیا یا جزیا آں حضرت ﷺ کی فہم ودانش سے اولی وافضل سمجھنا۔ یہ سب کے سب دوسری قسم تکبر میں داخل ہے اور اس کے اصحاب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ تفصیل تو مطولات میں ہے نالائق یہاں چند آیتوں پر اکتفار کرتا ہے۔ قال اللہ تعالی حاکیا عن الکفرۃ: «وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ».(۱) وقال تعالی: «فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ».(۲) وقال تعالی: «قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ».(۳) وقال تعالی: «وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ».(٤) وقال اللہ تعالی ذاما للمتکبرین: «وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ».(۵) وقال اللہ تعالی: «ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ».(٦)

---

(۱) من سورة الزخرف: ۳۱. ترجمہ: اور انھوں نے کہا: کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن دو بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر؟

(۲) من سورة المؤمنين: ٤٧. ترجمہ: چناں چہ انھوں نے کہا: کیا ہم اپنے ہی جیسے دو انسانوں پر ایمان لے آئیں، حالاں کہ ان کی قوم ہمارے زیر حکم ہے؟

(۳) من سورة إبراهيم: ۱۰. ترجمہ: اُن لوگوں نے کہا: تم نہیں ہو مگر ہم جیسے انسان! تم چاہتے ہو کہ ہمیں اُن معبودوں کی بندگی سے روک دو جن کی بندگی ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں: اچھا تو لاؤ کوئی صریح دلیل۔

(٤) من سورة المؤمنين: ۳٤. ترجمہ: اور بہ خدا! اگر تم اپنے ہی جیسے ایک انسان کا کہنا مانو گے تب تو تم یقینا گھاٹے میں رہو گے۔

(۵) من سورة الأنعام: ۹۳. ترجمہ: اور اس شخص سے بڑا ظالم کون جس نے اللہ کے نام جھوٹ گھڑا، اس نے کہا: میرے پاس وحی آتی ہے حالاں کہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی اور جس نے کہا: میں ابھی اس جیسا کلام اتارتا ہوں جیسا اللہ نے اتارا ہے اور اگر آپ دیکھیں: جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھا رہے ہوں گے (اور اظہار رفیق کے طور پر کہ رہے ہوں گے) اپنی جانیں نکالو! آج تمھیں ان ناحق باتوں کے بدلہ میں ذلت کا عذاب ملے گا، جو تم اللہ کی شان میں کہا کرتے تھے اور تم اللہ کی آیتوں کو ماننے سے گھمنڈ کیا کرتے تھے۔

(٦) من سورة الغافر: ۷٦. ترجمہ: جہنم کے دروازوں میں جا گھسو، سدا اس میں رہنا ہے، سو برا ہے گھمنڈ کرنے والوں کا ٹھکانہ۔

وقال الله تعالى: «وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ».[١] وقال تعالى: «وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ».[٢] قال الإمام الألوسي رحمه الله تعالى في تفسير «الْمُتَكَبِّرِينَ»: الذين جاءتهم آيات الله فكذبوا بها واستكبروا عن قبولها والانقياد لها.[٣] وقال تعالى: «وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ». «لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ».[٤]

قسم سوم: تکبر علی الخلق۔ یہ بھی کبیرہ ہے اگرچہ پہلے دونوں قسموں سے ادنی ہے، کیوں کہ بغیر حکم شرع کے کسی کو حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو اس سے اعلیٰ سمجھنا فی الحقیقت خداوند قدوس کی کبریائی اور عظمت کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے، کیوں کہ انسان جو بھی ہو لیکن مخلوق ضعیف اور مملوک ہے۔ ایک مملوک مالک سے سند فوقیت حاصل کئے بغیر اگر دوسرے سے اپنے آپ کو افضل سمجھنے لگے تو اس کا مآل فی الحقیقت مالک سے جھگڑنا ہوتا ہے، اور ٹھیک ایسا ہی مالک کے حکم کے بغیر کسی دوسرے مملوک کی تحقیر اور تنقیص میں لگ جائے تو اس کا مآل بھی مالک سے منازعت تک مودی ہوتا ہے۔ ہاں مالک کی سند یا حکم کے بعد وہ قباحت باقی نہیں

---

[١] من سورة النمل: ١٤. ترجمہ: اور ظلم و تکبر کی راہ سے ان لوگوں نے معجزات کا انکار کیا، دراں حالے کہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا۔ پس دیکھ کیسا انجام ہوا اُن مفسدوں کا۔

[٢] من سورة الزمر: ٦٠. ترجمہ: اور قیامت کے دن تو دیکھے گا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا: ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں؟

[٣] روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني «٢٤: ١٩»، دار إحياء التراث العربي. ترجمہ: امام الوسی رحمۃ اللہ علیہ نے «متکبرین» کی تفسیر میں فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس خدا کی آیتیں آئیں لیکن انھوں نے ان کا انکار کیا اور ان کو قبول کرنے اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے تکبر کیا۔

[٤] من سورة التوبة: ٦٥-٦٦. ترجمہ: اور اگر آپ ان سے باز پرس کریں تو وہ جھٹ سے کہہ دیں گے کہ ہم تو محض ہنسی، مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ آپ (ان سے) پوچھیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ تم دل لگی کر رہے تھے؟! اب تم عذر نہ کرو یقیناً تم نے کفر (ظاہر) کیا ہے ایمان (ظاہر کرنے) کے بعد، (اس لئے) اگر ہم تمہاری ایک جماعت سے درگزر بھی کر لیں تو ایک جماعت کو ضرور سزا دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔

رہتی۔ جیسے اہل اسلام کا اپنے آپ کو اہل کفر، الحاد اور بدعت سے افضل سمجھنا عموما اور میدان جنگ میں خصوصا۔ «سنن ابو داود» میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: میدان جہاد کی تکبری اللہ تعالی کے نزدیک محبوب ہے۔

ٹھیک ایسا ہی دین دار عالم کا دنیادار یا ملحد یا فاسق کے سامنے تکبری کرنا جملہ علماء کرام کے نزدیک محمود ہے۔ جاء في «دائرة المعارف»: قال العلماء: التكبر على الأغنياء تواضع لأن هذا التكبر هو عزة نفس.[١] وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ». قَالُوا: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: «يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ».[٢] وقال الله تعالى: «سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ».[٣] وقال ابن مسعود رضي الله عنه: «مَنْ خَضَعَ لِغَنِيٍّ وَوَضَعَ لَهُ نَفْسَهُ إِعْظَامًا لَهُ، وَطَمَعًا فِيمَا قِبَلَهُ، ذَهَبَ ثُلُثَا مُرُوءَتِهِ، وَشَطْرُ دِينِهِ».[٤] وقد أخرج أبو الشيخ

---

[١] ينظر: دائرة المعارف الإسلامية «٨: ٤٥»، لبطرس البستاني. دائرة المعارف الإسلامية: قاموس عام لكل فن ومطلب، أول محاولة حديثة في اللغة العربية لإخراج دائرة معارف كبرى، وتكمن أهميتها اليوم في قيمتها التاريخية، وهي من تأليف اللبناني بطرس البستاني، وتقع في ١١ جزءًا، ولا يزيد مجموع صفحاتها عن ٨،٨٠٠ صفحة. وقد صدرت عن دار المعرفة – لبنان. وهي مرتبة حسب الألفبائية لكنها غير كاملة، فهي تقف عند حرف العين. ترجمہ: «دائرہ المعارف» میں آیا ہے کہ علما نے کہا: مال داروں کے سامنے تکبر کرنا عاجزی ہے، کیوں کہ یہ تکبر عزت نفس ہے۔

[٢] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٢٥٤. ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: اپنے نفس کو کیسے ذلیل کرے گا؟ آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو ایسی مصیبت سے دوچار کرے جسے جھیلنے کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔

[٣] من سورة الأعراف: ١٤٦. ترجمہ: ابھی میں اپنی آیتوں سے برگشتہ کروں گا ان لوگوں کو جو زمین میں ناحق کی بڑائی مارتے ہیں۔ اگر وہ ساری نشانیاں دیکھیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر وہ ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس کو نہ اپنائیں اور اگر وہ گم راہی کی راہ دیکھیں تو اس کو اپنالیں۔ یہ بات بایں وجہ ہے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل رہے۔

[٤] ينظر: شعب الإيمان «٧: ٢١٣» رقم الحديث: ٨٢٣٢، نقلا عن هامش كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس «٢: ٢٨٤»، مكتبة العلم الحديث، والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٤١:

الأصبهاني في كتاب «الثواب» له عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ جَلَسَ إِلَى غَنِيٍّ فَتَضَعْضَعَ لَهُ لِدُنْيَا تُصِيْبُهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِه وَدَخَلَ النَّارَ».[١] وأخرج الطَّبَرَانِيُّ عن أنس رضي الله عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «مَنْ أَصْبَحَ حَزِيْنًا عَلَى الدُّنْيَا أَصْبَحَ سَاخِطًا عَلَى رَبِّه، وَمَنْ أَصْبَحَ يَشْكُوْ مُصِيْبَةً نَزَلَتْ به، فَإِنَّمَا يَشْكُوْ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ تَضَعْضَعَ لِغَنِيٍّ لِيَنَالَ مِمَّا فِيْ يَدَيْهِ أَسْخَطَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ، وَمَنْ أُعْطِيَ الْقُرْآنَ وَدَخَلَ النَّارَ أَبْعَدَهُ اللهُ. [٢]

علاج الكبر

(بڑائی کی علاج)

غضب، حرص اور حقد میں جن علاجوں کا ذکر ہوا ان کا اکثر حصہ یہاں بھی کام دے گا۔ خصوصی طور پر بعض علاجوں کا ذکر کیا جاتا ہے:(۱) یہ خیال کرنا کہ میں اللہ تعالی کے راستہ پر چلنے والا (سالک) ہوں مجھ کو ابلیس، فرعون اور کفار مکہ کا اتباع نہیں کرنا چاہئے، بل کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا چاہئے، کیوں کہ اولین کی پیروی جہنم تک پہوں چانے والی ہے اور انبیاء کرام کی پیروی بالخصوص سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

٥٨٧». ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے محض توانگری کی وجہ سے کسی غنی کے سامنے تواضع وانکساری اختیار کی اس کا دو تہائی مروت اور نصف دین ختم ہو گیا۔

[١] ينظر: الترغيب والترهيب «٤: ٤٨»، للمنذري. – هامش الفوائد الموضوعة في الأحاديث الموضوعة، ص ١١٢، للشيخ مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي (ت ١٠٣٣هـ)، دار الوراق للنشر والتوزيع. ترجمہ: ابو الشیخ الاصبہانی نے اپنی کتاب «الثواب» میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی سند سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مال دنیا کے حصول کی غرض سے کسی دولت مند کے پاس آئے اور اس کے آگے خود کو حقارت سے پیش کرے تو اس کا دو تہائی دین ختم ہو جاتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

[٢] المعجم الصغير «١: ٢٥٧»، رقم الحديث: ٦٩٤. ترجمہ: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس دنیا سے غم گین ہوا وہ اپنے رب سے ناراض ہوا، جو اس پر نازل شدہ مصیبت کی شکایت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہے، جو کسی امیر کے سامنے عاجزی کرتا ہے تاکہ اس سے کچھ مال حاصل کر لے اللہ تعالی اس سے ناراض ہوتا ہے اور جس کو قرآن (کا علم) دیا گیا اور وہ جہنم میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) دور کر دے گا۔

پیروی مجھ کو میرے محبوب حقیقی تک پہوں چائے گی۔ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بتاتی ہے کہ اگر قلب انسان کبر اور دیگر جملہ خصائل مذمومہ سے پاک ہو گیا تو اسے محبوب حقیقی کی حضوری بے کیف اس دنیا میں نصیب ہو گی اور آخرت میں وہ محبوب حقیقی کے مہمان خانہ میں پہونچ کر اس کے شرف رؤیت اور دیگر اکرام ونوازش سے مشرف ہو گا۔ (ب) اپنے اصل کی طرف خیال کرنا کہ ایک قطرہ گندہ پانی ہے، بالآخر ایک ناپاک مردار ہونے والا ہے اور درمیان میں کچھ دنوں ایک پیشاب اور پائخانہ کا اٹھانے والا ہے جس کی حقیقت یہ ہو وہ کسی طریقہ سے بڑائی کرنے کے لائق نہیں۔ قال اللہ تعالی: «فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ».[١] وقال تعالی: «قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ» «مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ» «مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ».[٢] وقال تعالی: «إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا».[٣]

(٣) ان آیات اور احادیث کا مطالعہ کرنا جن میں کبر کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ فمنها قوله تعالی: «لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ».[٤] وقوله تعالی: «الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ».[٥] وقوله تعالی: «الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ

---

[١] من سورة الطارق: ٥. ترجمہ: پس چاہئے کہ انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟

[٢] من سورة عبس: ١٧-١٩. ترجمہ: انسان مارا جائیو (یعنی اس کا ناس ہو)، کس قدر ناشکرا ہے۔ کس چیز سے اس کو پیدا کیا ہے؟ منی سے! پس اس کا اندازہ ٹھہرایا۔

[٣] من سورة الإنسان: ٢. ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو ایک مخلوط قطرہ سے پیدا کیا۔ ہم اس (مادہ) کو الٹنے پلٹتے ہیں، پھر ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا۔

[٤] من سورة النحل: ٢٣. ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی جانتے ہیں اس کو بھی جو وہ چھپاتے ہیں اور اس کو بھی جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالی غرور میں مبتلا لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔

[٥] من سورة الأنعام: ٩٣. ترجمہ: آج تمہیں ان ناحق باتوں کے بدلہ میں ذلت کا عذاب ملے گا، جو تم اللہ کی شان میں کہا کرتے تھے اور تم اللہ کی آیتوں کو ماننے سے گھمنڈ کیا کرتے تھے۔

جَبَّارٍ».[١] وقوله تعالى: «وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ».[٢] وقوله تعالى: «وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ».[٣] وقوله تعالى: «قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ».[٤] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله تعالى عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ». قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً .قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ». أخرجه مسلم، وأحمد، والترمذي، وابن ماجه، وابن حبان وغيرهم.[٥] وفي هذا المعنى حديث عبد الله بن سلام رضي الله عنه الذي أخرجه الضياء المقدسي، والطبراني والبيهقى، وحديث ابن عباس رضي الله عنهما الذي أخرجه البزار، وحديث السائب بن يزيد رضي الله عنه الذي أخرجه الطبراني، وحديث عبد الله بن عمرو رضي الله عنه

---

[١] من سورة الغافر: ٣٥. ترجمہ: جولوگ جھگڑے کھڑے کرتے ہیں اللہ کے معجزات میں بغیر کسی ایسی دلیل کے جو ان کے پاس موجود ہو، اللہ تعالیٰ کو (اس کج بحثی سے) بڑی نفرت ہے اور مؤمنین کو بھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور سرکش کے پورے دل پر مہر کر دیتے ہیں۔

[٢] من سورة إبراهيم: ١٥. ترجمہ: اور ان لوگوں نے فیصلہ چاہا اور ہر مغرور دشمن حق ناکام ہوا۔

[٣] من سورة الغافر: ٦٠. ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عن قریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

[٤] من سورة الزمر: ٧٢. ترجمہ: کہا جائے گا: جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، سدا اس میں رہنا ہے۔ پس (جہنم) تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔

[٥] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الْكِبْرِ وَبَيَانُهُ، رقم الحديث: ٩١، سنن أبي داود | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الْكِبْرِ وَبَيَانُهُ، رقم الحديث: ٤٠٩١، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ، رقم الحديث: ١٩٩٩، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْبَرَاءَةُ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّوَاضُعُ، رقم الحديث: ٤١٧٣، مسند أحمد «٦: ٣٣٨»، رقم الحديث: ٣٧٨٩، والتعليقات الحسان على صحيح ابن حبان «١: ٢٩٨» رقم الحديث: ٢٢٤، دار باوزير. ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کم تر سمجھنے کو کہتے ہیں۔

الذي أخرجه أحمد والطبراني، وحديث أبي ريحانة رضي الله عنه الذي أخرجه أحمد وابن سعد والطَبَراني والبيهقي وابن عساكر وغيرهم. [١]

وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي؛ مَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي جَهَنَّمَ». أخرجه مسلم، وأبو داود، وابن ماجه، والإمام أحمد، وابن حبان، والحاكم ولفظه: «قَصَمْتُهُ». [٢] وعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: «مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ أَكَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ». أخرجه أحمد، والبيهقي في «الشعب». [٣] قال العراقي رحمه الله تعالى: إسناده صحيح. وعَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ

---

[١] ينظر: موسوعة أطراف الحديث النبوي الشريف «٧: ٣٧٦». ترجمہ: اسی معنی میں ہیں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے ضیا مقدسی، طبرانی اور بیہقی نے نقل کیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جسے بزار نے نقل کیا ہے، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے طبرانی نے نکالا ہے، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث جسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا اور ابو ریحانہ کی حدیث جسے احمد، ابن سعد، طبرانی، بیہقی، ابن عساکر وغیرہم نے نکالا ہے۔

[٢] ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ :الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الْكِبْرِ، رقم الحديث: ٢٦٢٠، سنن أبي داود | كِتَابٌ: اللِّبَاسُ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ، رقم الحديث: ٤٠٩٠، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْبَرَاءَةُ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّوَاضُعُ، رقم الحديث: ٤١٧٤، مسند أحمد «١٢: ٣٣٧»، الرقم: ٧٣٨٢، تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف «٤: ٤٣٢»، العلمية، المستدرك على الصحيحين «١: ٦١»، صحيح ابن حبان برقم: ٥٦٧٢، ذخيرة الحفاظ المخرج على الحروف والألفاظ وهو ترتيب أحاديث الكامل لابن عدي «٤: ٢٠٤»، لمحمد بن طاهر المقدسي، العلمية. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا پہناوا ہے، جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی مجھ سے کھینچے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔

[٣] ينظر: مسند أحمد «١١: ٥٨٩»، رقم الحديث: ٧٠١٥، وإتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «١٠: ٢٣١»، العلمية. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل آگ میں ڈالیں گے۔

فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ». أخرجه الترمذي وحسنه.[١] وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ، وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ، وَالْمُتَجَبِّرِينَ. وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: مَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ. قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي. وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ، فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ. فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ، وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا». أخرجه البخاري، وأحمد، ومسلم.[٢] وعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ نُوحًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِابْنِهِ: إِنِّي قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ: آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ، وَأَنْهَاكَ عَنِ اثْنَتَيْنِ، آمُرُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِي كِفَّةٍ، وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كِفَّةٍ: رَجَحَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَوْ

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ، رقم الحديث: ٢٠٠٠. ترجمہ: حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان ہمیشہ اپنے آپ کو تکبر (گھمنڈ) کی طرف لے جاتا ہے، یہاں تک کہ ظالموں کی فہرست میں اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے اور اس لئے اسے وہی عذاب لاحق ہوتا ہے جو ظالموں کو لاحق ہوا۔

[٢] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ ق | بَابُ قَوْلِهِ: وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، رقم الحديث: ٤٨٥٠، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْجَنَّةُ وَصِفَةُ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا | بَابٌ: النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ، رقم الحديث :٢٨٤٦، سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي احْتِجَاجِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، رقم الحديث: ٢٥٦١، ومسند أحمد «١٣: ١٥٠»، رقم الحديث: ٧٧١٨. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑا کریں گی۔ دوزخ کہے گی کہ میں متکبر اور ظالم لوگوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہوں اور جنت کہے گی کہ مجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھ میں صرف کم زور اور حقیر لوگ داخل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا رحم کروں گا اور جہنم سے فرمائے گا کہ تو عذاب ہے میں تیرے ذریعہ سے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے بھرنے کی ایک حد مقرر ہے لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس۔ اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل کر سمٹ جائے گا اور اللہ بزرگ و برتر اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دوسری مخلوق پیدا کرے گا۔

أَنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ كُنَّ حَلْقَةً مُبْهَمَةً قَصَمَتْهُنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، فَإِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ، وَبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ، وَأَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ». قَالَ: قُلْتُ – أَوْ قِيلَ –: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الشِّرْكُ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: الْكِبْرُ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا نَعْلَانِ حَسَنَتَانِ لَهُمَا شِرَاكَانِ حَسَنَانِ؟ قَالَ: لَا». قَالَ: هُوَ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا حُلَّةٌ يَلْبَسُهَا؟ قَالَ: «لَا». قَالَ: هُوَ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا دَابَّةٌ يَرْكَبُهَا؟ قَالَ: «لَا». قَالَ: أَفَهُوَ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا أَصْحَابٌ يَجْلِسُونَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: «لَا». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: «سَفَهُ الْحَقِّ، وَغَمْصُ النَّاسِ». أخرجه الإمام أحمد، والبخاري في كتاب «الأدب المفرد»، والحاكم، والطبراني في «الكبير»، وأخرج ابن أبي شيبة في «مصنفه»، وعبد بن حميد في «مسنده»، وابن عساكر، وغيرهم من حديث جابر رضي الله عنه بنحوه، وأخرج أبو يعلى، والبيهقي من حديث عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما بنحوه. [1]

---

[1] ينظر: مسند أحمد «١١: ١٥٠»، رقم الحديث: ٦٥٨٣، الجامع الصحيح مما ليس في الصحيحين «٥: ٢٤٤»، لمقبل بن الهادي الوداعي، مكتبة ابن تيمية، صحيح الأدب المفرد للألباني الرقم: ٥٤٨، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها الرقم: ١٣٤، الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «١: ٢٤٥». قال الشيخ الأرناؤوط رحمه الله تعالى: إسناده صحيح، الصقعب بن زهير روى عنه جمع، ووثقه أبوزرعة، وذكره ابن حبان في «الثقات»، وقال أبو حاتم: شيخ ليس بالمشهور، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين. ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میں تمھیں ایک وصیت کرتا ہوں؛ دو باتوں کا تم کو حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے روکتا ہوں۔ میں تمھیں لا الہ الا اللہ کا حکم دیتا ہوں، کیوں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اگر ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو وہ ان سب پر بھاری ہو جائے گا اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک مبہم حلقہ بن جائیں تو لا الہ الا اللہ ان سب کو توڑ دے گا۔ دوسرا سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی برکت سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے اور میں تمھیں شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! شرک کو تو ہم پہچان گئے، یہ تکبر کیا ہے؟ کیا وہ یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس جوڑا ہو جسے وہ پہنتا ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: کیا وہ یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے دو خوب صورت جوتے ہوں اور ان کے دو خوب صورت تسمے ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے عرض کیا: کیا ہم میں سے کسی کے پاس سواری کا جانور ہو جس پر وہ سوار ہوتا ہو یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: کیا کسی کے دوست احباب اس کے پاس بیٹھتے ہوں تو یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تو پھر تکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: حق بات کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

حدیث شریف سے کبر کی تعریف بھی معلوم ہوگئی یعنی کبر حق کو رد کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ پس حق کو رد کرنے میں تکبر علی اللہ و تکبر علی رسول اللہ داخل ہو گیا اور لوگوں کو حقیر سمجھنے میں تکبر علی الخلق داخل ہو گیا۔ وعَنْ مَعْبَد بْنِ خَالد، قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ». أخرجه البخاري، ومسلم، وأحمد، والطيالسي، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه، وابن حبان، وغيرهم. [1]

فصل: في حب الدنيا سيما حب المال وحب الجاه

(دنیا کی محبت خاص طور پر مال وجاہ کی محبت کا بیان)

اس کتاب میں بار بار گزر چکا کہ یہ حب دنیا جملہ خطیئات کی جڑ ہے اور گزشتہ اصل سابع کو بار بار پڑھنے سے تزکیہ کی حقیقت بھی کھل جائے گی۔ یہ کتاب چوں کہ مختصر ہے اس لئے یہاں صرف ضروری امور پر تنبیہ کی جاتی ہے۔ پس جان لو کہ دنیا سے مراد غیر اللہ ہے، پس ہر وہ حرکات وسکنات، جذبات وعقائد، احوال وملکات اور اعراض وجواہر جو اللہ تعالی کے لئے ہوں وہ دنیا نہیں اور جو اللہ تعالی کے لئے نہیں وہ دنیا ہیں۔ «قرآن کریم» میں دنیا کی تفسیر ان آیات میں ہے۔ «فَأَمَّا مَن طَغَىٰ» «وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا» «فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ» «وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ» «فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

---

[1] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ ن وَالْقَلَمِ | بَابٌ: عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ، رقم الحديث: ٤٩١٨، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْجَنَّةُ وَصِفَةُ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا | بَابٌ: النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ، رقم الحديث: ٢٨٥٣، مسند أحمد «٣١: ٢٧»، رقم الحديث: ١٨٧٢٨، سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٦٠٥، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي حُسْنِ الْخُلُقِ، رقم الحديث: ٤٨٠١، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بابٌ: مَنْ لَا يُؤْبَهُ لَهُ، رقم الحديث: ٤١١٦، السنن الكبرى للنسائي، الرقم: ١٠٢٣٥، والمعجم الكبير، باب حارثة بن وهب الخزاعي، رقم الحديث: ٣١٨٢. ترجمہ: حضرت معبد بن خالد، حضرت حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کیا میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ وہ ہر کم زور اور حقیر ہے۔ اگر اللہ پر کوئی قسم کھالے تو اللہ اس کو پورا کر دے۔ کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ وہ شریر مغرور اور تکبر والے لوگ ہیں۔

الْمَأْوَىٰ».[١] یعنی جس نے شرارت کی اور دنیا کو بہتر سمجھ کر اسے اختیار کیا سو دوزخ ہی ہے اس کا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا ہوا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہوا اپنے نفس کو خواہش سے یعنی نفس کی خواہش پر نہ چلا بل کہ اس کو روک کر احکام الہیہ کے تابع بنایا سو بہشت ہی ہے اس کا ٹھکانا۔

ان آیات سے دین اور دنیا کی صحیح تفسیر معلوم ہوگئی، یعنی نفس کے اپنے ھوی کی اطاعت دنیا ہے اور احکام الہیہ کی اطاعت دین ہے۔ پس ہر انسان پر عموما اور سالک راہ مولی پر خصوصا ضروری ہے کہ وہ نفس کے ساتھ جہاد کرے اور اس کو ہوی کی اطاعت سے نکال کر احکام الہیہ کا مطیع بنائے۔ اسی کا نام تزکیہ ہے۔ قال في «الإتحاف»: «فصارت الدنيا طاعة النفس للهوى».[٢] وقال الإمام الغزالي رحمه الله تعالى: «ومجامع الهوى خمسة أمور، وهي ما جمعه الله تعالى في قوله: «اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ» [الحديد: ٢٠] والأعيان التي تحصل منها هذه الخمسة سبعة يجمعها قوله تعالى: «زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ». [آل عمران: ١٤].[٣]

---

[١] من سورة النازعات: ٣٧-٤١. ترجمہ: پس جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی، پس اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، پس اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

[٢] ينظر: قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد «١: ٤١٠»، أبو طالب المكي. ترجمہ: «اتحاف» میں فرمایا کہ پس دنیا خواہشات نفس کی اطاعت بن گئی۔

[٣] ينظر: موعظة المؤمنين من إحياء علوم الدين، ص ٢١٧، للشيخ جمال الدين القاسمي، دار الكتب العلمية، وإحياء علوم الدين «٣: ٢٧١»، العلمية. ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خواہشات کی مجامع پانچ چیزیں ہیں اور یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جمع کیا ہے: «جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال واولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بتلانا ہے»، اور اعیان جس سے یہ پانچ چیزیں حاصل ہوتی ہیں وہ سات ہیں، جو جمع ہیں اس آیت میں: «لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت خوش نما بنادی گئی یعنی عورتیں، لڑکے، سونے چاندی کے لگے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے، مویشی اور کھیتی۔ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں برتنے کا سامان ہیں اور اچھا ٹھکانہ اللہ کے پاس ہے»۔

پہلی آیت میں ہوا کے مشہور اقساموں کو بیان کیا گیا اور دوسری آیت میں ہوا کے تعلق سات چیزیں بتائی گئیں۔ آپ ان سات کو ایک کر کے ملاحظہ فرمائیے:(ا) شهوة النساء. پس اگر نفس اس ہوی کی اطاعت میں آزاد رہا تو یقینا ہلاک اور برباد ہوا۔ دنیا میں زنا، چوری، غنڈہ گردی، قتل وفساد اور دیگر بد اخلاقیوں میں اور جریان، بواسیر، نامردی وغیرہ امراضوں میں مبتلا ہوا اور آخرت میں دار الفاسقین جہنم میں ٹھکانا لیا۔ اگر اس خواہش کو پورا کرنے میں وہ اللہ تعالی کے احکام کا مطیع اور تابع دار رہا اور نکاح صحیح کے ساتھ اولاد صالح کی غرض سے شہوۃ النساء کو پورا کیا تو وہ شخص پکا دین دار قرار پائے گا اور آخرت میں بھی متقی اور دین داروں کی جگہ جنت میں جگہ پائے گا۔(ب) شهوة الأولاد. یہ خواہش بھی اگر اللہ کے لئے ہو مثلا اگر اس سے مقصود تکثیر جماعۃ المسلمین ہو اور تکثیر افراد الذاکرین للہ ہو تو یہ عین دین ہے اور اگر اس سے عصبیت یا جنسیت کی حمایت مقصود ہو یا اس قسم کا کوئی مقصود ہو تو یہ عین دنیا ہے۔ ٹھیک ایسا ہی اولاد کے نان ونفقہ یا ان کے مستقبل روشن کرنے کی غرض سے اگر انسان مال جمع کرنے میں منہمک ہو کر خدا کو بھول جاتا ہے یا بخل جیسے بد اخلاقی کا شکار ہوتا ہے تو یقینا یہ شخص دنیادار ہے۔

(ج) «وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ».[1] اس مجموعہ کا نام حب المال ہے اور فی الحقیقت یہ اصل دنیا ہے۔ امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دنیا کا دو رکن قرار دیا تھا: اول: حب المال۔ دوم: حب الجاہ۔ لیکن ہمارے زمانہ میں بغیر مال کے جاہ کا پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔ لہذا دنیا کا رکن اعظم حب المال ہی ہے۔ پس اگر کوئی نفس مال کے حاصل کرنے میں احکام الہیہ کے تابع رہا اور اس کے خرچ کرنے میں بھی اللہ تعالی کے قوانین کی پوری پابندی کی تو وہ شخص پکا دین دار ہے، اور اگر حاصل کرنے میں یا خرچ کرنے میں شریعت اسلامیہ سے بالکل آزاد رہا تو وہ پکا دنیادار ہے۔ مال حاصل کرنے میں احکام الہیہ کی پابندی یہ ہے کہ حرام، مکروہ اور مشتبہ طریقوں سے مال حاصل کرنے سے گریز کرے اور تحصیل مال میں منہمک ہو کر کسی فرض یا واجب یا سنت میں کسی قسم نقصان نہ آنے دے۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا

---

[1] ترجمہ: سونے چاندی کے لگے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے، مویشی اور کھیتی۔

صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ». أخرجه البخاري وغيره.[1] یعنی حلال کی تفصیل شریعت میں بالکل صاف اور واضح ہے اور حرام کا بیان بھی بالکل صاف اور واضح ہے اور دونوں کے درمیان میں مشتبہات ہیں جن کی حلت اور حرمت مشتبہ ہے۔ پس جس نے شبہ سے اپنے تئیں کو بچایا اس نے اپنے دین کو پاک وصاف کر لیا۔ مشتبہ کے بہت معانی ہیں: (ا) جہاں ادلہ حرمت وحلت متعارض ہوں جیسے بیع بالوفا۔ (ب) جن میں مجتہدین کا اختلاف ہو۔ (ج) وہ مباح جس کے منجر[2] الی الحرام یا مکروہ ہونے کا اندیشہ ہو۔

مال کے خرچ کرنے میں احکام شریعت کی پابندی یہ ہے: (ا) مال پر جو شرعی حقوق ہیں مثلا: زکاۃ، صدقۃ الفطر، قربانی اور حج ان کو انتہائی خلوص اور محبت الٰہی کے ساتھ ادا کرنا۔ (ب) اپنے نفس کے حقوق اور جملہ اہل وعیال کے حقوق بغیر اسراف وتقتیر کے ادا کرنا، یعنی نان نفقہ، کپڑا، مکان، جملہ ادوات بیوت اور جملہ اشیاء طہارت میں خرچ کرنے میں نہ کمی کرنا اور نہ زیادتی کرنا اور اس کی ترغیب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں انہیں دل میں حاضر کر کے انتہائی اخلاص اور صدق سے خرچ کرنا۔ (ج) بیوہ، یتیم، فقیر، مسکین، اقارب، جار، مہمان اور مسافروں کی حاجتوں کو پورا کرنے میں اپنی حیثیت کے موافق دریا دلی سے خرچ کرنا اور اس کے متعلق جو آیات واحادیث وارد ہوئی ہیں ان کی طرف خیال کر کے پورے اخلاص اور صدق سے ان امور کو بجالانا۔ (د) دین

---

[1] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، رقم الحديث: ٥٢، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْمُسَاقَاةُ | بَابٌ: أَخْذُ الْحَلَالِ، وَتَرْكُ الشُّبُهَاتِ، رقم الحديث: ١٥٩٩. ترجمہ: حضرت عامر روایت کرتے ہے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی ظاہر ہے) اور دونوں کے درمیان میں شبہ کی چیزیں ہیں کہ جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص شبہوں (کی چیزوں) میں مبتلا ہو جائے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ جانور شاہی چراگاہ کے قریب چر رہا ہو جس کے متعلق اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک دن اس کے اندر بھی داخل ہو جائے۔ لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ خبردار ہو جاؤ! کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے۔ سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

[2] منجر: مائل۔

اسلام کی حفاظت اور تبلیغ واشاعت میں پورے خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ اموال کو بے دریغ خرچ کرنا، بل کہ مال جمع کرنے کا اصل مقصود اسی کو سمجھنا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی یہی عادت تھی۔(ہ) جہاں شریعت کی جانب سے مال خرچ کرنے کی اجازت نہیں وہاں خرچ کرنا اسراف ہے، اس سے پرہیز کرنا۔

تنبیہ: مذکورۃ الصدر امور میں بلا تامل مال خرچ کرنے کا نام جود وسخاوت ہے اور خرچ نہ کرنا یا بڑی مشقت سے خرچ کرنے کا نام بخل ہے۔ افضل ترین سخاوت ایثار ہے یعنی اپنے حق پر دوسروں کو مقدم رکھنا، خود بھوکا رہنا اور دوسروں کو کھلانا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہی عادت تھی۔ «قرآن کریم» میں ہے: «وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ».(١) اور سب سے بدترین بخل اپنے نفس پر شدت ضرورت کے بہ وجود خرچ نہ کرنا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: «**اعلم أن السخاء ينقسم إلى درجات، فأرفع درجة السخاء: الإيثار، وهو أن يجود بماله مع الحاجة**».(٢) «**كما أن السخاوة قد تنتهي إلى أن يسخو الإنسان على غيره مع الحاجة، فالبخل قد ينتهي إلى أن يبخل على نفسه مع الحاجة، فكم من بخيل يمسك المال ويمرض فلا يتداوى، ويشتهي الشهوة فلا يمنعه منها إلاّ البخل بالثمن، ولو وجدها مجّانا لأكلها. فهذا بخيل على نفسه**

---

(١) من سورة الحشر: ٩. ترجمہ: اور (مال فئی) ان لوگوں کے لئے ہے جو قرار پکڑے ہوئے ہیں مدینہ میں اور ایمان میں مہاجرین سے پہلے۔۔ محبت کرتے ہیں اس سے جو ہجرت کرکے ان کے پاس آتا ہے اور وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں پاتے اس سے جو مہاجرین دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ ان کا فاقہ ہو، اور جو شخص طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا: وہی لوگ کام یاب ہونے والے ہیں۔

(٢) ينظر: إحياء علوم الدين «٣: ٢٥١»، مكتبه كرياطه فوترا أندونيسيا، موسوعة حكم ومواعظ الإمام الغزالي في إحياء علوم الدين لمحمد الصالح الضاوي، ص ٢١، العلمية، وأخلاق السالك للنجاة من المهالك، ص ٢٤٦، لعلي سعد علي حجازي، العلمية. ترجمہ: جان تو کہ سخاوت کوئی درجات میں منقسم ہے، پس سخاوت کا سب سے بڑا درجہ جان ثاری ہے اور وہ ہے ضرورت کے بہ وجود اپنے مال دوسرے کو عطا کر دینا۔ جس طرح سخاوت درجہ انتہا کو پہنچتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنی ضرورت کے بہ وجود دوسروں پر سخاوت کرتا ہے۔

مع الحاجة؛ وذلك يؤثر على نفسه غيره مع أنّه محتاج إليه. فانظر ما بين الرجلين؟ فإنّ الأخلاق عطايا يضعها الله حيث يشاء، وليس بعد الإيثار درجة في السخاء». [١]

سخی مال کو وسیلہ اور خادم سمجھتا ہے، اس کو مقصود اور محبوب نہیں سمجھتا۔ ہاں اس کی خدمت سے خوش ہو کر کبھی کبھی عارضي طور پر محبت بھی کر لیتا ہے۔ جیسے محبوب کے خادم کے ساتھ انسان کو عارضی محبت ہوتی ہے۔ وعليه قوله تعالى: «يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ به عَلِيمٌ».[٢] وقوله تعالى حاكيا عن سليمان عليه السلام: «فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ».[٣] وقوله تعالى: «وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا».[٤] بہ خلاف بخیل کے کہ وہ مال کو مقصود اور محبوب سمجھتا ہے، بل کہ بالآخر مال اس کے نزدیک اعز المحبوبات ہو جاتا ہے اور مال کے لئے وہ جان کی بازی لگا دیتا ہے۔

---

[١] إحياء علوم الدين «١: ٣٣٥»، دار الأرقم. ترجمہ: اسی طرح بخل اس درجہ کو پہنچتی ہے کہ وہ ضرورت کے بہ وجود اپنے نفس پر بھی بخل کرتا ہے۔ بہت بخیل ایسے ہیں جو مال روکے رکھتا ہے اور بیماری کے بہ وجود دوا کرتا نہیں اور وہ کسی چیز کی خواہش رکھتا ہے تو اس کو اس سے کوئی چیز نہیں روکتی سوائے قیمت کی کنجوسی، حالاں کہ اگر اسے مفت مل جائے تو کھالیتا ہے۔ یہ ضرورت کے ساتھ اپنے آپ پر بخل ہے۔ اور یہ دوسروں کو متاثر کرتا ہے، حالاں کہ اسے اس کی ضرورت ہے۔ یہ شخص حاجت کے بہ وجود اپنی نفس کے بارے بھی بخیل ہے اور وہ شخص محتاج ہونے کے بہ وجود دوسرے کو اپنے اوپر رکھتا ہے۔ دونوں کے درمیان فرق دیکھیں۔ اخلاق وہ تحفہ ہیں جو اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے رکھتا ہے اور ایثار نفس کے بعد سخاوت کا کوئی درجہ نہیں ہوتا۔

[٢] من سورة البقرة: ٢١٥. ترجمہ: لوگ آپ سے پوچھتے ہیں: کیا خرچ کریں؟ بتادیں: جو بھی مال فراواں خرچ کرو تو وہ ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں، غریبوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور تم جو بھی حلال بہت مال (وجوہ خیر میں) خرچ کروگے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہیں۔

[٣] من سورة ص: ٣٢. ترجمہ: پس اس نے کہا: بے شک مجھے گھوڑوں سے محبت اللہ کی یاد کی وجہ سے ہے، یہاں تک کہ وہ اوجھل ہو گئے۔

[٤] من سورة النساء: ٥. ترجمہ: اور تم ناسمجھوں کو اپنے وہ اموال مت دو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے اور ان کو اس مال میں سے کھلاتے (پلاتے) اور پہناتے (اوڑھاتے) رہو اور ان سے بھلی بات کہو۔

الفصل الأول

(فصل اول)

دنیا کو دار القرار سمجھنا، اس کے ساتھ دل لگانا اور اس کو دین پر یا آخرت پر ترجیح دینا اعلی درجہ کی حماقت اور نادانی ہے اور فرعون و نمرود وجملہ دنیاداروں کی پیروی ہے، اور ہمیشہ اس سے بے زار رہنا اور اس سے بے تعلق نکلنے بھاگنے کی کوشش کرنا اعلی درجہ کی دور اندیشی اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت اور اولیاء عظام کا طریقہ ہے۔ قال الله تعالى: «وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ».(١) وقال تعالى: «فَأَمَّا مَن طَغَىٰ» «وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا» «فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ».(٢) وقال تعالى: «فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا» «ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ».(٣) وقال تعالى: «مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ» «أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ».(٤) وقال تعالى: «إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا».(٥) وقال تعالى: «اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي

---

(١) من سورة العنكبوت: ٦٤. ترجمہ: اور دنیا کی یہ زندگی بہلاوا اور تماشا ہی ہے اور بے شک پچھلی دنیا ہی زندگی ہے، اگر کاش لوگ جانتے۔

(٢) من سورة النازعات: ٣٧-٣٩. ترجمہ: پس جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی، پس اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔

(٣) من سورة النجم: ٢٩-٣٠. ترجمہ: پس آپ توجہ ہٹائیں اس سے جو ہماری نصیحت کا خیال نہیں کرتا اور دنیاوی زندگی کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں، اسی (دنیاوی زندگی) تک اس کے فہم کی رسائی ہے۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اس کو جو اللہ کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ خوب جانتا ہے اس کو جو راہ راست پر ہے۔

(٤) من سورة الهود: ١٥-١٦. ترجمہ: جو لوگ دنیاوی زندگانی اور اس کی رونق کے طلب گار ہیں: ہم دنیا میں ان تک ان کے کاموں کا پورا بدلہ پہنچا دیتے ہیں اور وہ دنیا میں کچھ کمی نہیں کئے جاتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں بہ جز آگ کے کچھ نہیں اور جو کچھ انھوں نے دنیا میں بنایا تھا وہ سب برباد ہوا اور وہ جو کچھ کیا کرتے ہیں وہ سب ملیامیٹ ہو گیا۔

(٥) من سورة الانسان: ٢٧. ترجمہ: بے شک یہ لوگ (کفار) دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے ایک بھاری دن (قیامت) کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ».[١] وقال تعالى: «بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا» «وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ».[٢] وقال تعالى: «إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ» «أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ».[٣]

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں: «قرآن کریم» کا اکثر حصہ دنیا کی مذمت اور دنیا سے قلب کو بے تعلق رکھنے اور اللہ تعالی کے ساتھ تعلق کامل اور ربط صحیح پیدا کرنے کی ہدایتوں سے لبریز ہے بل کہ یہی چیز تمام انبیاء کرام کی بعثت کا انتہائی مقصود ہے۔[٤] اس لئے اب ہم اس موضوع کے لئے «قرآن کریم» کے اکثر حصہ کا حوالہ دے کر احادیث نبویہ ﷺ سے معدودے چند کو ذکر کرتے ہیں۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: «أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ». وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ». أخرجه البخاري وغيره.[٥] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه قال: تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ» الآية، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ

---

[١] من سورة الحديد: ٢٠. ترجمہ: جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل، تماشا، زینت، ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال واولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بتلانا ہے، جیسے بارش کا حال کہ اس کا سبزہ کاشت کاروں کو بھلا لگتا ہے، پھر وہ زور پر آتا ہے۔ پس تم اس کو زرد دیکھتے ہو، پھر وہ چورا چورا ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت سزا، اللہ کی بخشش اور خوش نودی ہے اور دنیاوی زندگی بس دھوکہ دینے والا چند روز برتنے کا سامان ہے۔

[٢] من سورة الأعلى: ١٦-١٧. ترجمہ: بل کہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو جب کہ آخرت بہتر اور دیرپا ہے۔

[٣] من سورة يونس: ٧-٨. ترجمہ: جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر مگن ہیں اور اسی میں جی لگائے بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں، یقینا ان کا آخری ٹھکانا دوزخ ہے۔ ان برائیوں کی پاداش میں جو وہ کمایا کرتے تھے۔

[٤] دیکھئے: احیاء علوم الدین «٣:١٩٧»۔

[٥] ينظر: صحيح البخاري | كتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ»، رقم الحديث: ٦٤١٦، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي قِصَرِ الْأَمَلِ، رقم الحديث: ٢٣٣٣. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے میرا مونڈھا پکڑ کر فرمایا: تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو یا راستہ طے کرنے والے ہو۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت کے اوقات سے اپنی مرض کے اوقات کے لئے حصہ لے لے اور اپنی حیات کے وقت سے اپنی موت کے لئے کچھ حصہ لے لے۔

تَعَالَى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ، تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى، وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا، وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ». أخرجه ابن ماجه، والترمذي وحسنه، والحاكم وصححه، وابن حبان في «صحيحه».[١]وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَمَعَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ». رواه ابن ماجه.[٢] وفي الباب عن أنس رضي الله عنه الذي رواه الترمذي والبزار[٣]، وعن عمران بن حصين رضي الله عنهما الذي رواه ابن حبان، والترمذي، وعن ابن عمر رضي الله عنهما الذي رواه الحاكم، والبيهقي. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِلَفْظِ «مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا؛ هَمَّ الْمَعَادِ، كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِي أَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللَّهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهِ

---

[١] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٤٦٦، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْهَمُّ بِالدُّنْيَا، الرقم: ٤١٠٧، مسند أحمد «١٤: ٣٢١»، الرقم: ٨٦٩٦، صحيح الترغيب، الرقم: ٣١٦٦، المستدرك على الصحيحين، الرقم: ٣٦٥٧، والتعليقات الحسان على صحيح ابن حبان «١: ٣٩٤»، الرقم: ٣٩٤، دار باوزير. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "جو شخص آخرت کی کھیتی کرنا چاہتا ہے"، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے یکسو ہو جا، میں تیرا سینہ استغناو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی دور کروں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرا دل مشغولیت سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی دور نہ کروں گا۔

[٢] سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْهَمُّ بِالدُّنْيَا، رقم الحديث: ٤١٠٥. قال المنذري رحمه الله تعالى: رواته ثقات. (ينظر: صحيح الترغيب والترهيب «٣: ٢٣٠»، رقم الحديث: ٣١٦٨، مكتبة المعارف الرياض. ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کو دنیا کی فکر لگی ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملات کو پراگندہ کر دے گا، محتاجی کو اس کی نگاہوں کے سامنے کر دے گا اور اس کو دنیا سے صرف وہی ملے گا جو اس کے حصے میں لکھ دیا گیا ہے، اور جس کا مقصود آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات کو ٹھیک کر دے گا، اس کے دل کو بے نیازی عطا کرے گا اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی ہوئی آئے گی۔

[٣] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٤٦٥، والبحر الزخار المسمى مسند البزار «٤: ٢٢١-٢٢٢»، رقم الحديث: ٦٧٠٤، لأبي بكر أحمد بن عمرو العتكي البزار، مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة.

هَلَكَ». رواه ابن ماجه.[١] وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيْمَهُ الْمَاءَ». أخرجه الطبراني بأسناد حسن، وابن حبان، والحاكم وصححه.[٢] وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا»، وفي رواية: «كَفَافًا». أخرجه البخاري ومسلم.[٣]

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بالسُّوق دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ، وَالنَّاسُ كَنَفَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّت، فَتَنَاوَلَهُ، فَأَخَذَ بِأُذُنِه، ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟ فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ، وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟ قَالُوا: وَاللَّهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا فِيهِ؛ لِأَنَّهُ أَسَكُّ، فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ؟ فَقَالَ: فَوَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ». أخرجه مسلم.[٤]

---

[١] سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْهَمُّ بِالدُّنْيَا، رقم الحديث: ٤١٠٦. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے تمہارے محترم نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اپنے سارے غموں کو آخرت کا غم بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کے غم کے لئے کافی ہے اور جو دنیاوی معاملات کے غموں اور پریشانیوں میں الجھا رہا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔

[٢] ينظر: المستدرك على الصحيحين «٤: ٣٠٩»، مسند أبي يعلى، الرقم: ٦٨٦٥، هامش «المطالب»، الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٣: ٤٩»، العلمية، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية «٧: ٥٦٦»، رقم الحديث: ٩٥٧٥، العلمية. ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے اس طرح روکتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے روکتا ہے۔

[٣] صحيح البخاري | كِتَابٌ :الرِّقَاقُ | بَابٌ: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِه، رقم الحديث: ٦٤٦٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ، رقم الحديث: ١٠٥٥. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! آل محمد کو قوت لایموت دے (یعنی صرف اتنا جس سے ان کا گزر ہو سکے)۔

[٤] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٥٧. ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آرہے تھے کسی عالیہ کی طرف سے (عالیہ وہ گاؤں ہیں جو مدینہ کے باہر بلندی پر واقع ہیں) اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں طرف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھیڑ کا بچہ چھوٹے کان والا مردہ دیکھا، اس کا کان پکڑ کر فرمایا: تم میں سے کون یہ لیتا ہے ایک درہم کے بدلے میں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم ایک درہم سے کم میں بھی اس کو لینا

وفي الباب أحاديث أخرى. وعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله تعالى عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ». أخرجه ابن ماجه، والترمذي وصححه.(١) وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ وَقَالَ: «أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ». قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: «فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ». أخرجه البخاري. مسلم. (٢)

نہیں چاہتے اور ہم اس کو کیا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کہ کان اس کے بہت چھوٹے ہیں پھر مرنے پر اس کو کون لے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! دنیا اللہ جل جلالہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسے یہ تمہارے نزدیک۔

(١) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، رقم الحديث: ٢٣٢٠، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: مَثَلُ الدُّنْيَا، رقم الحديث: ٤١١٠. ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وقعت اگر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْجِزْيَةُ | بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ، رقم الحديث: ٣١٥٨، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٦١. ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے عمرو بن عوف انصاری نے بیان کیا کہ رسالت مآب ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح کو جزیہ لانے کے لئے بحرین روانہ کیا اور آپ ﷺ نے بحرین کے باشندوں سے صلح کر کے ان پر علاء بن حضرمی کو حاکم اعلیٰ مقرر فرما دیا تھا۔ انصار نے جب سن لیا کہ ابو عبیدہ بحرین سے مال لے کر لوٹ آئے ہیں تو انھوں نے ایک دن نماز فجر رسالت مآب ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر جب آپ ﷺ نماز فجر پڑھ کے واپس ہونے لگے تو انصاری آپ ﷺ کے آگے جمع

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَخْشَى عَلَيْكُمُ الْفَقْرَ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمُ التَّكَاثُرَ، وَمَا أَخْشَى عَلَيْكُمُ الْخَطَأَ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمُ الْعَمْدَ». أخرجه أحمد، وابن حبان، والحاكم.(١) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: «إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الدِّيْنَارُ وَالدِّرْهَمُ، وَهُمَا مُهْلِكَاكُمْ. أخرجه البزار بأسناد جيد.(٢) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: «جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا». فَقَالَ رَجُلٌ: أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ، تُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ؟ قَالَ: وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ يَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ، وَقَالَ: «إِنَّ هَذَا السَّائِلَ – وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ – فَقَالَ: إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ، أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ، فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ، ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ

ہو گئے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ مال لائے ہیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ! اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: مسرور ہو جاؤ اور اس امر کی امید رکھو جو تم کو فرحان وشاداں کر دے گی۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہاری ناداری کا اندیشہ نہیں البتہ اس امر کا ڈر لگا ہوا ہے کہ تمہارے لئے دنیا ایسی ہی وسیع کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ وفراخ کر دی گئی تھی اور اس وقت تم جھگڑے کرو گے جیسے کہ پچھلی قوموں نے جھگڑے مچائے تھے اور یہ فراخی وکشادگی تم کو ہلاکت میں ڈال دے گی جس طرح گزشتہ لوگوں کو اس نے ہلاک کر دیا ہے۔

(١) مسند أحمد «١٣: ٤٤٠»، رقم الحديث: ٨٠٧٤، التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان «٥: ١٦٥»، رقم الحديث: ٣٢١٣، المستدرك على الصحيحين «٤: ٦٢٨»، رقم الحديث: ٤٠٢٨، والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٣٨: ١٠٠». ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں تمہارے بارے میں محتاجی سے نہیں ڈرتا لیکن میں تم پر دولت کی کثرت سے سے ڈرتا ہوں اور میں تمہارے بارے میں خطا ہونے سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمہارے بارے جان بوجھ کر غلطی کرنے سے ڈر لگتا ہے۔

(٢) ينظر: البحر الزخار «٥: ٥١»، رقم الحديث: ١٦١٢، وإتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة «٧: ٤٧١»، رقم الحديث: ٧٣٦٦، دار الوطن. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم سے پہلے لوگوں کو دینار اور درہم ہی نے ہلاک کیا ہے اور یہ دو چیزیں تمہیں بھی کر دیں گے۔

هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ». أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذْهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ؛ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». أخرجه البخاري ومسلم. (١)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: «مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». أخرجه البخاري ومسلم.(٢) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، «أَنَّ فَاطِمَةَ نَاوَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ، فَقَالَ: هَذَا أَوَّلُ طَعَامٍ أَكَلَهُ أَبُوكِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ». أخرجه أحمد.(٣) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتَامَى، رقم الحديث: ١٤٦٥، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: تَخَوُّفُ مَا يَخْرُجُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا، رقم الحديث: ١٠٥٢. ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ ایک دن منبر پر بیٹھے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تم لوگوں کے متعلق دنیا کی زیب وزینت سے ڈرتا ہوں کہ اس کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اچھی چیز بری چیز کو لائے گی؟ نبی ﷺ خاموش رہے تو اس شخص سے کہا گیا: کیا بات ہے کہ تو نبی ﷺ سے گفتگو کرتا ہے اور حضور تجھ سے گفتگو نہیں کرتے؟ ہم نے خیال کیا کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے، آپ نے چہرے سے پسینہ پونچھا اور فرمایا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا اس کی تعریف کی اور فرمایا: اچھی چیز بری چیز پیدا نہیں کرتی مگر موسم ربیع میں ایسی گھاس بھی اگتی ہے جو مار ڈالتی ہے یا تکلیف میں مبتلا کر دیتی ہے مگر اس جانور کو جو ہری گھاس چرے یہاں تک کہ جب دونوں کوپیٹ بھر جائیں، تو وہ آفتاب کی طرف رخ کر کے لید اور پیشاب کرے اور چرتا رہے۔ اسی طرح یہ مال سرسبز وشاداب اور میٹھا ہے، کیا ہی بہتر ہے مسلمان کا مال کہ اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافروں کو دیتا ہے یا جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس کو ناحق لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہو گا۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ | بَابٌ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ، رقم الحديث: ٥٤١٦، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٧٠. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے جب سے مدینہ آئے گیہوں کا کھانا آسودہ ہو کر تین دن تک متواتر نہیں کھایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھالیا۔

(٣) مسند أحمد «٢٠: ٤٤٠»، رقم الحديث: ١٣٢٢٣. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ نے نبی ﷺ کے سامنے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارا باپ تین دن بعد کھا رہا ہے۔

عَلَيْه وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ، فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِه، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّه، لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً. فَقَالَ: «مَا لِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا». أخرجه ابن ماجه، والترمذي وصححه، والطبراني، وأخرج نحوه الإمام أحمد، وابن حبان، والبيهقي من حديث ابن عباس رضي الله عنهما.(١) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ». أخرجه مسلم، وأحمد، والترمذي، وابن ماجه.(٢) وفي هذا المعنى أحاديث.(٣) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: «الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللَّه، وَمَا وَالَاهُ، أَوْ عَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا». أخرجه ابن ماجه، والبيهقي، والترمذي.(٤) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ

---

(١) ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٣٧٧، سنن الترمذي | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: مَثَلُ الدُّنْيَا، رقم الحديث: ٤١٠٩، مسند أحمد «٦: ٢٤١»، رقم الحديث: ٣٧٠٩، المعجم الكبير، الرقم: ١١٨٩٨، دلائل النبوة «١: ٣٣٨»، للبيهقي، شعب الإيمان «٧: ٣١١»، والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٣٩: ٢٣٥». ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے، نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کے پہلو پر چٹائی کا نشان پڑ گیا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ کے لئے ایک بچھونا بنا دیں تو بہتر ہو گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا مطلب ہے، میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سوار ہو جو ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لئے بیٹھے، پھر وہاں سے کوچ کر جائے اور درخت کو اسی جگہ چھوڑ دے۔

(٢) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٥٦، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ، رقم الحديث: ٢٣٢٤، مسند أحمد «١٠: ٤٤»، رقم الحديث: ٨٢٨٩، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: مَثَلُ الدُّنْيَا، رقم الحديث: ٤١١٣. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

(٣) ترجمہ: اسی معنی میں بہت احادیث ہیں۔

(٤) سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: مَثَلُ الدُّنْيَا، رقم الحديث: ٤١١٢، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ | بَابٌ مِنْهُ، رقم الحديث: ٢٣٢٢، وشعب الإيمان «٢: ٢٦٥»، رقم الحديث: ١٧٠٨. ترجمہ:

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى». أخرجه أحمد، والبزار، وابن حبان، والبيهقي وغيرهم.[١] قال المنذري رحمه الله تعالى: «رجال أحمد ثقات إلا أن المطلب لم يسمع من أبي موسى رضي الله عنه».[٢] قال الأحوج إلى ربه الكريم، ابن العليم غفر الله له ولوالديه ولمشايخه أجمعين: إذا ثبت كون المطلب ثقة فلا يضر عدم سماعه عندنا مع أن الجمهور من علماء الحديث على أن مجرد إمكان اللقاء كاف في الاتصال كما أثبته الإمام مسلم رحمه الله تعالى في أول «صحيحه». [٣]

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ، وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهُ، وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ». أخرجه الإمام أحمد وغيره بإسناد صحيح.[٤] وعن عمر رضي الله عنه في حديث طويل «قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُوَسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ، فَقَدْ وَسَّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ کی یاد اور اس چیز کے جس کو اللہ پسند کرتا ہے، یا عالم اور متعلم کے۔

[١] ينظر: مسند أحمد «٣٢: ٤٧٢»، رقم الحديث: ١٩٦٩٨، البحر الزخار «٨: ٧١»، رقم الحديث: ٣٠٦٧، صحيح ابن حبان «٢: ٤٨٦»، رقم الحديث: ٧٠٩، السنن الكبرى «٣: ٣٧٠».- هامش «إتحاف الخيرة» «٧: ٣٩٥». ترجمہ: حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا کو پسند کیا اس نے آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت کو پسند کیا تو اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا۔ پس تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔

[٢] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف «٤: ٨٤-٨٥». ترجمہ: امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسند احمد کے روات ثقہ ہیں، سوائے اس کے کہ مطلب نامی راوی نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

[٣] ترجمہ: اپنے رب کریم کے سب سے زیادہ محتاج ابن العلیم، اللہ تعالیٰ اسے، اس کے والدین اور اس کے تمام شیوخ کی بخشش فرمائے، فرماتا ہے کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مطلب ثقہ ہے تو اس کی عدم سماع ہمارے نزدیک مضر نہیں، بہ وجود اس کے کہ جمہور علمائے حدیث کے نزدیک اتصال کے لئے محض امکان ملاقات ہی کافی ہے جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ثابت کیا ہے۔

[٤] ينظر: مسند أحمد «٤٠: ٤٨٠»، رقم الحديث: ٢٤٤١٩، وشعب الإيمان، الرقم: ١٠١٥٤. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور اس (دنیا) کے لئے وہی جمع کرتا ہے جو عقل مند نہیں۔

يَعْبُدُونَهُ، فَاسْتَوَى جَالِسًا فَقَالَ: أَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا». وفي رواية: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا، وَلَنَا الْآخِرَةُ». أخرجه أحمد والبخاري ومسلم.[١] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ «تَلَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ تَعَالَى: «فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ» [الأنعام: ١٢٥]، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ النُّوْرَ إِذَا دَخَلَ الْقَلْبَ انْشَرَحَ وَانْفَسَحَ، قُلْنَا: فَمَا عَلَامَةُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِنَابَةُ إِلَى دَارِ الْخُلُوْدِ، وَالتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ، وَالتَّأَهُّبُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهِ». أخرجه الحاكم، والبيهقي في «الشعب»، وابن مَرْدَوَيْه.[٢] قال السيد الألوسي رحمه الله تعالى:

---

[١] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ الْمُتَحَرَّمِ | بَابٌ: تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ، رقم الحديث: ٤٩١٣، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الطَّلَاقُ | بَابٌ: فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، رقم الحديث: ١٤٧٩، سنن الترمذي | أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ التَّحْرِيمِ، رقم الحديث: ٣٣١٨، ومسند أحمد «١: ٣٤٦»، رقم الحديث: ٢٢٢. ترجمہ: ایک طویل حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ کی امت کو وہ کشادگی و فراوانی دے جو روم وفارس کو دی ہے، جب کہ وہ اس کی عبادت بندگی بھی نہیں کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) آپ جم کر بیٹھ گئے اور کہا: خطاب کے بیٹے! کیا تم ابھی تک اسلام کی حقانیت کے بارے میں شک وشبہہ میں پڑے ہوئے ہو؟ یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں ان کے حصہ کی اچھی چیزیں پہلے ہی دنیا میں دے دی گئی ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت ہو۔

[٢] ينظر: المستدرك على الصحيحين «٥: ٤٤٢»، رقم الحديث: ٧٩٣٣، شعب الإيمان «٧: ٣٥٢»، رقم الحديث: ١٠٥٥٢، الزهد للبيهقي ص ٩٧٢، الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «١٣: ٣٧٤»، والتفسير المسند لابن مَرْدُوْيَه. ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: «پس جس کو اللہ تعالی راور راست دکھانا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں»، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نور ایمان دل میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے۔ ہم نے عرض کیا: اس کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع، دھوکہ کے گھر سے لاتعلقی اور موت کی آمد سے قبل اس کی تیاری۔

الظاهر التعاكس بين الآية والحديث، والجواب أن المراد في الحديث من الشرح والنور: هما الطاريان بعد التمكن، وفي الآية: هما الفطريان. [١]

جہاں اے برادر نماند بکس • دل اندر جہاں آفریں بند وبس [٢]

الفصل الثاني

(فصل دوم)

مال کو محبوب اور مقصود سمجھنا خلاف شرع ہے اور اس کو خادم اور آلہ کار سمجھنا شرع کے موافق ہے۔ انسان فطرۃ اپنے خادم سے زیادہ کام لینا چاہتا ہے اور اس کو چین وآرام لینے نہیں دیتا۔ ٹھیک ایسا ہی مال کو شریعت کے مجوزہ طریقوں سے حاصل کرنا اور اس کو خادم سمجھ کر اس سے بلا تامل کام لینا اور مقدم الذکر مصارف میں اسے بہ سہولت اور بلا تنگی خرچ کرنا شرعاً کمال ہے اور اسی کو اسلامی شریعت جود بالمال اور سخاوت کہتی ہے اور اس کے آخری مرتبہ کا نام ایثار ہے، جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال تھا۔ قال الله تعالى: «هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ» «الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ» «وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ» «أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ».[٣] وقال الله تعالى في معرض المدح: «الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».[٤] وقال تعالى:

---

[١] ترجمہ: سید الوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آیت اور حدیث میں ظاہری تضاد ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں شرح اور نور سے مراد وہ ہے جو تمکن کے بعد طاری ہیں اور آیت میں فطری شرح ونور مراد ہیں۔

[٢] ترجمہ: اے بھائی! دُنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی مرتے ہی سب چھوٹ جاتے ہیں۔ پس دل کو جہاں کے خالق سے باندھ لے۔

[٣] من سورة البقرة: ٢-٥. ترجمہ: جو بن دیکھی چیزوں کو مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو کچھ ہم نے ان کو بہ طور رزق دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں، جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہیں اور آخرت کا بھی ان کو یقین ہے۔ پس یہی لوگ ان کے پروردگار کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

[٤] من سورة آل عمران: ١٣٤. ترجمہ: پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو خوش حالی اور تنگ حالی میں خرچ کرتے ہیں، غصہ دبانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتے ہیں۔

«وَالَّذينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ» «لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ».[١] وقال الله تعالى: «وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا» «إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا» «إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا».[٢] وقال تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ» «تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ».[٣] وقال الله تعالى: «الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ».[٤]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: «إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ». ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا، فَبَدَأَ بِإِحْدَاهُمَا وَثَنَّى بِالْأُخْرَى، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْنَا: يُوحَى إِلَيْهِ. وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرَ، ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّحَضَاءَ، فَقَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا: أَوَخَيْرٌ هُوَ؟ – ثَلَاثًا – إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، وَإِنَّهُ كُلَّمَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ كُلَّمَا أَكَلَتْ، حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْيَتَامَى، وَالْمَسَاكِينِ، وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْآكِلِ الَّذِي

---

[١] من سورة المعارج: ٢٤–٢٥. ترجمہ: اور جن کے مالوں میں سوالی اور غیر سوالی کا مقررہ حق ہے۔

[٢] من سورة الإنسان: ٨–١٠. ترجمہ: اور وہ اللہ کی محبت میں غریب، یتیم اور قیدی کو کھلاتے ہیں۔ ہم تم کو اللہ کی خوش نودی کے لئے کھلاتے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔ ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

[٣] من سورة الصف: ١٠–١١. ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتلاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے؟ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر کچھ سمجھ ہو۔

[٤] من سورة البقرة: ٢٧٤. ترجمہ: جو لوگ اپنے اموال شب و روز چھپا کر اور علانیہ خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا ثواب ہے اور ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غم گین ہوں گے۔

لَا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». أخرجه البخاري ومسلم.[١] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْأَلَةِ، وَسَعْيًا عَلَى أَهْلِه، وَتَعَطُّفًا عَلَى جَارِهِ لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مفاخرا مرائيا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.» أخرجه البيهقي في «شعب الإيمان».[٢] وَعَنْ سَعِيدٍ الطَّائِيِّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ».

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ | بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحديث: ٢٨٤٢، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: تَخَوُّفُ مَا يَخْرُجُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا، رقم الحديث: ١٠٥٢. ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تم پر اپنے بعد صرف ان چیزوں کا خوف کرتا ہوں جو دنیا کی برکتوں میں تمہیں ملیں گی، اس کے بعد آپ ﷺ نے دنیا کی نعمتوں کا ذکر کرنا شروع کیا اور یکے بعد دیگرے بیان کرتے چلے گئے۔ پھر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! کیا خیر یعنی مال سے شر وفساد پیدا ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا۔ ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ سب لوگ اس طرح خاموش تھے، جیسے ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہے جو جنبش سے اڑ جائے۔ کچھ وقفہ کے بعد آپ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے پسینہ پونچھا اور فرمایا: وہ سائل جو ابھی تھا کہاں ہے؟ کیا وہ مال خیر ہے؟ یہی تین مرتبہ فرمایا کہ بے شک خیر برائی پیدا نہیں کرتا، موسم بہار کا سبزہ اگرچہ خوش گوار ہے لیکن کبھی کبھی فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے یا موت کے قریب پہنچا دیتا ہے۔ جو جانور اس سبزہ کو اتنا کھائے کہ جب اس کی کوکھ تن جائے تو دھوپ میں جا پڑے اور وہیں پڑے پڑے جگالی کرے، لید کرے، پیشاب کرے اور پھر اگر چرنا شروع کر دے اس کو ایسا سبزہ ہلاک نہیں کرتا۔ دنیا کا یہ مال ہرا بھرا ضرور ہے لیکن درحقیقت اسی مسلمان کا مال اچھا ہے جو حق کے ساتھ اس کو حاصل کرے اور پھر مجاہدوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو دیتا رہے اور جو شخص ناحق کسی کا مال اڑالے وہ اس بیمار کی طرح ہے جو کتنا ہی کھائے لیکن سیری نہیں ہوتی۔ ایسی دولت اس صاحب مال کے خلاف قیامت کے دن شہادت دے گی۔

[٢] شعب الإيمان «٧: ٢٩٨»، رقم الحديث: ١٠٣٧٥. (هامش مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للإمام محمد التبريزي «٩: ٤٠٠»، العلمية). ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حلال طریقے سے، مانگنے سے بچنے کے لئے، اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے لئے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے دنیا طلب کی تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اس حالت میں کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتا) ہو گا، اور جس شخص نے حلال طریقے سے، مال میں اضافہ کرنے کے لئے، باہم فخر کرنے کے لئے اور ریاکاری کے لئے دنیا طلب کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہو گا۔

قَالَ: «مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ». أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: «إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ؛ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ. فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ. فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ». أخرجه الإمام أحمد، والترمذي وصححه، وابن ماجه. (١)

---

(١) مسند أحمد «٢٩: ٥٥٢»، رقم الحديث: ١٨٠٢٤، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، رقم الحديث: ٢٣٢٥، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: النِّيَّةُ، رقم الحديث: ٤٢٢٨. ترجمہ: حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور میں تم لوگوں سے ایک بات بیان کر رہا ہوں جسے یاد رکھو۔ کسی بندے کے مال میں صدقہ دینے سے کوئی کمی نہیں آتی (یہ پہلی بات ہے)۔ کسی بندے پر کسی قسم کا ظلم ہو اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے (دوسری بات ہے)۔ اگر کوئی شخص پہنے کے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لئے فقر ومحتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (یا اسی کے ہم معنی آپ نے کوئی اور کلمہ کہا) (یہ تیسری بات ہے)۔ تم لوگوں سے ایک اور بات بیان کر رہا ہوں اسے بھی اچھی طرح یاد رکھو: یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے؛ ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال اور علم کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھتا ہے۔ ایسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے۔ ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا لیکن مال ودولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا، لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اجر برابر ملے گا۔ ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال ودولت سے نوازا لیکن اسے علم سے محروم رکھا، وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے۔ اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے، ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے۔ ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال ودولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور بار گناہ برابر ہو گا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا». أخرجه البخاري في «صحيحه».(١) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ؛ رَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ، وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ». أخرجه البخاري.(٢) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ؛ رَجُلٍ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ، فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ». أخرجه البخاري.(٣) وقد مر الفرق بين الحسد والغبطة في فصل الحسد. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْعِلْمُ | بَابُ الِاغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ، رقم الحديث: ٧٣. ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: رشک (جائز) نہیں مگر دو شخصوں کی عادتوں پر؛ اس شخص کی عادت پر جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس مال پر اس کو قدرت دے جو اسے (راہ) حق میں صرف کریں اور اس شخص (کی عادت) پر جس کو اللہ نے علم عنایت کیا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے (بہ انصاف) حکم کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس کی تعلیم دیتا ہو۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: فَضَائِلُ الْقُرْآنِ | بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ، رقم الحديث: ٥٠٢٥. ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص پر رئیس کرنا سوائے دو شخصوں کے جائز نہیں؛ ایک وہ شخص جسے اللہ نے کتاب دی اور وہ اٹھ کر اسے رات کو پڑھتا ہے اور وہ ایک شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ دن رات اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے۔

(٣) صحيح البخاري | كِتَابٌ: فَضَائِلُ الْقُرْآنِ | بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ، رقم الحديث: ٥٠٢٦. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد (رشک) صرف دو شخصوں پر (جائز) ہے؛ ایک اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے اور وہ اسے دن رات پڑھتا ہے اور اس کا پڑوسی اسے سن کر کہتا ہے کہ کاش مجھے بھی اس کی طرح پڑھنا نصیب ہوتا تو میں بھی اسی طرح عمل کرتا۔ دوسرے اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے، پھر کوئی اس پر رشک کرتے ہوئے کہے کہ کاش مجھے بھی یہ مال میسر آتا تو میں بھی اسے اسی طرح صرف کرتا۔

فِيهَا؛ إِلَّا مَا كَانَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ». أخرجه أحمد في «الزهد»، وأبو داود في «المراسيل». وإسناده حسن [١] وفي هذا المعنى حديث أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه بلفظ «إِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِه وَجْهُ اللهِ». أخرجه الطبراني في «المعجم الكبير». [٢]

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ، قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِي، فَقَالَ: «مَنْ هَذَا؟». قُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ، جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، تَعَالَهْ». قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً. فَقَالَ: «إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا، فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ، وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا». قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً، فَقَالَ لِي: «اجْلِسْ هَاهُنَا». قَالَ: فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ، فَقَالَ لِي: «اجْلِسْ هَاهُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ». قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ، فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ، ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ، وَهُوَ يَقُولُ: «وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟». قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ قَالَ: «ذَلِكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ، قَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: نَعَمْ». قَالَ: «قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ». أخرجه البخاري ومسلم.[٣] وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: «بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ

---

[١] ينظر: المراسيل لأبي داود، ص ٣٤٣، رقم الحديث: ٥٠٢، الرسالة، والزهد لأحمد، ص ٢٧، رقم الحديث: ١٥٤، العلمية. ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اور جو کچھ اس میں ہیں سب ملعون ہیں؛ البتہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔

[٢] ينظر: الجامع الصغير للسيوطي «٢: ٢٦٠»، رقم الحديث: ٤٢٨٣. (هامش مرقاة المفاتيح «٣٧٣: ٨»، العلمية، وفيض القدير شرح الجامع الصغير «٣: ٥٥٠»، دار المعرفة). ترجمہ: اسی معنی میں حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس الفاظ کے ساتھ ہے کہ سوائے اس کے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کیا جائے۔ جميع طرق هذا الحديث ضعيف إلا مرسل ابن المنكدر والموقوف عن أبي الدرداء. وهما حسنان. (للزيادة في المعلومات ينظر: الأحاديث الحسان الغرائب في جامع الترمذي «٣: ٦٨٩»، إعداد: عبد الباري بن حماد الأنصاري، كلية الحديث الشريف، الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة).

[٣] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: الْمُكْثِرُونَ هُمُ الْمُقِلُّونَ، رقم الحديث: ٦٤٤٣، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: التَّرْغِيبُ فِي الصَّدَقَةِ، رقم الحديث: ٩٤. ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں باہر نکلا تو

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسِلَاحَكَ، ثُمَّ ائْتِنِي». فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ، ثُمَّ طَأْطَأَهُ، فَقَالَ: «إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلَى جَيْشٍ، فَيُسَلِّمُكَ اللَّهُ وَيُغْنِمُكَ، وَأَزْعَبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ زَعْبَةً صَالِحَةً». قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ، وَلَكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ. فَقَالَ: «يَا عَمْرُو، نِعِمَّا بِالْمَالِ الصَّالِحِ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ». أخرجه الإمام أحمد، والطبراني بإسناد صحيح.(١) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى

دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا کہیں تشریف لے جارہے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں، میں نے خیال کیا کہ شاید آپ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ چلے اس لئے میں چاندنی میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ آپ مڑے تو مجھ کو دیکھ لیا، فرمایا: کون؟ میں نے جواب دیا: ابوذر! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! آؤ، میں آپ کے ساتھ تھوڑی دیر تک چلتا رہا۔ آپ نے فرمایا: زیادہ مال والے قیامت کے دن نیکی کے اعتبار سے مفلس ہوں گے مگر وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اپنے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے اس کو خرچ کیا اور نیک کاموں میں اس مال کو لگایا (تو وہ شخص نیکی کے اعتبار سے بھی مال دار ہو گا)۔ پھر میں آپ کے ساتھ تھوڑی دیر چلا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہیں بیٹھ جاؤ، مجھے ایسے میدان میں بٹھلایا جس کے چاروں طرف پتھر تھے۔ فرمایا کہ جب تک میں نہ لوٹوں اس وقت تک یہیں بیٹھے رہو۔ آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ آپ نے وہاں بہت دیر لگائی پھر میں نے دیکھا کہ آپ واپس تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگرچہ چوری کی ہو، اگرچہ زنا کیا ہو، جب آپ میرے پاس تشریف لے آئے تو میں صبر نہ کر سکا اور پوچھ ہی لیا: یا نبی اللہ! مجھ کو اللہ تعالیٰ آپ پر فدا کرے، آپ اس پتھریلی زمین کی طرف کس سے گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے کسی کو آپ سے بات کرتے ہوئے نہیں سنا، آپ نے فرمایا: وہ جبریل تھے، میرے پاس پتھریلی زمین میں آئے تھے۔ انھوں نے کہا: اپنی امت کو خوش خبری سنادی جئے کہ جو شخص مر گیا اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا: اے جبریل! اگرچہ چوری کی ہو، اگرچہ زنا کیا ہو؟ کہا: ہاں! میں نے کہا: اگرچہ چوری کی ہو، اگرچہ زنا کیا ہو؟ جبریل نے کہا: ہاں، اگرچہ شراب پی ہو۔

(١) مسند أحمد «٢٩: ٢٩٨»، رقم الحديث: ١٧٧٦٣. ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ جنگی لباس پہن کر اور اسلحہ لگا کر آپ کے پاس آؤ۔ چناں چہ میں نے ایسے ہی کیا۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر اٹھا کر دیکھا اور سر جھکا لیا، پھر فرمایا: اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تجھے ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجوں اور اللہ تعالیٰ تجھے غنیمت عطا کرے۔ میں تیرے لئے اچھے مال کی رغبت رکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں مال کی

أَهْلِه يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ». أخرجه البخاري.(١) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله تعالى عنه أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ، إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ». أخرجه البخاري. (٢)

دوسروں کے مفاد ترجیح دینے کا بیان

ایثار یعنی دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھنا۔ جناب آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی اور مکمل تاریخ حیات قربانی، ایثار اور ہم دردی کے مجسم نمونہ ہے۔ «صحیح بخاری» میں ہے کہ آپ جب غار حرا سے پریشان وغم گین واپس ہوئے تو حضرت خدیجہ رضي الله عنها آپ کو ان الفاظ میں تسلی دیتی ہے: «كَلَّا وَاللَّهِ، مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا؛ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ».(٣) یعنی اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ہر گز آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپ بلاشبہ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے چارہ اور درماندوں کی دست گیری فرماتے ہیں، وہ حسن سلوک جو کہیں نہیں ملتا وہ آپ کے ہاں ملتا ہے، آپ مہمان نواز ہیں، ہمیشہ ہر حادثہ میں آپ حق کی حمایت فرماتے ہیں۔ «صحیح بخاری» ہی میں حضرت ابن عباس رضي الله تعالیٰ عنہما کی روایت ہے: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ،

غرض سے اسلام نہیں لایا۔ میں تو صرف دین اسلام کی چاہت رکھتے ہوئے اسلام لایا ہوں تاکہ اللہ کے رسول کا ساتھ نصیب ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! اچھا مال نیک آدمی کے لئے اچھی چیز ہے۔

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ، رقم الحديث: ٥٦. ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے پس وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(٢) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا، یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

(٣) صحيح البخاري | بَابٌ: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ٣.

فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ».(١) یعنی نوع انسان کا سب سے بڑا جواد اور سخی آپ کی ذات بہ برکات تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الجود في الشرع: «إعطاء ما ينبغي لمن ينبغي، وهو أعم من الصدقة».(٢) یعنی جود جس کو لغت میں کرم اور بخشش کہتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ جو جس کے لائق ہو وہ اس کو دینا۔ پس جود صرف مال دینے کا نام نہیں بل کہ اس سے عام ہے۔ اس اعتبار سے جواد مطلق اللہ تعالی کی ذات ہے، کیوں کہ کل کائنات کا وجود آپ کے جود و کرم کا نتیجہ ہے۔ «اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ».(٣) ہماری اور کل مخلوق کی حیات ہمارا اور کل مخلوق کا قوام آپ کے «الْحَيُّ الْقَيُّومُ» ناموں کا ظل اور پرتو ہے۔ ہم ہر لحظہ میں اپنی حیات اور بقا کے لئے اس ابدی منبع حیات اور قوام کی طرف محتاج ہیں اور وہ جواد مطلق ہر ہر لحظہ ہم کو ایک نئی نئی حیات اور بقا بخش رہا ہے۔ «وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ».(٤)

---

(١) صحيح البخاري | بَابٌ: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ٦. ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ جواد (سخی) تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں جب) جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے بہت ہی زیادہ جود و کرم فرماتے۔ جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے۔ غرض نبی کریم ﷺ لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جود و کرم فرمایا کرتے تھے۔

(٢) ينظر: فتح الباري «١: ٦٩»، دار طيبة.

(٣) من سورة البقرة: ٢٥٥. ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید کائنات کو تھامنے والے ہیں۔

(٤) من سورة المائدة: ٦٤. ترجمہ: اور یہود نے کہا: اللہ کا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا ہے! ان کے ہاتھ گردن سے باندھ دیئے گئے اور وہ اپنی بات کی وجہ سے رحمت سے دور کر دیئے گئے، بل کہ ان کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں وہ جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔ اور ضرور بڑھائے گا ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور انکار: وہ قرآن جو آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی طرف سے اتارا گیا ہے اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لئے شمنی

«مسلم شریف» میں ہے کہ اللہ تعالی «سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ» یعنی دائما ابدا بخشش کرنے میں ہے اور «ترمذی شریف» میں ہے کہ حضرت آفتاب رسالت ﷺ کا ارشاد ہے: «إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ، جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ؛ فَنَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ».(١) یعنی اللہ تعالی جواد مطلق ہے اس لئے وہ جود اور بخشش کو پسند کرتا ہے اور کل نوع انسان میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سب سے زیادہ جواد اور سخی ہے، کیوں کہ قبل النبوۃ کا مختصر خاکہ تو حضرت خدیجہ رضي اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی آپ سن چکے۔ جناب ابو طالب صاحب کا «قصید لامیہ»(٢) دیکھنے سے اور کچھ معلوم ہو جائے گا۔ ہم صرف ایک بیت پر اکتفا کرتے ہیں: وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ❊ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ. یعنی آپ سرخی مائل سپید ہیں، آپ کے چہرہ انور کو سامنے لے کر دعا کرنے سے باران رحمت برستی ہے۔ آپ یتیموں کو پناہ دینے والے ہیں، بیوہ عورتوں کے لئے بہ عزت زندگی بسر کرنے کا انتظام کرنے والے ہیں۔(٣) بعد النبوہ کا حال تو ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ اگر آپ بے نظیر قربانی اور ایثار نہ فرماتے تو نہ زمین میں خدا کی عبادت ہوتی اور نہ توحید کا نام

اور انتہائی نفرت ڈال دی ہے۔ وہ جب جب لڑائی کی آگ سلگاتے ہیں اللہ تعالی اس کو بجھا دیتے ہیں اور وہ زمین میں بگاڑ کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بگاڑ پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

(١) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ، رقم الحديث: ٢٧٩٩.

ترجمہ: بے شک اللہ طیب (پاک) ہے اور پاکی (صفائی وستھرائی) کو پسند کرتا ہے، اللہ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند کرتا ہے اور اللہ سخی وفیاض ہے اور جود وسخا کو پسند کرتا ہے؛ پس پاک وصاف رکھو اپنے گھروں کے صحنوں اور گھروں کے سامنے کے میدانوں کو اور یہود سے مشابہت نہ اختیار کرو۔

(٢) قصیدہ لامیہ: جس کے ہر شعر کے آخر میں لام ہے اسے قصیدہ لامیہ کہتے ہیں۔ یہ ابو طالب کا مشہور قصیدہ ہے جسے "مُعَلّقات سبعہ سے زیادہ فصیح وبلیغ اور افضل قرار دیا گیا ہے۔ دیوان ابو طالب میں قصیدہ لامیہ کے اشعار کی تعداد بہ قول ابو بکّان کے ١١١ اور بہ قول ابن حمزہ کے ١١٥ ہیں۔ مورخ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب «السیرۃ النبویہ» میں اس قصیدے کے ٩٤ اشعار کو نقل کیا ہے۔ یہ قصیدہ بہت ساری معتبر کتابوں میں نقل ہوا ہے جس پر متعدد شرحیں بھی لکھی گئی ہیں۔

(٣) دیکھئے: صحيح البخاري | كِتَابُ الِاسْتِسْقَاءِ | بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الِاسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا، رقم الحديث: ١٠٠٩.

لینے والا کوئی ہوتا اور نہ ہم کو اپنے حقیقی محبوب اور اصلی مطلوب کا پتہ ملتا اور نہ حقیقی زندگی کی خبر ملتی اور نہ وہ علوم نبوت جو اللہ تعالی کی راہ پر چلنے والوں کے لئے مشعل ہدایت ہیں ان کا کہیں چرچا ہوتا، نہ مدرسہ ہوتا اور نہ مسجد ہوتی۔

آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین بھی قربانی اور ایثار میں آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ یہاں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مالی ایثار کے متعلق دو چار باتیں ذکر کرتا ہوں۔ حضرات انصار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی ایثار حضرات مہاجرین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ساتھ دواین حدیث میں مشہور ہے۔ «قرآن کریم» میں ہے: «وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ».[1] یعنی شدت حاجت کے بہ وجود حضرات انصار اپنے بھائی مہاجرین کو اپنے اوپر مقدم رکھتے ہیں۔ مدرسہ صفہ کے طالب العلم کو چراغ بجھا کر کھلانا اور خود مع اہل وعیال کے فاقہ کشی کرنا یہ بھی کتب حدیث کا مشہور واقعہ ہے۔ چناں چہ «صحیح بخاری» اور «صحیح مسلم» میں حضرت ابو ہریرہ رضي الله تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: «أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَضُمُّ – أَوْ يُضِيفُ – هَذَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا. فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي. فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا، فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ – أَوْ عَجِبَ – مِنْ فَعَالِكُمَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: «وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ».[2]

---

[1] من سورة الحشر: ٩. ترجمہ: وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں۔

[2] صحيح البخاري | كِتَابٌ: مَنَاقِبُ الْأَنْصَارِ | بَابٌ: وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، رقم الحديث: ٣٧٩٨. ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے، آپ نے ازواج مطہرات کے یہاں آدمی بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج مطہرات نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے: میں کروں گا۔ چناں چہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کرو۔ بیوی نے کہا: گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انھوں نے کہا: جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلالو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں

«طبقات ابن سعد» میں مروی ہے کہ حضرت صدیقہ رضي الله تعالیٰ عنہا کے پاس حضرت معاویہ رضي الله تعالیٰ عنہ کی جانب سے یا حضرت ابن الزبیر رضي الله تعالیٰ عنہ کی جانب سے ایک لاکھ روپے آتے ہیں اور آپ سورج غروب ہونے سے پہلے سب کچھ خیرات کر دیتی ہیں اور افطار کے وقت افطار کے لئے سالن تک نہیں ملتا۔[١] یرموک کی لڑائی میں ایک صحابی جو زخمی ہیں اور پانی کے لئے تڑپ رہے ہیں ان کے سامنے پانی حاضر کیا جاتا ہے تو وہ دوسرے کو اس حالت میں مبتلا دیکھتے ہیں اور اشارہ سے کہتے ہیں کہ اس کو پہلے پلاؤ۔ اس کے پاس لے جاتے ہیں تو تیسرا اسی حالت میں مبتلا دیکھنے میں آتا ہے تو پھر اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ الغرض بالآخر پانی پیئے بغیر سب کے سب جام شہادت پی لیتے ہیں۔[٢] مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام نوع انسان کا سب سے بڑا سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو میرے علم کو پڑھتا ہے اور اس کو پھیلاتا ہے۔[٣] یا اللہ! نالائق کی اس تحریر کو قبول فرما اور اس کو میرے لئے اور تیرے بندوں کے لئے ذریعہ نجات وہدایت فرما۔ آمین یارب العالمین۔

تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا، پھر وہ دکھاتو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انھوں نے اسے بجھا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں، لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزار دی۔ صبح کے وقت جب وہ صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو فرمایا: تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ «وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں»۔

[١] دیکھئے: الطبقات الكبرى «٨: ٦٦-٦٧»، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء «٢: ٤٧»، المستدرك على الصحيحين «٤: ٨»، سير أعلام النبلاء «٢: ١٨٧»، مؤسسة الرسالة، السمط الثمين في مناقب أمهات المؤمنين، ص ١١٦، لأبي جعفر محمد بن جريرالطبري، العلمية، وهامش إمتاع الأسماع بما للنبي صلى الله عليه وسلم من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع «٦: ٤٠»، لأبي العباس تقي الدين المقريزي، العلمية.

[٢] دیکھئے: البداية والنهاية «٧: ١٢»، لابن كثير، العلمية.

[٣] دیکھئے: مسند أبي يعلى: ٢٧٨٢، ضعيف الجامع الصغير وزيادته: ٢١٦١، فيض القدير «٣: ١٣٤»، وشعب الإيمان: ١٧٦٧. (الموسوعة الكبرى).

الفصل الثالث

(فصل سوم)

مال کو مقصود اور محبوب سمجھنا اور اس کو خرچ نہ کرنا یا خرچ کرنے میں تنگ دلی سے کام لینا بخل ہے، یہ خبیث اور مہلک مرض ہے۔ سالک راہ مولی پر ضروری ہے کہ وہ اپنے قلب کو اس سے پاک کرنے کے لئے پوری کوشش عمل میں لائے، کیوں کہ اس کے مولی اور محبوب جواد اور سخی ہے، جود اور سخا کو محبت کرتا ہے اور بخل سے نفرت کرتا ہے۔ جیسا کہ «ترمذی شریف» کی حدیث میں گزرا۔ قال الله تعالى: «وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا».(١) وقال تعالى: «وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ».(٢) وقال تعالى: «الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا». (٣)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا». أخرجه البخاري ومسلم.(٤) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ،

---

(١) من سورة النساء: ١٢٨. ترجمہ: اور دنیاوی مفادات کا نفوس کے ساتھ اقتران ہے۔ اگر تم (آئندہ) اچھا برتاؤ کرو اور اللہ سے ڈرو اور ظلم وستم نہ کرو تو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے اعمال سے پوری طرح بہ خبر ہیں۔

(٢) من سورة آل عمران: ١٨٠. ترجمہ: اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں اس مال میں جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے کہ وہ بخیلی ان کے حق میں بہتر ہے، بل کہ وہ بخیلی ان کے حق میں بری ہے۔ عن قریب وہ مال جس میں وہ بخیلی کیا کرتے تھے قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کا مترو کہ مال ہے اور اللہ کو ان اعمال کی خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

(٣) من سورة النساء: ٣٧. ترجمہ: جو لوگ بخیلی کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور چھپاتے ہیں جو اللہ نے ان کو عنایت فرمایا ہے اپنی مہربانی سے اور ہم نے منکروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔

(٤) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى، رقم الحديث: ١٤٤٢، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ، رقم الحديث: ١٠١٠. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی

وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا – يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ – وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ». أخرجه البخاري.(١) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: «أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ». أخرجه البخاري ومسلم.(٢) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ». أخرجه الترمذي، والطيالسي، وعبد بن حميد، والبخاري في «الأدب المفرد»، والبزار، وغيرهم.(٣) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله تعالى عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اتَّقُوا الظُّلْمَ؛ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ؛ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ؛

اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! ممسک اور بخیل کے مال کو تلف کر دے۔

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الدَّعَوَاتُ | بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ، رقم الحديث: ٦٣٧٠. ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر میں پہنچا دیا جاؤں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے یعنی دجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ النَّحْلِ | بَابُ قَوْلِهِ: وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، رقم الحديث: ٤٧٠٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: التَّعَوُّذُ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَغَيْرِهِ، رقم الحديث: ٢٧٠٦. ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، ارذل عمر سے (نکمی اور خراب عمر ۸۰ یا ۹۰ سال کے بعد) عذاب قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

(٣) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْبَخِيلِ، رقم الحديث: ١٩٦٢، مسند أبي داود الطيالسي سليمان بن داود الجارود «٢: ٥٨٥»، رقم الحديث: ٢٣٢٢، العلمية، المنتخب من مسند عبد بن حميد «٢: ١٢٥»، رقم الحديث: ٩٩٤، دار بلنسية للنشر والتوزيع الرياض، الأدب المفرد «١: ١٤٧»، رقم الحديث: ٢٨٣، المعارف، وإعلاء السنن «١٨: ٤٥٦»، إدارة القرآن باكستان. ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کے اندر دو خصلتیں بخل اور بد اخلاقی جمع نہیں ہو سکتیں۔

حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ». أخرجه مسلم.(١) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله تعالى عنهما قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ؛ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ فَفَجَرُوا». أخرجه أبو داود، والنسائي في «الكبرى»، وابن حبان، والحاكم وصححه، وأخرجه الطبري في «تهذيب الآثار» وزاد: «أَمَرَهُمْ بِالْكِذْبِ فَكَذَبُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالظُّلْمِ فَظَلَمُوا». (٢)

وعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ، وَلَا مَنَّانٌ، وَلَا بَخِيلٌ». أخرجه الترمذي، وقال: حسن غريب.(٣) وله شواهد.(٤) وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مَرْوَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ، وَجُبْنٌ خَالِعٌ».

---

(١) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الظُّلْمِ، رقم الحديث: ٢٥٧٨. ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے بچو کیوں کہ ظلم روز قیامت تاریکیاں اور اندھیرے بن کر سامنے آئے گا اور بخل سے بچو کیوں کہ اسی بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا؛ انہیں اس بات پر ابھارا کہ انھوں نے آپس میں خون خرابا کیا اور حرام چیزوں کو حلال کیا۔

(٢) سنن أبي داود | كِتَابُ الزَّكَاةِ | بَابٌ: فِي الشُّحِّ، رقم الحديث: ١٦٩٨، السنن الكبرى للنسائي برقم: ١١٥١٩، تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف «٦: ٢٩٠»، العلمية، المستدرك على الصحيحين «١: ٥٥-٥٦»، رقم الحديث: ٢٦، العلمية. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: بخل و حرص سے بچو اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ بخل و حرص کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ حرص نے لوگوں کو بخل کا حکم دیا تو وہ بخیل ہو گئے اور بخل نے انہیں ناتا توڑنے کو کہا تو لوگوں نے ناتا توڑ لیا اور اس نے انہیں فسق و فجور کا حکم دیا تو وہ فسق و فجور میں لگ گئے۔

(٣) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْبَخِيلِ، رقم الحديث: ١٩٦٣. ترجمہ: ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دھوکہ باز، احسان جتانے والا اور بخیل جنت میں نہیں داخل ہوں گے۔

(٤) ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ إِسْبَالِ الْإِزَارِ، برقم: ١٠٦.

أخرجه أبو داود بإسناد جيد، والبخاري في «التاريخ»، والحكيم في «النوادر»، والبيهقي في «الشعب».[١] وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ: «أَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ»؟ أخرجه الحاكم وصححه، والبخاري في «الأدب».[٢] وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا، وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا». أخرجه النسائي، وابن حبان في «صحيحه»، والحاكم.[٣] قال المنذري: إسناده على شرط مسلم.[٤] وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ،

---

[١] ينظر: سنن أبي داود | كِتَابُ الْجِهَادِ | بَابٌ: فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ، رقم الحديث: ٢٥١١، مسند أحمد «١٣: ٣٨٥»، الرقم: ٨٠١٠، التاريخ الكبير للبخاري «٣: ٨»، الرقم: ١٥١٤، شعب الإيمان برقم: ١٠٨٣١، المصنف لابن أبي شيبة «٩: ٩٨».- «٢٥: ٤٢٥» من الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف. ترجمہ: حضرت عبد العزیز بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: آدمی میں پائی جانے والی سب سے بری چیز انتہا کو پہنچی ہوئی بخیلی اور سخت بزدلی ہے۔

[٢] ينظر: الأدب المفرد «١: ٣٩٥»، الرقم: ٢٩٦، المستدرك على الصحيحين «٤: ١٦٣».- هامش مختصر استدراك الحافظ الذهبي على مستدرك أبي عبدالله الحاكم «٦: ٢٦٩٤». ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ بھلا، بخل سے بڑھ کر اور کیا عیب ہو سکتا ہے؟

[٣] سنن النسائي | كِتَابُ الْجِهَادِ | فَضْلُ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَلَى قَدَمِهِ، الرقم: ٣١١٠، صحيح ابن حبان «٥: ١٠٣»، العلمية، والمستدرك على الصحيحين. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بندے کے پیٹ میں اللہ کی راہ میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح بخل اور ایمان بھی کسی بندے کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

[٤] ينظر: صحيح الترغيب والترهيب برقم: ٢٦٠٦. ترجمہ: امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کی سند مسلم کی شرائط پر مبنی ہے۔

فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ، فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا». أخرجه الترمذي، وقال: حسن غريب. (١)

الفصل الرابع

(فصل چہارم)

بزرگان دین کا قول ہے: «حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةً» یعنی دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اگرچہ حب دنیا کے ساتھ قلب کے جملہ صفات مذمومہ کا تعلق ہے، لیکن سب سے قریبی تعلق ذیل کی امہات الامراض کا ہے: (۱) حرص۔ (۲) جمع۔ (۳) کبر۔ (۴) بخل۔ (۵) حب الجاہ۔ (۶) غفلت عن المولی۔ اول تینوں کا ذکر بسط و تفصیل کے ساتھ گزر چکا اور بخل کے متعلق بہت سی آیات واحادیث گزر چکی ہیں۔ طالب مولی پر بخل سے تزکیہ ضروری ہے۔ اگر کسی کو خداوند قدوس نے مقام رشد وہدایت عنایت کیا تو اس پر یہ بھی ضروری ہو گا کہ حضرت جابر رضي الله تعالیٰ عنہ کی حدیث اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضي الله تعالیٰ عنہما کی حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ثمرات بخل کے طور پر جن امراض کا تذکرہ فرمایا مثلاً ہلاک، اہلاک، سفک دما، استقلال المحارم، قطع رحمی، فجور، کذب اور ظلم ان کو بھی تفصیل سے سمجھائے اور امت اسلامیہ کو یہ بتائے کہ مغربی اقوام کی تقلید میں انہوں نے مال جمع کرنے کے جو جدید طریقے نکالے ہیں اور بخل بہ کمال کو جو اعلی درجہ کا ہنر سمجھ لیا ہے اس سے جلدی جلدی توبہ کرے وگرنہ یہی چیزیں ان کی ہلاکت اور بربادی کے سبب بنیں گی۔ حب الجاہ یعنی اپنی ریاست اور برتری کی محبت۔ یہ بھی برا ہے اور اس سے تزکیہ ضروری ہے۔

قال الله تعالى: «تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ». (١) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا ذِئْبَانِ

---

(١) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٢٦٦. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے حکم راں تمہارے اچھے لوگ ہوں اور تمہارے مال دار لوگ تمہارے سخی لوگ ہوں اور تمہارے کام باہمی مشورے سے ہوں تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے، اور جب تمہارے حکم راں تمہارے برے لوگ ہوں اور تمہارے مال دار تمہارے بخیل لوگ ہوں اور تمہارے کام عورتوں کے ہاتھ میں چلے جائیں تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ». أخرجه أحمد، والترمذي وقال: حسن صحيح، والدارمي، والطبراني في «الكبير»، وأخرجه في «الأوسط» من حديث عاصم بن عدي رضي الله تعالى عنه، وأخرجه الضياء في «المختارة»، والطبراني في «الصغير» من حديث أسامة بن زيد رضي الله عنهما. وفي هذا المعنى حديث ابن عباس رضي الله عنهما عند الطبراني، وحديث ابن عمر رضي الله عنهما عند البزار بإسناد حسن.[٢] ومقصود الحديث أن حب المال والجاه أكثر فسادا للدين من إفساد الذئبين للغنم. قال الإمام الغزالي رحمه الله تعالى: «حب الجاه مذموم إلا من شهره الله تعالى لنشر دينه من غير تكلف طلب الشهرة منه – كالائمة المجتهدين رحمهم الله». [٣]

غفلت عن المولی: چوں کہ مال میں خلقۃ محبوبیت اور جاذبیت رکھی گئی ہے، وہ اپنے طلب گار کو بہت جلد اپنا عاشق بنالیتا ہے، اس لئے «قرآن کریم» میں اس کو فتنہ کہا گیا ہے۔ قال الله تعالى: «وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ».[٤] عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رضي الله تعالى عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ

---

[١] من سورة القصص: ٨٣. ترجمہ: وہ آخرت کا گھر (جنت)، بنائیں گے ہم اس کو ان لوگوں کے لئے جو زمین میں نہ برائی چاہتے ہیں نہ بگاڑ اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

[٢] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٣٨٦، مسند أحمد «٢٥: ٦١»، رقم الحديث: ١٥٧٨٤، وسنن الدارمي | وَمِنْ كِتَابِ الرِّقَاقِ | بَابٌ: مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ، رقم الحديث: ٢٧٧٢. ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے جتنا نقصان آدمی کے مال وجاہ کی حرص اس کے دین کو پہنچاتی ہے۔

[٣] إحياء علوم الدين مع إتحاف السادة المتقين «١٠: ٨»، العلمية. ترجمہ: حدیث کا مفہوم ہے کہ مال اور عزت کی محبت دین کو زیادہ بگاڑتی ہے دو بھیڑیوں کی بکریوں کو بگاڑنے سے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عزت کی محبت قابل مذمت ہے سوائے اس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو پھیلانے کے لئے مشہور کیا ہو، اس سے شہرت حاصل کرنے کی تکلف کے بغیر، جیسے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ۔

[٤] من سورة الأنفال: ٢٨. ترجمہ: اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہی ہیں اور یہ بات (بھی جان لو) کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

فِتْنَةً، وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ». أخرجه الترمذي وصححه، وابن حبان في «صحيحه».[١] فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان ہیں، چوں کہ انسان کا قلب بہ یک وقت دو محبوبوں کا محب نہیں ہو سکتا۔ اگر مال کا عاشق ہوا تو غیر مال سے بالخصوص اپنے حقیقی محبوب اور مولی سے غافل ہو گیا اور اگر اپنے حقیقی محبوب اور مولی کا محب اور عاشق ہو گیا تو غیر مولی سے بالخصوص مال سے غافل ہو گیا۔ اس لئے اہل جنت کی اکثریت حمقا، غربا، ضعفا اور فقرا کی بتائی گئی ہے، یعنی اہل دنیا کی نظروں میں یہ لوگ احمق، غیر مانوس، غیر معروف اور ناداروناقابل احترام ہیں اور یہ بھی بتایا گیا کہ فقرا اغنیا سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اغنیا کو باب الجنۃ کے سامنے کھڑا رکھ کر ان سے مال کا حساب لیا جائے گا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله تعالى عنهما، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ». أخرجه البخاري، ومسلم، وأخرجه أحمد بإسناد جيد من حديث عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، وفيه زيادة «فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْأَغْنِيَاءَ وَالنِّسَاءَ».[٢] وَعَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ أَنَّ فِتْنَةَ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي الْمَالِ، رقم الحديث: ٢٣٣٦، وصحيح ابن حبان «٥: ٩٢»، العلمية. ترجمہ: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر امت کی آزمائش کسی نہ کسی چیز میں ہے اور میری امت کی آزمائش مال میں ہے۔

[٢] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: بَدْءُ الْخَلْقِ | بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ، رقم الحديث: ٣٢٤١، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ، رقم الحديث: ٢٧٣٧، ومسند أحمد «١١: ١٨٢»، رقم الحديث: ٦٦١١. وهذه الزيادة لم ترد في الشواهد والمتابعات. والله أعلم. ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو جنتیوں میں زیادتی غریبوں کی نظر آئی اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دوزخیوں میں عورتوں کی کثرت نظر آئی۔

دَخَلَهَا النِّسَاءُ». أخرجه البخاري ومسلم.[١] الجد بالفتح هو الحظ والغنى، والمراد بالحبس هو الحبس على باب الجنة لأخذ حساب المال.[٢] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ». أخرجه الترمذي وصححه، وابن حبان في صحيحه، وأخرجه ابن ماجه من حديث ابن عمر رضي الله عنهما.[٣] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْتَقَى مُؤْمِنَانِ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ: مُؤْمِنٌ غَنِيٌّ، وَمُؤْمِنٌ فَقِيرٌ، كَانَا فِي الدُّنْيَا، فَأُدْخِلَ الْفَقِيرُ الْجَنَّةَ، وَحُبِسَ الْغَنِيُّ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُحْبَسَ، ثُمَّ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، فَلَقِيَهُ الْفَقِيرُ، فَيَقُولُ: أَيْ أَخِي، مَاذَا حَبَسَكَ؟ وَاللَّهِ لَقَدِ احْتُبِسْتَ حَتَّى خِفْتُ عَلَيْكَ، فَيَقُولُ: أَيْ أَخِي، إِنِّي حُبِسْتُ بَعْدَكَ مَحْبِسًا فَظِيعًا كَرِيهًا، وَمَا وَصَلْتُ إِلَيْكَ حَتَّى سَالَ مِنِّي مِنَ الْعَرَقِ، مَا لَوْ وَرَدَهُ أَلْفُ بَعِيرٍ كُلُّهَا آكِلَةُ حَمْضٍ لَصَدَرَتْ عَنْهُ رِوَاءً». أخرجه أحمد بإسناد جيد.[٤]

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابُ النِّكَاحِ | بَابٌ، رقم الحديث: ٥١٩٦، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ، رقم الحديث: ٢٧٣٦. ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی۔ مال دار (جنت کے دروازے پر حساب کے لئے) روک لئے گئے تھے البتہ جہنم والوں کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تھا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی زیادہ عورتیں تھیں۔

[٢] جد فتح کے ساتھ اس سے مراد حصہ اور غنا ہے اور حبس سے مراد مال کا حساب لینے کے لئے جنت کے دروازے پر روکے رکھنا ہے۔

[٣] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ، رقم الحديث: ٢٣٥٤، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: مَنْزِلَةُ الْفُقَرَاءِ، رقم الحديث: ٤١٢٤. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فقیر و محتاج مسلمان جنت میں مال داروں سے آدھا دن پہلے داخل ہوں گے اور یہ آدھا دن پانچ سو برس کے برابر ہے۔

[٤] مسند أحمد «٤: ٤٩١»، رقم الحديث: ٢٧٧٠. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو قسم کے مؤمن جنت کے دروازہ پر ملیں گے؛ ایک مؤمن دنیا میں فقیر ہو گا دوسرا دولت مند۔ چناں چہ فقیر کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور دولت مند کو جب تک اللہ تعالیٰ روکنا چاہیں گے روکا جائے گا، پھر اس کو بھی جنت میں داخل کیا جائے گا۔ جب فقیر کی اس سے ملاقات ہو گی تو وہ پوچھے گا: اے بھائی! تمھیں کس چیز نے روک لیا تھا؟ اللہ کی قسم! جب تو روکا گیا تو میں تیرے متعلق خوف زدہ ہو گیا تھا (کہ تجھے

نوٹ: احادیث مذکورہ میں فقیر سے مراد وہ فقیر ہے جس کا دل غنی ہو؛ دل میں حرص وطمع کا نام ونشان بھی نہ ہو اور اپنے فقر وفاقہ پر کامل درجہ کا صابر ہو۔ اپنے احتیاج کو غیر اللہ کے پاس پیش کرنا باعث تنگ وعار سمجھتا ہو۔ اس کی ظاہری تنگی اس کے قلب کو ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں انتہائی تذلل، انکسار اور محبت کے ساتھ حاضر رکھنے میں مدد اور معاون ثابت ہو۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ». أخرجه البخاري ومسلم.(۱) وہ فقیر جس کا دل غنی نہیں بل کہ حرص وطمع سے لبریز، صبر سے کوسوں دور، غیر اللہ کے پاس شکایت اور ان سے سوال کرنے کا عادی ہو احادیث مذکورہ میں فقیر سے وہ فقیر مراد نہیں، کیوں کہ نہ وہ کسی تعریف کے لائق ہے اور نہ موازنہ کے قابل بل کہ وہ اشقی الخلق ہے۔ عَنْ مُسْلِم بْن أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ كَانَ سَمِعَ وَالِدَهُ يَقُولُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ»، فَجَعَلْتُ أَدْعُو بِهِنَّ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، أَنَّى عُلِّمْتَ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ؟ قُلْتُ: يَا أَبَتِ، سَمِعْتُكَ تَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ فَأَخَذْتُهُنَّ عَنْكَ، قَالَ: فَالْزَمْهُنَّ يَا بُنَيَّ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ». أخرجه أحمد، والنسائي، وأبو داود.(۲) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله

دوزخ میں تو داخل نہیں کر دیا گیا) تو وہ بتائے گا کہ اے بھائی! میں تیرے (جنت میں چلے جانے کے) بعد دکھ درد اور گھبراہٹ کے ساتھ (جنت کے باہر) روک لیا گیا تھا اور تم تک نہیں پہنچ سکا تھا اور میرا پسینہ اتنا بہا کہ اگر اس پر ایک ہزار نمکین اور تلخ پودے کھانے والے اونٹ جمع ہو جائیں تو اس سے سیر ہو کر واپس جائیں۔

(۱) صحيح البخاري | كِتَابٌ :الرِّقَاقُ | بَابٌ: الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ، رقم الحديث: ٦٤٤٦، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، رقم الحديث: ١٠٥١. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تونگری یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو بل کہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

(۲) سنن النسائي | كِتَابُ السَّهْوِ | بَابٌ: التَّعَوُّذُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ، رقم الحديث: ١٣٤٧، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | أَبْوَابُ النَّوْمِ | بَابٌ: مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ، رقم الحديث: ٥٠٩٠، ومسند أحمد «٣٤: ١٧»، رقم الحديث: ٢٠٣٨١. ترجمہ: حضرت مسلم بن ابی بکرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے والد حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے سنا: اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے (بچنے کے لئے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بھی یہ دعا پڑھنے لگ گیا۔ (ایک دفعہ) انھوں نے

تعالى عنه، قَالَ: «أَحِبُّوا الْمَسَاكِينَ؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا، وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا، وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ»، وفي رواية: «وَإِنَّ أَشْقَى الْأَشْقِيَاءِ مَنِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ فَقْرُ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْآخِرَةِ». أخرجه ابن ماجه، والحاكم وصححه.[1] وفي الباب أحاديث أخرى.

ٹھیک ایسا ہی مقدم الذکر احادیث میں غنی سے مراد وہ غنی ہے جو حدود شرع کا کامل پابند، شکر الٰہی میں سرشار و مست اور اس کا دل کبر، حرص، طمع اور بخل سے کوسوں دور ہو۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لِلطَّاعِمِ الشَّاكِرِ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ مَا لِلصَّائِمِ الصَّابِرِ». أخرجه الحاكم، وابن حبان.[2] اور وہ دن رات مولی کی رضاجوئی میں بے دریغ مال خرچ کرنے کا عادی بہ وجود کثرت مال کے اس کا دل حب مال سے علاحدہ اور حب مولی سے مملوء ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ» .أخرجه مسلم.[3] چوں کہ صفات مذکورہ کے ساتھ بہت کم آدمی غنیوں میں ملتے ہیں اس لئے احایث متقدمہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقرا کے اکثر کو اہل جنت بتایا، کیوں کہ فتنہ مال فتنہ فقر سے شدید ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ مشکل امتحان میں پاس ہونے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔

مجھ سے کہا: بیٹا! یہ کلمات تونے کہاں سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: ابا جان! میں نے آپ کو نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے سنا تو میں نے آپ سے سن کر یاد کر لیا۔ انھوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! ان پر پابندی کرنا کیوں کہ اللہ کے نبی ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔

[1] سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: مُجَالَسَةُ الْفُقَرَاءِ، رقم الحديث: ٤١٢٦، والمستدرك على الصحيحين | كتاب الرقاق | أشقى الأشقياء من اجتمع عليه فقر الدنيا وعذاب الآخرة، رقم الحديث: ٧٩٨١. رواه ابن ماجه إلى قوله «المساكين»، والحاكم بتمامه، وقال: صحيح الإسناد. ترجمہ: سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جو دنیا کی فقر اور آخرت کے عذاب سے دوچار ہو۔

[2] المستدرك على الصحيحين «٤: ١٣٦»، وصحيح ابن حبان برقم: ٩٥٢.- هامش شرح السنة للبغوي «١١: ٢٨١»، المكتب الإسلامي. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

[3] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٦٥. ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ایسے مال دار کو پسند فرماتا ہے جو پرہیز گار، بے نیاز اور گم نام ہو۔

مبحث: فتنہ مال اور فتنہ فقر دو امتحان ہیں۔ ایک مشکل اور ایک آسان۔ دونوں امتحانوں میں نمبر اول کے پاس ہونے والوں میں کون افضل ہے اور کون مفضول؟ یہ ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ محدثین کرام اور صوفیائے عظام نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے «فتح الباری» میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی «اتحاف» میں بہت کچھ تحریر فرمایا۔ اس نالائق کو «قرآن کریم»، احادیث نبویہ اور بزرگان دین کی تحریروں سے جو کچھ معلوم ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث دونوں جانبوں کی بہت ہیں مثلاً احادیث سابقہ سے یہ معلوم ہوا کہ فقرا اغنیا سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے، جس سے فقر کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ ٹھیک ایسا ہی وہ احادیث جن میں اطعام طعام کی فضائل موجود ہیں اور وہ احادیث جن میں مال کے ذریعہ دین اسلام کی خدمت کے فضائل موجود ہیں اور وہ احادیث جن میں فقرا، یتامی، بیوہ وغیرہ پر مال خرچ کرنے کے فضائل موجود ہیں وہ سب کے سب فی الحقیقت غنی موصوف کے فضائل ہیں۔ مثلاً: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ». أخرجه البخاري ومسلم.[1] وَعَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا». وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا». أخرجه البخاري. [2]

اسلام کی خدمت میں مال خرچ کرنے کی فضیلت تو اس سے کہیں زائد ہے۔ اس لئے کسی ایک جانب کو دوسری جانب پر کلی ترجیح دینا بہت مشکل ہے، لیکن چوں کہ مال کا امتحان اس قدر شدید ہے کہ لاکھوں میں ایک بھی درجہ اولی کے پاس نکلنا مشکل

---

[1] صحيح البخاري |كِتَابُ النَّفَقَاتِ، رقم الحديث: ٥٣٥٣، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ | بَابٌ: الْإِحْسَانُ إِلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ، رقم الحديث: ٢٩٨٢. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

[2] صحيح البخاري | كِتَابُ الطَّلَاقِ | بَابُ اللِّعَانِ، رقم الحديث: ٥٣٠٤. ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑی سی جگہ کھلی رکھی۔

ہے۔ اگر کوئی پاس ہو کر اس دنیا سے نکل بھی گیا تو پھر اسے جنت کا داخلہ امتحان بھی پورے پانچ سو برس میں دینا پڑتا ہے بہ خلاف اس کے فقر کا امتحان بالکل آسان ہے اور جو اس سہل امتحان میں کام یاب ہو کر اس دنیا سے نکل گیا تو وہ ابدی کام یاب ہو گیا اس پر جنت کا داخلہ امتحان نہیں۔ اس لئے دونوں امتحانوں کے نشیب و فراز اور بھلائی و برائی سے واقفین حضرات انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء عظام رحمہم اللہ تعالی نے اپنے قول و عمل سے لوگوں کو فقر کے امتحان گاہ کی طرف دعوت دینے میں بہت زور لگایا ہے، تاکہ انسان بہ سہولت اپنے مولی و محبوب حقیقی تک پہونچ جائے، کیوں کہ محبوب حقیقی تک پہونچنے کا راستہ بڑا خطرناک ہے، اس لئے صحیح سالم نکلنے کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ خطرناک راستہ سے وہ شخص سالم نکلتا ہے جس کا بوجھ کم ہو۔ قال اللہ تعالی: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ».(۱) وقال اللہ تعالی: «كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ».(۲) وقال اللہ تعالی: «كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ» «أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ».(۳) وقال تعالی: «أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ» «حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ».(٤) وقال تعالی: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ». (٥)

---

(۱) من سورة الفاطر: ٥. ترجمہ: اے لوگو! اللہ کا (قیامت کا) وعدہ بالیقین سچا ہے، پس (اس کے لئے تیاری کرنے سے) دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے (غفلت میں نہ رکھے) اور تمہیں اللہ کا نام لے کر بڑا دھوکہ باز (شیطان) بھی دھوکہ میں نہ ڈالے۔

(۲) من سورة آل عمران: ۱۸۵. ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تمہیں قیامت کے دن تمہارا پورا پورا بدلہ چکایا جائے گا۔ پس جو شخص دوزخ سے دور کیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ بالیقین کام یاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی محض دھوکہ دینے والی چند روز برتنے کا سامان ہے۔

(۳) من العلق: ٦-٧. ترجمہ: ہر گز نہیں (یعنی بہ کمال عالم کو تکبر میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے)، بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے (جب دیکھتا ہے کہ وہ بے نیاز ہو گیا ہے یعنی وہ سب سے بڑا عالم ہو گیا ہے)۔

(٤) من سورة التكاثر: ١-٢. ترجمہ: ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی حرص نے تمہیں غفلت میں ڈالے رکھا، یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے (اب چکھو غفلت کا مزہ)۔

(٥) من سورة المنافقين: ٩. ترجمہ: اے ایمان والو! تمہیں غافل نہ کریں تمہارے اموال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے اور جو ایسا کرے گا، پس وہی لوگ گھاٹے میں پڑنے والے ہیں۔

عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله تعالى عنهما، يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ». أخرجه البخاري ومسلم.(١) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا لَا يَنْجُوْ مِنْهَا إِلَّا كُلُّ مُخِفٍّ». أخرجه البزار بإسناد حسن، وأخرجه الطَبَراني بنحو هذا اللفظ بإسناد صحيح.(٢) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ». أخرجه مسلم، والترمذي، وابن ماجه.(٣) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله تعالى عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنَبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ، يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ، فَإِنَّ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى، وَلَا آبَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنَبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ، يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ، إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَأَعْطِ مُمْسِكًا

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ، رقم الحديث: ٦٤٤٩، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ، رقم الحديث: ٢٧٣٧. ترجمہ: حضرت ابو رجا عطاردی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں رہنے والے اکثر غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کی رہنے والیاں اکثر عورتیں تھیں۔

(٢) ينظر: البحر الزخار المسمى بمسند البزار «١٠: ٥٥»، رقم الحديث: ٤١١٨، مكتبة العلوم والحكم، والمستدرك على الصحيحين «٤: ٦١٨». – نقلا عن هامش البحر. ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سامنے (آخرت کی) دشوار گزار گھاٹی ہے، جس سے نجات پانے والا وہی ہوگا جو (گناہوں کے بوجھ سے) ہلکا ہوگا۔

(٣) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ، رقم الحديث: ١٠٥٤، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ، رقم الحديث: ٢٣٤٨، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: الْقَنَاعَةُ، رقم الحديث: ٤١٣٨. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ انسان کامیاب و بہ مراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بہ قدر روزی ملی اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو دیا اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔

مَالًا تَلَفًا». أخرجه أحمد بإسناد صحيح، وابن حبان، والحاكم، وأخرجه الطبراني من حديث أبي أمامة رضى الله عنه.[١] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ، وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةً قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ». أخرجه البخاري.[٢]

---

[١] ينظر: مسند أحمد «٣٦: ٥٢»، رقم الحديث: ٢١٧٢١، صحيح ابن حبان | باب: الفقر والزهد والقناعة، رقم الحديث: ٦٨٨، المستدرك على الصحيحين | باب: تفسير سورة حم عسق، رقم الحديث: ٣٦٢٠، والمعجم الأوسط | باب: من اسمه إبراهيم، رقم الحديث: ٣٠٠١. ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں وہ جن وانس کے علاوہ زمین والوں کو سناتے ہوئے ندا دیتے ہیں کہ لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ بلاشبہ کفایت کرنے والا قلیل مال غافل کر دینے والے کثیر مال سے بہتر ہوتا ہے۔ اسی طرح جب بھی سورج غروب ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں پر دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو جن وانس کے علاوہ اہل زمین کو سناتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کے مال کو ضائع کر دے۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ | بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحديث: ٢٨٨٧. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشرفی کا بندہ، روپے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا۔ اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش اور جب نہ دیا جائے تو غصہ ہو جائے، ایسا شخص تباہ و سرنگوں ہوا۔ جب اس کو کانٹا لگے تو کبھی نہ نکلے (یہ بد دعا ہے لالچی شخص کے لئے)۔ مبارک کا مستحق ہے وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں۔ اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لئے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے۔ اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: «مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». أخرجه البخاري ومسلم.(١) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: «كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ. قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هَذَا ذَهَبًا، تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا. عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ مَشَى فَقَالَ: إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا – عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ – وَقَلِيلٌ مَا هُمْ. ثُمَّ قَالَ لِي: مَكَانَكَ، لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ. ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ، فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِي: لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ. فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّى أَتَانِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ. فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي، فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ». أخرجه البخاري ومسلم.(٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: «ابْنَ أُخْتِي، إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ | بَابٌ: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ، رقم الحديث: ٦٦٨٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٧٠. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، رقم الحديث: ٦٤٤٤، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزَّكَاةُ | بَابٌ: التَّرْغِيبُ فِي الصَّدَقَةِ، رقم الحديث: ٩٤. ترجمہ: حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے پتھریلے علاقہ میں چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ابو ذر! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہو گی کہ میرے پاس اس احد کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن اس طرح گزر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہ جائے سوا اس تھوڑی سی رقم کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے چھوڑ دوں، بل کہ میں اسے اللہ کے بندوں میں ایسے ایسے خرچ کروں؛ اپنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور پیچھے سے۔ پھر نبی کریم ﷺ چلتے رہے اس کے بعد فرمایا: زیادہ مال جمع رکھنے والے ہی قیامت کے دن مفلس ہوں

فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ. فَقُلْتُ: يَا خَالَةُ، مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ؛ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِينَا». أخرجه البخاري ومسلم.(١) وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ رضي الله تعالى عنه، قَالَ: «دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا: الْمُلَبَّدَةَ، قَالَ: فَأَقْسَمَتْ بِاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ». أخرجه البخاري ومسلم.(٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: «تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ

گے سوا اس شخص کے جو اس مال کو ایسے ایسے یعنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور پیچھے سے خرچ کرے اور ایسے لوگ کم ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا: یہیں ٹھہرے رہو یہاں سے اس وقت تک نہ جانا جب تک میں آ نہ جاؤں۔ پھر نبی کریم ﷺ رات کی تاریکی میں چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی جو بلند تھی۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں نبی کریم ﷺ کو کوئی دشواری نہ پیش آ گئی ہو۔ میں نے آپ کی خدمت میں پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن آپ کا ارشاد یاد آیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا جب تک میں نہ آ جاؤں۔ چناں چہ جب تک نبی کریم ﷺ تشریف نہیں لائے میں وہاں سے نہیں ہٹا۔ پھر آپ آئے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی، مجھے ڈر لگا لیکن پھر آپ کا ارشاد یاد آیا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے سنا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انھوں نے کہا کہ آپ کی امت کا جو شخص اس حال میں مر جائے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا۔ میں نے پوچھا: خواہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں، زنا اور چوری ہی کیوں نہ کی ہو۔

(١) صحيح البخاري | كِتَابُ الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا، رقم الحديث: ٢٥٦٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ٢٩٧٢. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ آپ نے عروہ سے کہا: میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں (یہ حال تھا کہ) ہم ایک چاند دیکھتے، پھر دوسرا دیکھتے، پھر تیسرا دیکھتے، اسی طرح دو دو مہینے گزر جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کے لئے) آگ نہ جلتی تھی۔ میں نے پوچھا: خالہ اماں! پھر آپ لوگ زندہ کس طرح رہتی تھیں؟ آپ نے فرمایا: صرف دو کالی چیزوں؛ کھجور اور پانی پر۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے چند انصاری پڑوسی تھے، جن کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے یہاں بھی ان کا دودھ تحفہ کے طور پر پہنچا جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اسے ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: اللِّبَاسُ | بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ، رقم الحديث: ٩٨١٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: اللِّبَاسُ وَالزِّينَةُ | بَابٌ: التَّوَاضُعُ فِي اللِّبَاسِ، رقم الحديث: ٢٠٨٠. ترجمہ: حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں

مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ». أخرجه البخاري ومسلم.[١] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَهْلَ الشِّبَعِ فِي الدُّنْيَا هُمُ أَهْلُ الْجُوْعِ غَدًا فِي الْآخِرَةِ». أخرجه الطبراني بإسناد حسن.[٢]

قال الإمام الغزالي رحمه الله تعالى: «كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا كَعَابِرِ سَبِيْلٍ لَمْ يَضَعْ لَبِنَةً عَلَى لَبِنَةٍ، وَلَا قَصْبَةً عَلَى قَصْبَةٍ، وَلَمْ يُخْلِفْ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَلَمْ يَتَّخِذْ خَلِيْلًا وَلَا حَبِيْبًا، نَعَمْ، قَالَ: «لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلَكِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ الرَّحْمَنِ». فبين أن خلة الرحمن تَخَلَّلَتْ باطنَ قلبه، وأن حبه تمكن من حب قلبه فلم يترك فيه متسعا لخليل ولا حبيب. وقد قال تعالى لأمته: «قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ» [آل عمران: ٣١]. فجعل محبته موجبة لمحبة الله تعالى. فإنما أمته من اتبعه، وسلك منهاجه، وما اتبعه إلا من أعرض عن الدنيا، وأقبل على الآخرة؛ فإنه ما دعا إلا إلى الله واليوم الآخر، وما صرف إلا عن الدنيا والحظوظ العاجلة، فبقدر ما أعرضت عن الدنيا وأقبلت على الآخرة، فقد سلكت سبيله الذي سلكه، وبقدر ما سلكت سبيله فقد اتبعته، وبقدر ما اتبعته فقد صرت من أمته، وبقدر ما أقبلت على الدنيا عدلت عن سبيله، ورغبت عن متابعته، والتحقت بالذين قال الله تعالى فيهم: «فَأَمَّا مَن طَغَىٰ» «وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا» «فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ». [النازعات: ٣٧-٣٩].[٣]

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انھوں نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور ایک چادر نکالی جس کو مُلَبَّدہ (پیوند لگی ہوئی) کہا جاتا ہے۔ پھر انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی دو کپڑوں میں وصال فرمایا تھا۔

[١] صحيح البخاري | كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ | بَابُ مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ، رقم الحديث: ٢٩١٦، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْمُسَاقَاةُ | بَابٌ: الرَّهْنُ وَجَوَازُهُ فِي الْحَضَرِ كَالسَّفَرِ، رقم الحديث: ١٦٠٣. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

[٢] ينظر: فيض القدير شرح الجامع الصغير «٢: ٤٤١»، رقم الحديث: ٢٢٤٦، دار المعرفة. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں سیر ہونے والے کل آخرت میں بھوکے ہیں۔

[٣] ينظر: إحياء علوم الدين مع الإتحاف «١٤: ٣٨٦». ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں اس مسافر کی طرح تھے جس نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ سرکنڈوں پر سرکنڈہ لگایا اور نہ اپنے پیچھے ایک دینار یا درہم چھوڑ گئے اور نہ ہی کسی کو جگری دوست یا حبیب بنایا۔ ہاں، یہ ضرور فرمایا: «اگر میں اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن تمہارے نبی رحمن کے دوست

لیکن یہ بھی یادرہے کہ فقیر مراد سے گداگری (یعنی بھیک مانگنا) کام کرنے والا نہیں، بل کہ وہ شخص مراد ہے جس کا دل غنی ہو اور اس کے پاس بالفعل یا بالقوہ اتنا مال ہو جتنا اس کو سوال سے بچائے۔ یہی معنی «صحیح بخاری» کی یہ حدیث کے ہیں۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا».[1] یعنی اے اللہ! دے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جو ان کی معیشت کے لئے کسی طریقہ سے کافی ہو جائے اور ان کو سوال سے روکے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ إِلَّا إِلَيْكَ، وَمِنَ الذُّلِّ إِلَّا لَكَ، وَمِنَ الْخَوْفِ إِلَّا مِنْكَ.[2] حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اعلی درجہ کا فقر روح کا اپنے محبوب وحید اللہ تعالی کا فقیر ہونا ہے اور اعلی درجہ کی غنا روح کا اپنے حقیقی محبوب کی حضوری بے کیف کی وجہ سے غیر محبوب سے غنی ہو جانا ہے۔

ہیں»۔ پس معلوم ہوا کہ رحمٰن کی دوستی آپ کے دل کے اندرونی حصے میں چھائی ہوئی تھی اور اللہ کی محبت دوسروں کی محبت پر غالب تھی اور اس میں کسی دوست یا حبیب کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے امت سے فرمایا: «کہیں: اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو: اللہ تم سے محبت کریں گے»۔ آپ نے اپنی محبت کو محبت خدا تعالیٰ کے لئے موجب قرار دیا۔ آپ کی حقیقی امت وہی ہے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اور آپ کے راستے پر چلتے ہیں اور آپ کی پیروی صرف وہی کرتے ہیں جو دنیا سے اعراض کر کے آخرت کی طرف رجوع کرتے ہیں؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی طرف بلاتے تھے اور دنیا اور فوری حظوظ سے اعراض کرتے تھے۔ پس آپ اس دنیا سے جس قدر منہ موڑ کر آخرت کی طرف رجوع کریں گے اس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے ہوئے راستے پر قائم ہیں اور جس قدر ان کی راہ پر چلیں بے اس قدر ان کی پیروی کی اور جس قدر ان کی پیروی کی اس قدر ان کی (کامل) امت بنیں گے۔ اسی طرح جتنا آپ دنیا کی طرف متوجہ ہوئے اتنا ہی قن کے راستے سے ہٹ گئے، ان کی پیروی سے اعراض کیا اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «پس جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی۔ پس اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے»۔

[1] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابٌ: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ، رقم الحديث: ٦٤٦٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ، رقم الحديث: ١٠٥٥. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! آل محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔

[2] ترجمہ: اے اللہ! میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں محتاجی سے سوائے تیری محتاجی، ذلت سے سوائے تیرے لئے اور خوف سے سوائے تیری طرف سے۔

باب: التزكية عن شهوة البطن وآفات اللسان وسائر الجوارح

(پیٹ کی شہوت اور زبان وتمام اعضا کی آفتوں کا بیان)

شھوۃ البطن: یعنی کھانے پینے میں تزکیہ۔ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے «مدارج السالکین» میں تحریر فرمایا ہے کہ کھانے پینے میں مضر اشیا اولا دو قسم کے ہیں: (اول) جو بالذات مضر ہو جیسے محرمات۔ وہ پھر دو قسم کے ہیں: (ا) وہ جن کو اللہ تعالی نے براہ راست حرام کیا ہو جیسے خون، شراب، باریک دانت جنہیں انیاب کہا جاتا ہے اور وہ چار ہیں اس دانت والے جانور جیسے ہاتھی، شیر، خنزیر وغیرہ اور پنجہ سے شکار کرنے والی چڑیا۔ (ب) وہ جس کو اللہ تعالی نے اپنے دوسرے بندگان خدا کے حقوق کی حفاظت کے خاطر حرام فرمایا۔ جیسے چوری کا مال، غصب کا مال، لوٹ کا مال اور ہر وہ چیز جو دوسرے سے اس کی رضا کے بغیر لے لی گئی ہو۔ اس محرمات کے ملحقات میں سے مکروہات اور مشتبہات بھی ہیں۔ سالک پر ضروری ہے کہ وہ شبہ سے بھی اپنے پیٹ کو پاک رکھے۔ «صحیح بخاری» میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: حلال اور حرام دونوں شریعت میں بالکل واضح اور بین ہے، اور دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں۔ پس جس نے اپنے آپ کو شبہ سے بھی بچالیا بس اس نے اپنے دین کو بھی بچایا اور آبرو کو بھی۔ (دوم) جو بالذات مضر نہیں لیکن کمیت یا کیفیت کی زیادتی سے وہ سالک راہ آخرت کے لئے سخت مضر ہو گیا۔ پس کمیت کی زیادتی زیادہ کھانے کو کہتے ہیں اور کیفیت کی زیادتی کو اسراف کہتے ہیں، یعنی ضرورت سے زیادہ پیسے خرچ کرنا یا مکروہات اور مشتبہات میں پیسے خرچ کرنا جیسے رنگ تماشا دیکھنے میں پیسے خرچ کرنا اسراف اور حرام ہے۔ قال اللہ تعالی: «إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا». [1]

باب: آفات اللسان

(زبان کی آفتوں کا بیان)

اللَّهُمَّ طَهِّرْ لِسَانِي. إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَذِبِ، وَشَهَادَةِ الزُّورِ، وَالْيَمِينِ الْغُمُوسِ، وَالْكَلَامِ فِي ذَاتِ اللهِ، أَوْ فِي صِفَاتِ اللهِ، أَوْ فِي شَرْعِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ خِلَافِ الْعِلْمِ الْمُسْتَفَادِ مِنْ مِشْكَاةِ النُّبُوَّةِ، وَالْغِيبَةِ،

---

[1] من سورة الإسراء: ٢٧. ترجمہ: فضول خرچی کرنے والے یقین شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا بندہ ہے۔

وَالنَّمِيْمَةِ، وَالْمَدْحَةِ، وَالْمُخَاصَمَةِ، وَالْمَجَارَاتِ، وَالسَّبِّ وَالْفُحْشِ، وَالْمُزَاحِ، وَالسُّخْرِيَّةِ، وَإِيْذَاءِ النَّاسِ، وَفُضُوْلِ الْكَلَامِ. (١)

فصل: في آفات اللسان على سبيل الإجمال

(زبان کی آفتوں کا اجمالی بیان)

سالک راہ مولی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زبان کی حفاظت سخت ضروری ہے، اس سے ایمان اور کفر دونوں عالم ظہور میں آتے ہیں۔ بندگان خدا کو اس کے ذریعہ اللہ کی طرف بھی بلایا جاتا ہے اور شیطان کی طرف بھی اور اس سے حق و باطل دونوں کی حمایت ہوتی ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ». أخرجه البخاري.(٢) یعنی جس کو اللہ پر اور دن آخرت پر ایمان ہے وہ یا تو نیک بولے یا تو چپ رہے۔ یعنی ایسا بولے جو اس کو یوم آخرت میں کام دیوے۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَمَتَ نَجَا». أخرجه الترمذي والطبراني.(٣) یعنی جس نے خاموشی اختیار کی اس کو نجات مل گئی۔ وعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ. قَالَ: «قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ

---

(١) اے اللہ! میری زبان پاک کر دیں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں جھوٹ سے، جھوٹی گواہی سے، جھوٹی قسموں سے، اللہ کی ذات یا صفات یا احکام شریعت میں بغیر علم یا مشکات نبوت سے مستفاد علم کے خلاف بات کرنے سے، غیبت سے، نمیمہ سے، مدحہ سے، جھگڑے سے، مجارات سے، گالی و فحاشی سے، ھنسی مزاق سے، لوگوں کو تکلیف دینے سے اور بے ہودہ کلام سے۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابٌ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، رقم الحديث: ٦٠١٨. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

(٣) ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٥٠١، مسند أحمد «١١: ١٩»، رقم الحديث: ٦٤٨١، والمعجم الأوسط «٢: ٥٥٦». ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

قَالَ: «هَذَا». أخرجه الترمذي وصححه، وابن ماجه، وابن حبان، والحاكم.[١] وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ». أخرجه البخاري ومسلم.[٢] وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: «قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: امْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ». أخرجه الترمذي.[٣] عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ». أخرجه البخاري والترمذي.[٤]

---

[١] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، رقم الحديث: ٢٤١٠، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بابٌ: كَفُّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ، رقم الحديث: ٣٩٧٢، مسند أحمد «٢٤: ١٤٣»، رقم الحديث: ١٥٤١٨. ترجمہ: حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھ سے ایسی بات بیان فرمائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑلوں۔ آپ نے فرمایا: کہو: میرا رب (معبود حقیقی) اللہ ہے پھر اسی عہد پر قائم رہو۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو مجھ سے کس چیز کا زیادہ خوف ہے؟ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسی کا زیادہ خوف ہے۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، رقم الحديث: ١٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ، رقم الحديث: ٤٠. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا۔

[٣] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، رقم الحديث: ٢٤٠٦. ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کی وسعت میں مقید رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

[٤] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ، رقم الحديث: ٦٤٧٤، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، رقم الحديث: ٢٤٠٨. ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرم گاہ) کی ذمہ داری دے دے میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں۔

وعَنْ مُعَاذ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه، أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ. قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ؛ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ»، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ». قَالَ: ثُمَّ تَلَا «تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ» حَتَّى بَلَغَ «يَعْمَلُونَ»، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّه. قَالَ: «رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ». ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟» قُلْتُ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّه. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ: «كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا». فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّه، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ - أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ - إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ». أخرجه أحمد، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه.[1] وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

---

[1] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْإِيمَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ، رقم الحديث: ٢٦١٦، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بَابٌ : كَفُّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ، رقم الحديث: ٣٩٧٣، مسند أحمد «٣٦: ٣٤٤»، رقم الحديث: ٢٢٠١٦، تفسير النسائي برقم: ٤١٤، مؤسسة الكتب الثقافية، «٢: ١٥٦»، والسنن الكبرى للنسائي «٦: ٤٢٨»، رقم الحديث: ١١٣٩٤، العلمية. ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک دن صبح کے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہوا۔ ہم سب چل رہے تھے، میں نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے؟ آپ نے فرمایا: تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے اور بے شک یہ عمل اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ آسان کر دے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے (راستے) نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آدھی رات کے وقت آدمی کا نماز (تہجد) پڑھنا۔ پھر آپ نے آیت «تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ» کی تلاوت «يَعْمَلُونَ» تک فرمائی۔ آپ نے پھر فرمایا: کیا میں تمہیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتادوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیں)۔ آپ نے فرمایا: دین کی اصل اسلام ہے، اس کا ستون (عمود) نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تمام باتوں کا جس چیز پر دار و مدار ہے وہ نہ بتادوں؟ میں نے کہا: جی ہاں، اللہ کے نبی!

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: «أَكْثَرُ خَطَاءِ ابْنِ آدَمَ فِيْ لِسَانِه». أخرجه البيهقي، والطبراني بإسناد جيد.(١) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ». أخرجه البخاري، ومسلم، والنسائي، والترمذي واللفظ له.(٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ؛ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ، وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي». أخرجه الترمذي وحسنه، والبيهقي.(٣) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله تعالى عنه قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِه فَقَالَ: – يَعْنِي رَجُلٌ – أَبْشِرْ بِالْجَنَّة. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوَلَا تَدْرِي فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيمَا لَا يَعْنِيه، أَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ». أخرجه الترمذي، وقال: حسن غريب.(٤)

پھر آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو۔ میں نے کہا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں تم پر روئے۔ معاذ! لوگ اپنی زبانوں کے بڑبڑہی کی وجہ سے تو اوندھے منہ یا نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

(١) شعب الإيمان «٤: ٢٤٠»، والمعجم الكبير «١٠: ٢٤٣». ترجمہ: حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ابن آدم کے اکثر گناہ اس کی زبان میں ہوتے ہیں۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الرِّقَاقُ | بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ، الرقم: ٦٤٧٨، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ | بَابٌ: التَّكَلُّمُ بِالْكَلِمَةِ يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ، الرقم: ٢٩٨٨، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بابٌ: كَفُّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ، الرقم: ٣٩٧٠، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: فِيمَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُضْحِكُ بِهَا النَّاسَ، الرقم: ٢٣١٤. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندہ اللہ کی رضامندی کے لئے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔

(٣) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ مِنْهُ، رقم الحديث: ٢٤١١، وشعب الإيمان، رقم الحديث: ٤٩٥١. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام سے پرہیز کرو اس لئے کہ ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام دل کو سخت بنا دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہو گا۔

(٤) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٣١٦. ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کی وفات ہو گئی اس پر ایک آدمی نے کہا: تجھے جنت کی بشارت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

آفات اللسان اگر چہ بہت ہیں لیکن ہم ان میں سے بڑے بڑے آفات کو مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں: الکذب: یعنی جھوٹ خلاف واقع کو کہتے ہیں۔ اگر وہ کلام کی صفت ہو تو اس وقت اس سے مراد خلاف واقع خبر دینا ہے۔ اگر عمل یا حال کی صفت ہو تو اس سے مراد آں حضرت ﷺ کے خلاف عمل یا حال ہے۔ پس اس دوسرے اطلاق میں صدق کے معنی ظاہر و باطن دونوں کا آں حضرت ﷺ کے موافق ہونا ہے اور کذب کے معنی ظاہر و باطن دونوں یا ایک کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہونا ہے۔ راہ مولی کے سالک پر ضروری ہے کہ اولا اپنے کام کو کذب سے محفوظ رکھے اور ثانیا اپنے اعمال واحوال کو بھی کذب سے یعنی مخالفت رسول سے بچائے۔ قال الله تعالى: «فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ».[١] وقال الله تعالى: «قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ» «الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ».[٢] وقال الله تعالى: «فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ».[٣] وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ؛ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا. وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ؛ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا». أخرجه البخاري، ومسلم، وأبو داود، والترمذي.[٤]

وسلم نے فرمایا: شاید تمہیں نہیں معلوم کہ اس نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو بے فائدہ ہو یا ایسی چیز کے ساتھ بخل سے کام لیا ہو جس کے خرچ کرنے سے اس کا کچھ نقصان نہ ہوتا۔

[١] من سورة الحج: ٣٠. ترجمہ: پس تم بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے (بھی) بچو۔

[٢] من سورة الذاريات: ١٠-١١. ترجمہ: غارت ہوں اٹکل ہانکنے والے! جو غفلت میں (آخرت کو) بھولے ہوئے ہیں۔

[٣] من سورة البقرة: ١٠. ترجمہ: ان کے دلوں میں بڑا روگ ہے۔ پس اللہ نے ان کا روگ اور بڑھایا اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک سزا ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

[٤] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ»، رقم الحديث: ٦٠٩٤، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَاب: قُبْحُ الْكَذِبِ وَحُسْنُ الصِّدْقِ وَفَضْلُهُ، رقم الحديث: ٢٦٠٧، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ، رقم الحديث: ٤٩٨٩، وسنن

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، قَالَا: الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ، تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ». أخرجه البخاري.(١) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ». أخرجه البخاري ومسلم. وزاد مسلم في رواية له: «وَإِنْ صَامَ، وَصَلَّى، وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ».(٢) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ». أخرجه البخاري، ومسلم، وأبو داود، والنسائي، والترمذي.(٣) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَبْلُغُ

الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ، رقم الحديث: ١٩٧١. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کرلیتا ہے۔ بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ»، رقم الحديث: ٦٠٩٦. ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس گزشتہ رات خواب میں دو آدمی آئے، انھوں نے کہا: جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جارہا تھا وہ بڑا ہی جھوٹا تھا جو ایک بات کو لیتا اور ساری دنیا میں پھیلا دیتا تھا، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ، رقم الحديث: ٣٣، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ خِصَالِ الْمُنَافِقِ، رقم الحديث: ٥٩. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: منافق کی علامتیں تین ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ امام مسلم نے اتنا لفظ زیادہ روایت کیا ہے کہ اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہو۔

(٣) صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابٌ: إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، الرقم: ٢٤٥٩، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ خِصَالِ الْمُنَافِقِ، الرقم: ٥٨، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ | بَابٌ: الدَّلِيلُ عَلَى زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ، الرقم:

الْعَبْدُ صَرِيْحَ الْإِيْمَانِ حَتَّى يَدَعَ الْمُزَاحَ وَالْكِذْبَ، وَيَدَعَ الْمُرَاءِ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا». أخرجه أبو يعلى، وأخرجه الإمام أحمد، والطبراني من حديث أبي هريرة رضي الله عنه. (١)

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا، إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ». أخرجه أحمد، وله شواهد.(٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ؛ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِه». أخرجه الترمذي وحسنه، وابن أبي الدنيا.(٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: «مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَذِبِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُحَدِّثُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَذْبَةِ فَمَا يَزَالُ فِي نَفْسِهِ

٤٦٨٨، سنن النسائي | كِتَابُ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ | عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ، الرقم: ٥٠٢٠، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الْإِيمَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ، الرقم: ٢٦٣٢. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی وہ ہوں گی وہ منافق ہو گا یا ان چار میں سے اگر ایک خصلت بھی اس میں ہے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے؛ جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، جب معاہدہ کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑے تو بد زبانی پر اتر آئے۔

(١) ينظر: مسند أحمد «١٤: ٢٧٨»، الرقم: ٨٦٣٠، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية «١٢: ٣٩٠»، الرقم: ٢٩١٩، دار العاصمة، الطبراني. ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ اس وقت تک صریح ایمان تک نہیں پہنچ سکتا جب تک مزاق اور جھوٹ نہ چھوڑے اور نہ چھوڑے کٹ حجتی اگرچہ وہ حق پر ہو۔

(٢) مسند أحمد «٣٦: ٥٠٤»، الرقم: ٢٢١٧٠. ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گن جائش ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔

(٣) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ، رقم الحديث: ١٩٧٢، ومكارم الأخلاق برقم: ١٤٢، للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد، الملقب بابن أبي الدنيا. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ اس سے ایک میل دور بھاگتا ہے۔

حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً». أخرجه الترمذي، وأحمد، وابن حبان في «صحيحه».[١] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ لِصَبِيٍّ: تَعَالَ هَاكَ، ثُمَّ لَمْ يُعْطِهِ؛ فَهِيَ كَذْبَةٌ». أخرجه أحمد، وله شواهد.[٢] وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ». أخرجه أبو داود، والترمذي وحسنه، والنسائي، والبيهقي.[٣] **كرره إيذانا بشدة هلكته، وذلك لأن الكذب وحده رأس كل مذموم، وجماع كل فضيحة، فإذا انضم إليه استجلاب الضحك الذي يميت القلب، ويجلب النسيان، ويورث الرعونة كان أقبح**

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ، رقم الحديث: ١٩٧٣، مسند أحمد «٤٢: ١٠٠»، رقم الحديث: ٢٥١٨٣، وصحيح ابن حبان برقم: ٥٧٣٦. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک جھوٹ سے بڑھ کر کوئی اور عادت نفرت کے قابل ناپسندیدہ نہیں تھی اور جب کوئی آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جھوٹ بولتا تو وہ ہمیشہ آپ کی نظر میں قابل نفرت رہتا یہاں تک کہ آپ جان لیتے کہ اس نے جھوٹ سے توبہ کرلی ہے۔

[٢] مسند أحمد «١٥: ٥٢٠»، رقم الحديث: ٩٨٣٦. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بچے سے کہا: آجاؤ، میں تمہیں یہ چیز دوں گا اور پھر اسے کچھ نہ دیا تو یہ بھی جھوٹ ہے۔

[٣] سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ، رقم الحديث: ٤٩٩٠، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: فِيمَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُضْحِكُ بِهَا النَّاسَ، رقم الحديث: ٢٣١٥، شعب الإيمان للبيهقي برقم: ٤٨٣١، وتفسير النسائي برقم: ١٤٦. ترجمہ: حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: تباہی وبربادی ہے اس شخص کے لئے جو ایسی بات کہتا ہے کہ لوگ سن کر ہنسیں حالاں کہ وہ بات جھوٹی ہوتی ہے، ایسے شخص کے لئے تباہی ہی تباہی ہے۔

القبائح.[١] والحديث رواه أحمد والطبراني أيضا كلهم عن جد حكيم وهو معاوية بن حَيَدَةَ القُشَيْرِيُّ رضي الله عنه، كذا قال الزَّبِيْدِيُّ. [٢]

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ، وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ، فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ، فَنَسِيتُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَجِئْتُ، فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ، فَقَالَ: يَا فَتَى، لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ، أَنَا هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ». أخرجه أبو داود.[٣] وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ». ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: «الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ». وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ: «أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ». قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ». أخرجه البخاري ومسلم.[٤] وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا،

---

[١] ينظر: فيض القدير شرح الجامع الصغير «٦: ٤٧٧»، للمناوي. ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے عذاب کی شدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے دہرایا، کیوں کہ اکیلے جھوٹ تمام گناہوں کا جڑ اور تمام بری چیزوں کا مجموعہ ہے۔ پھر جب اس میں شامل ہو جائے وہ ہنسی جو دل کو مار دیتی ہے، فراموشی کھینچتا ہے اور لاپرواہی پیدا کرتی ہے تو یہ بدترین گناہ ہو گا۔

[٢] ترجمہ: اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے، سب ہی حکیم کے دادا حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ امام زبیدی نے یہی کہا ہے۔

[٣] سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي الْعِدَةِ، رقم الحديث: ٤٩٩٦. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابو حمسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے کی بات ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے ایک سودا کیا اور کچھ قیمت باقی رہ گئی تو میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کر لیا کہ میں یہیں آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ مگر مجھے اپنی یہ بات تین دن بعد یاد آئی، پھر میں آیا تو آپ ﷺ وہیں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوان! تو نے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے۔ میں تین دن سے یہاں انتظار کر رہا ہوں۔

[٤] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الشَّهَادَاتُ | بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ، رقم الحديث: ٢٦٥٤، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا، رقم الحديث: ٨٧. ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تین بار آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا: ہاں، یا رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ اس وقت تک ٹیک لگائے ہوئے

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ». أخرجه الامام أحمد، والطبراني، وقال البيهقي: إسناده حسن. (١)

شهادة الزور: یعنی جھوٹی گواہی دینا۔ یہ اکبر الکبائر میں سے ہے اور اس سے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ قال الله تعالى: «وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ».(٢) وقال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا».(٣) وقال تعالى: «وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا».(٤) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ، فَقَالَ: «الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ،

تھے لیکن اب آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ہاں، اور جھوٹی گواہی بھی۔ انھوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اس جملے کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے: کاش! آپ ﷺ خاموش ہو جاتے۔

(١) مسند أحمد «١١: ٢٣٣»، رقم الحديث: ٦٦٥٢، شعب الإيمان للبيهقي برقم: ٤٨٠١، الطبراني. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعا مروی ہے کہ اگر چار عادتیں تم میں موجود ہیں تو دنیا سے اگر تمہیں کچھ بھی نہ ملے تو کوئی حرج نہیں؛ امانت کی حفاظت، سچ بولنا، اچھا اخلاق اور پاکیزہ حلال لقمہ۔

(٢) من سورة البقرة: ٢٨٣. ترجمہ: اور تم گواہی مت چھپاؤ اور جو شخص گواہی چھپائے گا اس کا دل گنہ گار ہو گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بہ خوبی واقف ہیں۔

(٣) من سورة النساء: ١٣٥. ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! آپ لوگ اچھی طرح انصاف کو بہ روئے کار لاؤ، اللہ کی رضا کے لئے گواہی دینے والے بنو۔ گو وہ گواہی اپنی ذات کے یا ماں باپ کے اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ اگر وہ مال دار یا غریب ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں سے زیادہ نزدیک ہیں۔ پس تم خواہش نفس کی پیروی مت کرو کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو یا پہلو تہی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے پوری طرح بہ خبر ہیں۔

(٤) من سورة الفرقان: ٧٢. ترجمہ: اور جو لوگ باطل کام میں شریک نہیں ہوتے اور جب وہ بے ہودہ کام کے پاس سے گذرتے ہیں تو سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں۔

وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ». فَقَالَ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟». قَالَ: «قَوْلُ الزُّورِ» أَوْ قَالَ: «شَهَادَةُ الزُّورِ». قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ: «شَهَادَةُ الزُّورِ». أخرجه البخاري ومسلم.(١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله تعالى عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ». أخرجه ابن ماجه، والحاكم وصححه.(٢) طالب مولی پر ضروری ہے کہ اس مہلک مرض سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ اگر اس بے داری سے پہلے کبھی اس جرم کا مرتکب ہوا تھا تو اس سے توبہ نصوح کرے۔ اگر کسی مسلمان کا کچھ نقصان ہوا تھا تو اس کی تلافی کرے۔

الیمین الغموس: یعنی گزشتہ کسی بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔ یہ بھی کبیرہ ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ». أخرجه البخاري.(٣) وعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ». قَالَ: فَقَالَ الْأَشْعَثُ: فِيَّ وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ؛ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ، فَجَحَدَنِي، فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ: احْلِفْ.

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابٌ: عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ، رقم الحديث: ٥٩٧٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا، رقم الحديث: ٨٨. ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبائر کا ذکر کیا یا (انھوں نے کہا کہ) نبی کریم ﷺ سے کبائر کے متعلق پوچھا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی کی (ناحق) جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں؟ فرمایا: جھوٹی بات یا فرمایا کہ جھوٹی شہادت (سب سے بڑا گناہ ہے)۔ شعبہ نے بیان کیا: میرا غالب گمان یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جھوٹی گواہی فرمایا تھا۔

(٢) سنن ابن ماجه | كِتَابُ الأحكَام | بَابٌ: شَهَادَةُ الزُّورِ، رقم الحديث: ٢٣٧٣، والمستدرك على الصحيحين «٤: ٩٨». ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم (حساب کتاب کے موقع پر) اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔

(٣) صحيح البخاري | كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ | بَابُ الْيَمِينِ الْغَمُوسِ، رقم الحديث: ٦٦٧٥. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل نفس اور جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہیں۔

قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه، إِذَنْ يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا». إِلَى آخِرِ الْآيَةِ». أخرجه البخاري، ومسلم، وأحمد، والطيالسي. (١)

الكلام في ذات الله أو صفات الله أو في دين الله بغير علم أو خلاف العلم المستفاد من مشكاة النبوة. یعنی اللہ تعالی کی ذات یا صفات یا اللہ تعالیٰ کے دین کے متعلق مشکات نبوت سے مستفاد علم کے خلاف گفتگو کرنا حرام ہے اور کبھی کبھی ایسی گفتگو انسان کو کافر، زندیق اور ملحد بنادیتی ہے، اور علم کے خلاف گفتگو کرنا حرام ہے اور منجر الی الکفر ہے۔ یہاں علم سے مراد علم الوحی ہے، کیوں کہ علم الوحی کے علاوہ باقی علوم محققین طریقت کے نزدیک مشکوک اور اوہام ہیں۔ ان کو علم سمجھنا صریح جہالت ہے، کیوں کہ علم حقیقی وہ ہے جس سے انسان کو اپنے مبدا اور منتہی کے ساتھ وابستگی حاصل ہو اور ان سے ملنے کی جستجو پیدا ہو۔ دل میں اپنے خالق اور رب رحیم کے ساتھ انتہائی محبت ہو اور ایک عاشق جیسا اپنے معشوق سے ملنے کی تیاری میں مصروف رہتا ہے ٹھیک یہ بھی اپنے مولائے حقیقی اور محبوب اعظم سے ملنے کے لئے ہر دم تیاری میں رہے۔ اس تیاری کی مصروفیت اس کو غیر محبوب سے اندھا اور بہرا کر دیا ہو جیسا کہ علم الوحی سے ہوتا ہے۔ بہ خلاف دنیا کے دیگر علوم کے کہ انسان ان علوم میں جتنا ترقی کرتا ہے اتنا ہی

---

(١) ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: فِي الْخُصُومَاتُ | بَابُ كَلَامِ الْخُصُومِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ، رقم الحديث: ٢٤١٧، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: وَعِيدُ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ، رقم الحديث: ١٣٨، سنن الترمذي | أَبْوَابٌ: الْبُيُوعُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: الْيَمِينُ الْفَاجِرَةُ يُقْتَطَعُ بِهَا مَالُ الْمُسْلِمِ، رقم الحديث: ١٢٦٩، سنن أبي داود | كِتَابٌ: الْأَيْمَانُ وَالنُّذُورُ | بَابٌ: فِيمَنْ حَلَفَ يَمِينًا لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لِأَحَدٍ، رقم الحديث: ٣٢٤٣، ومسند أحمد «٦: ٤٧»، رقم الحديث: ٣٥٧٦ . ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور وہ اس میں جھوٹا ہو تا کہ اس کے ذریعے سے کسی مسلمان کا مال مار لے تو وہ اللہ سے ملے گا جب کہ وہ اس پر غضب ناک ہو گا۔ حضرت اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث میرے ہی بارے میں ہے۔ میری اور ایک یہودی کی زمین مشترک تھی، وہ میرے حصے سے انکار کیا تو میں نے یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے حضور پیش کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہارے گواہ ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا: قسم اٹھاؤ۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مار لے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر معمولی مال حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اپنے مولائے حقیقی سے بیگانا ہوتا جاتا ہے بل کہ جو اکسفورڈ یا کیمبرج سے عمدہ ڈگریاں حاصل کر لیتا ہو وہ تو وجود مولی میں بھی شبہ کرنے لگتا ہے۔ اس لئے محققین طریقت اس کو جہل سے تعبیر کرتے ہیں۔

پس علم وہ ہے جس سے خدا کی قربت حاصل ہے اور جس کے پڑھنے پڑھانے سے خداوند قدوس سے دوری ہوتی ہے وہ جہل ہے۔ پس جو خداوند قدوس کے جتنا قریب ہے وہ اتنا بڑا عالم ہے اور جو خدا سے جتنا زیادہ دور ہو گا وہ اتنا بڑا جاہل ہے۔ پس اکس فورڈ سے ڈگریاں حاصل کرنے والے کو اگر وجود باری میں شک ہو تو وہ محققین طریقت کے نزدیک سب سے بڑا جاہل ہے۔ قال اللہ تعالی: «وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا».(١) وقال تعالی: «إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ».(٢) وقال تعالی: «وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ».(٣) وقال تعالی: «فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا» «ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ».(٤) وقال تعالی: «يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ».(٥) وقال تعالی: «قُلْ هَلْ

---

(١) من سورة الإسراء: ٣٦. ترجمہ: اور ایسی چیز کے پیچھے مت پڑو جس کے بارے میں تمہیں خبر نہیں۔ یقیناکان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں بازپرس ہوتی ہے۔

(٢) من سورة فصلت: ٤٠. ترجمہ: جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی اختیار کرتے ہیں وہ بالیقین ہم سے مخفی نہیں۔ کیا پس جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن بہ اطمینان آئے گا۔ کرو تمہارا جو جی چاہے، بے شک اللہ تعالی تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔

(٣) من سورة الأعراف: ١٨٠. ترجمہ: اور اللہ تعالی ہی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں، پس تم ان ناموں سے اللہ تعالی کو موسوم کیا کرو اور ان لوگوں سے تعلق مت رکھو جو اللہ کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی سزا ضرور ملے گی۔

(٤) من سورة النجم: ٢٩-٣٠. ترجمہ: پس آپ توجہ ہٹائیں اس سے جو ہماری نصیحت کا خیال نہیں کرتا اور دنیاوی زندگی کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں، اسی (دنیاوی زندگی) تک اس کے فہم کی رسائی ہے۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اس کو جو اللہ کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ خوب جانتا ہے اس کو جو راہ راست پر ہے۔

(٥) من سورة الروم: ٧. ترجمہ: وہ دنیا کی زندگی کے ظاہری پہلو کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے بے خبر ہیں۔

نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا» «الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا».(١) وقال تعالى: «وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ». (٢)

اس باب میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتوں کی نسبت کرنا ہے اور وہ صریح کفر ہے۔ قال الله تعالى: «وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ».(٣) اور دوسرے درجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتوں کی نسبت کرنا اور اس کے کفر ہونے میں علماء کرام کا دو قول ہے۔ ایک قول میں ایسی نسبت کرنے والا کافر ہے، لیکن جمہور علماء کرام اس شخص کو کافر نہیں سمجھتے۔ البتہ بڑا گناہ گار سمجھتے ہیں۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله

---

(١) من سورة الكهف: ١٠٣-١٠٤. ترجمہ: آپ دریافت کی جئے: کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ گھاٹے میں ہوں گے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کری کرائی محنت دنیا کی زندگی میں اکارت گئی اور وہ اسی خیال میں رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

(٢) من سورة الفاطر: ٢٨. ترجمہ: اور لوگوں میں، جانوروں میں اور چوپایوں میں اسی طرح مختلف رنگ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو ان کو جانتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست بڑے بخشنے والے ہیں۔

(٣) من سورة الأنعام: ٩٣. ترجمہ: اور اس شخص سے بڑا ظالم کون جس نے اللہ کے نام جھوٹ گھڑا، اس نے کہا: میرے پاس وحی آتی ہے حالاں کہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی اور جس نے کہا: میں ابھی اس جیسا کلام اتار تا ہوں جیسا اللہ نے اتارا ہے۔ اگر آپ دیکھیں: جس وقت ظالم موت کی تختیوں میں ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھا رہے ہوں گے (اور اظہار غیظ کے طور پر کہہ رہے ہوں گے:) اپنی جانیں نکالو! آج تمہیں ان ناحق باتوں کے بدلہ میں ذلت کا عذاب ملے گا جو تم اللہ کی شان میں کہا کرتے تھے اور تم اللہ کی آیتوں کو ماننے سے گھمنڈ کیا کرتے تھے۔

تعالى عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا؛ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ». أخرجه البخاري ومسلم.[١] یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر جھوٹ بولا جان بوجھ کر اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت ہے۔ یہ حدیث محققین اُمت کے نزدیک متواتر ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی «الموضوعات الکبری» میں ذکر کیا ہے کہ اس روایت کے راوی صرف صحابہ ہی میں ایک سو سے زائد ہیں۔[٢] دنیا میں اس قدر قوی کوئی حدیث نہیں۔ حافظ زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جس نے کسی متقی ماہر علم حدیث سے روایت حدیث کی اجازت حاصل نہیں کی اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا جائز نہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء امت کا اجماع ہے کہ جھوٹ بولنا مطلقا حرام ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا کس قدر بڑا گناہ ہو گا، کیوں کہ آپ کا قول و فعل شرع ہے۔[٣] امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے «المعجم الاوسط» میں اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے «الکامل فی ضعفاء الرجال» میں اور دیگر محدثین نے ایک لمبی روایت ذکر کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیاوی امور میں جھوٹ بولا تھا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جلانے کا حکم فرما دیا۔[٤] پس اے طالب صادق! اگر تجھ کو تیرے مولا نے اپنے فضل و کرم سے مقام رشد و ہدایت عنایت کیا تو تجھ کو اللہ کی باتیں بیان کرنے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی باتیں بیان کرنے میں خوب ہوش یاری سے کام لینا پڑے گا۔

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْعِلْمُ | بَابُ إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ، رقم الحديث: ١١٠، وصحيح مسلم | الْمُقَدِّمَةُ | بَابٌ: تَغْلِيظُ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ٣. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قصداً میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔

[٢] ينظر: تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة «١: ٩»، لأبي الحسن علي بن محمد، ابن عِرَاقَ الكناني، العلمية، والأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى، ص ٣٩-٤٠، لعلي القاري، الطبعة الثانية، المكتب الإسلامي. ذكره فيه عن اثنين ومأة من الصحابة، انظر منه من صفحة ٤٠ إلى صفحة ٧٠ لزاما.

[٣] ينظر: الأذكار من كلام سيد الأبرار، ص ٣٠٩.

[٤] ينظر: الكامل في ضعفاء الرجال «٤: ٥١»، دار الفكر.

الغيبة: پیٹھ پیچھے کسی کی برائی بیان کرنے کا نام غیبت ہے اور وہ سخت حرام ہے۔ اگر اس شخص نے معاف نہیں کیا تو معافی کی امید بہت کم ہے۔ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے کی نیکیاں مغتاب کو دے دیں گے۔ اگر اس شخص کی نیکی نہ ہو یا ہو لیکن کافی نہ ہو تو مغتاب کی برائیاں غیبت کرنے والا کا حوالہ کی جائیں گی۔ سالک راہ مولیٰ کو خوب ہوش یاری سے چلنا چاہئے۔ قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ».[1] عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ». أخرجه البخاري ومسلم.[2] وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ؛ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».[3] أخرجه الترمذي وحسنه، وأخرجه الإمام أحمد من

---

[1] من سورة الحجرات: ١٢. ترجمہ: اے ایمان والو! بہت کی بدگمانیوں سے بچو، بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور سراغ مت لگاؤ اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم گھن کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے توبہ قبول کرنے والے، بڑے رحم فرمانے والے ہیں۔

[2] صحيح البخاري | كتَابٌ: الْعِلْمُ | بَابٌ: لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، رقم الحديث: ١٠٥، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْقَسَامَةُ، وَالْمُحَارِبُونَ، وَالْقِصَاصُ، وَالدِّيَاتُ | بَابٌ: تَغْلِيظُ تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ، وَالْأَعْرَاضِ، وَالْأَمْوَالِ، رقم الحديث: ١٦٧٩.

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ میں فرمایا: بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت وآبرو تمہارے درمیان اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت وتقدس ہے۔ سن لو! یہ باتیں حاضر غائب کو پہنچادے۔

[3] ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی عزت (اس کی غیر موجودگی میں) بچائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے بچائے گا۔

حديث أسماء بنت يزيد رضى الله عنها بلفظ «مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ بِالْغِيبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ»، وإسناد أحمد حسن. (١)

تنبیہ: مسلمان عادل یا مستور الحال کی غیبت حرام ہے۔ اگر فاسق معلن ہو یا ظالم حاکم ہو یا گم راہ کن عالم ہو تو ایسے شخص کی غیبت حرام نہیں۔ حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی و دیگر بزرگان دین کا مقولہ ہے: ثَلَاثَةٌ لَا غِيْبَةَ لَهُمْ: الْإِمَامُ الْجَائِرُ، وَالْمُبْتَدِعُ، وَالْمُجَاهِرُ بِفِسْقِهِ. أخرجه ابن أبي الدنيا وغيره.(٢) اور اس پر اجماع امت ہے، کیوں کہ رجال علوم نبویہ پر جرح وقدح کرنا نہ صرف جائز بل کہ واجب ہے۔ صيانةً للدين عن غير الدين.(٣) اور اس پر حضرت عائشہ رضي الله تعالیٰ عنہا کی حدیث جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو «بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ، أَوِ ابْنُ الْعَشِيرَةِ».(٤) فرمایا تھا، شاہد عدل ہے۔ یہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔(٥) وعليه إجماع الأمة.(٦) غیبت کا کفارہ مغتاب سے معاف کرانا اگر وہ زندہ ہے اور اگر مر گیا تو اس کے لئے دعا کرنا۔ ممکن ہے کہ اس ذریعہ سے بھی معافی مل جائے۔ چناں چہ بعض حدیثوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے۔(٧)

---

(١) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الذَّبِّ عَنْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ، رقم الحديث: ١٩٣١، ومسند أحمد «٤٥: ٥٨٣»، رقم الحديث: ٢٧٦٠٩. ترجمہ: جو شخص اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے گوشت کا دفاع کرتا ہے (اس کی غیبت کا جواب دیتا ہے) تو اللہ تعالی پر یہ حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کر دے۔

(٢) ينظر: ذم الغيبة، ص ٢٩، لابن أبي الدنيا، والصمت له، ص ١٤٥. ترجمہ: تین شخص ایسے ہیں جن کی غیبت نہیں ہے: ظالم بادشاہ، بدعتی اور کھلم کھلا فاسق۔

(٣) ترجمہ: دین کو غیر دین سے محفوظ رکھنے کے لئے۔

(٤) ترجمہ: یہ اپنی قوم کا بہت ہی برا آدمی ہے۔

(٥) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ، رقم الحديث: ٦٠٥٤.

(٦) ترجمہ: اس پر علمائے امت کی اتفاق ہے۔

(٧) دیکھئے: الدعوات الكبير للبيهقي «٢: ٢١٣».

طالب مولی پر حقوق العباد کا خیال رکھنا سخت ضروری ہے، کیوں کہ حقوق اللہ میں اگر قصور بھی ہو جاتا ہے تو وہ مولی کریم ورحیم ہے وہ فرماتا ہے۔ «يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ».[١] بہ خلاف حقوق العباد کے کہ اس کا معاف کرانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اولا بندہ میں وہ کرم کہاں؟ اور ثانیا تمہاری غیبت اس کے حق میں ایک عظیم ترین عبادت ہے، اس لئے جملہ ارواح کے طبیب اعلیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَحَدٍ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ» أخرجه البخاري والترمذي.[٢]

النميمة: چغلی کرنا۔ ایک کی بات دوسرے کی طرف بری نیت سے نقل کرنا یا کسی کے راز کو ظاہر کر دینا، یہ بھی حرام ہے۔ قال الله تعالى في معرض الذم: «هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ» «مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ» «عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ».[٣] وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيثَ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا

---

[١] من سورة الانفطار: ٦. ترجمہ: اے انسان! تجھے کس چیز نے دھوکہ میں ڈالا تیرے رب کریم کے معاملہ میں؟

[٢] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ، فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ، رقم الحديث: ٢٤٤٩، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ، رقم الحديث: ٢٤١٩. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم، بل کہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے (مظلوم) ساتھی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔

[٣] من سورة القلم: ١١-١٣. ترجمہ: طعنہ دینے والا، چغلیاں کھانے والا، نیک کاموں سے روکنے والا، سرکشی میں حد سے گزرنے والا، گناہوں کا ارتکاب کرنے والا، اجڈ (سخت مزاج) ہے اور ان (عیوب) کے علاوہ وہ بدنامی (حرامی) بھی ہے۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ». وفی روایة «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ». أخرجه البخاري ومسلم وأبو داود والترمذي.[١] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا». أخرجه البخاري ومسلم. [٢]

سالک راہ مولی پر ضروری ہے کہ اپنے نفس کو نمیمہ سے بچائے، چغلی کے جتنے اقسام ہیں ان سے دور رہے۔ چغلی کے بدترین قسم سخن چینی ہے۔ ایک شخص کی بات دوسرے کی طرف نقل کرکے ان کے آپس کے خوش گوار تعلقات کو برباد کر دینا یا دو دشمنوں کی دشمنی اور عداوت بڑھانے کی کوشش کرنا عربی میں ایسے شخص کو ذوالوجہین اور ذواللسانین کہتے ہیں۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ،

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ، رقم الحديث: ٦٠٥٦، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ، رقم الحديث: ١٠٥، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي الْقَتَّاتِ، رقم الحديث: ٤٨٧١، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي النَّمَّامِ، رقم الحديث: ٢٠٢٦. ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ فلاں شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کھاتا ہے) انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنت میں قتات (چغل خور) نہیں جائے گا۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْوُضُوءُ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢١٨، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الطَّهَارَةُ | بَابٌ: الدَّلِيلُ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ، رقم الحديث: ٢٩٢. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی نہیں کہ کسی بڑی اہم بات پر ہو رہا ہے۔ ہاں! ان میں ایک شخص تو چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے کے لئے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہری ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کرکے دونوں کی قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کا عذاب کم ہو جائے۔

الَّذي يَأْتي هَؤُلَاءِ بوَجْه، وَهَؤُلَاءِ بوَجْه». أخرجه البخاري ومسلم وأحمد.[١]وَعَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ» أخرجه البخاري في «الأدب المفرد»، وأبو داود.[٢] اور اس قبیل سے ایک شخص کے سامنے تعریف کرنا اور پیٹھ پیچھے اس کی مذمت کرنا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو نفاق سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ حکومت ظالمہ کے کسی رکن کے سامنے اس کی یا اس کی حکومت کی تعریف کرنی اور پیٹھ پیچھے اس کو ظالم کہنا صحابہ کرام کے نزدیک نفاق ہے۔ جیسے امام بخاری وامام طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا ہے۔[٣]

المدح (تعریف کرنا): یہ بہ نفسہ کوئی قبیح نہیں اس لئے اس کے متعلق دو قسم کی حدیثیں ہیں۔ «قرآن کریم» میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جملہ اکابر انبیاء علیہم السلام کی مدح موجود ہے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت صحابہ کی مدح فرمائی ہے، بالخصوص حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضي اللہ تعالیٰ عنہما کی مدائح سے دواوین حدیث کی کتاب المناقب پر ہے۔ لیکن اس کے بہ وجود مدح اور مداحین کی مذمت بھی حدیث شریف میں وارد ہوئی۔ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: «قَامَ رَجُلٌ يُثْنِي عَلَى

---

[١] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ، رقم الحديث: ٦٠٥٨، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: ذَمُّ ذِي الْوَجْهَيْنِ وَتَحْرِيمُ فِعْلِه، رقم الحديث: ٢٥٢٦، سنن أبي داود | أَوْلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ، رقم الحديث: ٤٨٧٢، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ، رقم الحديث: ٢٠٢٥، ومسند أحمد «١٢: ٢٩٥»، رقم الحديث: ٧٣٤١ . ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضي اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین اس شخص کو پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے پاس ایک رخ سے آتا ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس دوسرے رخ سے جاتا ہے۔

[٢] ينظر: سنن أبي داود | أَوْلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ، رقم الحديث: ٤٨٧٣، والأدب المفرد برقم الحديث: ١٢٨٥. ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دنیا میں دو منہ ہوئے (جو آدمی دورخا ہو) قیامت کے روز اس کی دو زبانیں ہوں گی جو آگ کی ہوں گے۔

[٣] عَنْ زيد بن عبد الله بن عمر، قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ: «إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا، فَنَقُولُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ. قَالَ: كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا». (صحيح البخاري | كِتَابُ الْأَحْكَامِ | بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ، رقم الحديث: ٧١٧٨).

أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ، فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثِي عَلَيْهِ التُّرَابَ، وَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْثِيَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ». أخرجه مسلم وأحمد وأبو داود والترمذي.(١) تطبیق یہ ہے کہ شرعی مصالح کو مد نظر رکھ کر مدح جائز ہے۔ بہ شرطے کہ اس میں کسی قسم کا جھوٹ یا غلو نہ ہو اور اگر اس میں جھوٹ ہو تو حرام ہے یا غلو ہو تو جس قسم کا غلو ہو گا اسی قسم کا حکم ہو گا۔ قال الله تعالى في كتابه: «يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ».(٢) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالَى وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ». أخرجه البيهقي في «الشعب». (٣)

السخرية (مزاق کرنا): قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ».(٤) یعنی کسی کی تحقیر و توہین کرنا حرام ہے۔

---

(١) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الزُّهْدُ وَالرَّقَائِقُ | بَابٌ: النَّهْيُ عَنِ الْمَدْحِ إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ، رقم الحديث: ٣٠٠٩، سنن أبي داود | أَوْلُ كِتَابِ الْأَدَبِ | بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ التَّمَادُحِ، رقم الحديث: ٤٨٠٤، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمِدْحَةِ وَالْمَدَّاحِينَ، رقم الحديث: ٢٣٩٣، ومسند أحمد «٣٩: ٢٤٦»، رقم الحديث: ٢٣٨٢٣. ترجمہ: حضرت ابو معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کسی امیر کی تعریف کر رہا تھا۔ سیدنا مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ نے اس پر مٹی ڈالنا شروع کی اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا کہ تعریف کرنے والوں کے منہ پر مٹی ڈالیں۔

(٢) من سورة النساء: ١٧١. ترجمہ: اے آسمانی کتاب کے ماننے والو! اپنے دین میں حد سے مت بڑھو اور اللہ کے حق میں سچی بات کے سوا مت کہو۔

(٣) ينظر: شعب الإيمان «٤: ٢٣٠»، رقم الحديث: ٤٨٨٦.- هامش الكاشف عن حقائق السنن «٩: ١٤١»، العلمية. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب فاسق کی مدح سرائی کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اس کی (تعریف کی) وجہ سے اس کا عرش لرز جاتا ہے۔

(٤) من سورة الحجرات: ١١. ترجمہ: اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ کرے۔ کیا عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں: عورتوں کا مذاق کریں۔ کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے لوگوں کا عیب مت نکالو اور ایک دوسرے کو بُرے القاب سے مت پکارو۔ ایمان کے بعد گنہ گاری کا لفظ بہت برا ہے اور جنہوں نے توبہ نہیں کی تو وہی ظلم پیشہ ہیں۔

إيذاء الناس(لوگوں کو تکلیف دینا): عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ». أخرجه البخاري ومسلم.(١) وَعَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رحمه الله تعالى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ؟ قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ». أخرجه البخاري.(٢) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ». أخرجه البخاري. (٣)

المخاصمة(جھگڑا کرنا): عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ». أخرجه البخاري. (٤)

المجاورة والمماراة(کٹ حجتی اور ظلم کرنا): عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله تعالى عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ؛ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ؛ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ؛ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا». أخرجه الترمذي. (١)

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، رقم الحديث: ١٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ، رقم الحديث: ٤٠. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

(٢) صحيح البخاري كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ، رقم الحديث: ٦٠١٦. ترجمہ: حضرت ابو شریح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم! وہ ایمان والا نہیں! عرض کیا گیا: کون یارسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

(٣) صحيح البخاري | كِتَابُ النِّكَاحِ | بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ، رقم الحديث: ٥١٨٥. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

(٤) صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ، رقم الحديث: ٢٤٥٧. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ وہ آدمی ناپسندیدہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

السب والفحش(گالی اور فحاشی کرنا):عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ». أخرجه البخاري ومسلم.[٢]

فضول الكلام(بے ہودہ بات چیت کرنا):عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيه». أخرجه الترمذي.[٣]

فصل في آفات الجوارح وشهوة الفرج

(اعضا کی آفتوں اور شہوت شرم گاہ کا بیان)

فمن الجوارح: «اليدان»(ہاتھوں کی حفاظت): عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ». أخرجه البخاري ومسلم.[٤] يعنی

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْمِرَاءِ، رقم الحديث: ١٩٩٣. ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص باطل پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے اس کے لئے جنت کے اطراف میں ایک محل تیار کیا جائے گا اور جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے اس کے لئے جنت کے وسط میں (محل) تیار کیا جائے گا اور جو شخص اپنے اخلاق اچھے کر لے اس کے لئے (جنت کے) بلند ترین حصے میں محل تیار کیا جائے گا۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْأَدَبُ | بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ، رقم الحديث: ٦٠٤٤، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ، رقم الحديث: ٦٤. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔

[٣] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٣١٧. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

[٤] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، رقم الحديث: ١٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ، رقم الحديث: ٤٠. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہونچا ہو۔ سالک راہ مولی پر ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ کو ایذا سے بچائے اور دین کی خدمت اور خلق خدا کی خدمت میں لگائے۔

طریقت بہ جُز خدمتِ خلق نیست • بہ تسبیح و سجّادہ و دلق نیست[1]

ومنها: «**الرجلان**» (پیروں کی حفاظت): قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهُ فَقَدْ خَلَعَ عَنْ عُنُقِهِ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ**». أخرجه البيهقي.[2] قال الله تعالى: «**وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا**».[3] وقال تعالى: «**وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ**».[4] وقال تعالى: «**إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ**».[5] نیک کام میں چلنے سے قدم قدم پر ثواب ملتا ہے اور برے کام میں چلنے سے قدم قدم پر عذاب۔ قیامت کے دن قدموں کی شہادت لی جائے گی۔ قال الله تعالى: «**الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ**». [6]

---

[1] دیکھئے: بوستان ص ۷، قدیمی کتب خانہ، شیخ سعدی۔ ترجمہ: طریقت خدمتِ خلق کے سوا کچھ اور نہیں ہے کہ یہ تسبیح اور سجادہ (مصلی) اور گُدڑی میں نہیں ہے۔

[2] ينظر: شعب الإيمان برقم: ٧٦٧٥. ترجمہ: حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ظالم کا ساتھ دے تا کہ وہ اس کو تقویت پہنچائے حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے، ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

[3] من سورة الإسراء: ٣٧. ترجمہ: اور زمین میں اکڑ کر مت چلو، تو نہ تو زمین پھاڑ سکتا ہے اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے۔

[4] من سورة لقمان: ١٩. ترجمہ: اور میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو پست رکھے۔ بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

[5] من سورة يس: ١٢. ترجمہ: بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں وہ اعمال جو انھوں نے آگے بھیجے ہیں اور ان کے آثار بھی اور ہر چیز کو ہم نے واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔

[6] من سورة يس: ٦٥. ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگائیں گے، ہم سے ان کے ہاتھ بات کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے ان کاموں کی جو وہ کیا کرتے تھے۔

السمع(کان کی حفاظت): قال الله تعالى: «وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا». (١)

البصر(آنکھ کی حفاظت): قال الله تعالى: «وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا». (٢)

شهوة الفرج(شرم گاہ کی شہوت): عوام کے عرف میں اصلی شہوت اسی کو کہتے ہیں۔ اسلامی شریعت نے اس کو افراط و تفریط سے بچا کر ایک معتدلانہ طریقہ پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے جس سے وہ ایک اہم نوعی، مذہبی اور قومی خدمت بن گئی ہے۔ تفصیل تو مطولات میں ہے اس مختصر رسالہ میں بس اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ اسلام نے منی کو تحفظ نوع انسان کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے۔ قال الله تعالى: «فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ». (٣)

اس لئے اسلام نے استعمال منی کا صرف وہ طریقہ جائز رکھا جس سے وہ متقدم الذکر مقصود حاصل ہو یعنی نکاح صحیح کے ساتھ شہوت رانی متقدم الذکر مقصود حاصل کرنے کی نیت سے ہو۔ قال الله تعالىٰ: «وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ» «إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ» «فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ». (٤) اس کے علاوہ شہوت رانی کے جتنے طریقے آج تک ایجاد ہو چکے اور قیامت تک ہونے والے ہیں سب کو حرام قرار دیا اور ایسے کرنے

---

(١) من سورة الإسراء: ٣٦ . ترجمہ: اور ایسی چیز کے پیچھے مت پڑو جس کے بارے میں تمہیں خبر نہیں۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں باز پرس ہوتی ہے۔

(٢) من سورة الإسراء: ٣٦. ترجمہ: اور ایسی چیز کے پیچھے مت پڑو جس کے بارے میں تمہیں خبر نہیں۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں باز پرس ہوتی ہے۔

(٣) من سورة البقرة: ١٨٧ . ترجمہ: لہذا اب ان عورتوں کے ساتھ بے پردہ اپنا بدن لگاؤ اور اللہ نے جو کچھ تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کو چاہو۔

(٤) من سورة المؤمنين: ٥-٧. ترجمہ: اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں سے اور ان سے جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ۔ پس وہ یقیناً ملامت کئے ہوئے نہیں ہیں، پس جو کوئی اس کے علاوہ چاہے پس وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔

والوں کو عادی یعنی نوع انسان پر ظلم کرنے والے اور مسرف یعنی فضول خرچ کرنے والے قرار دیا۔ قال الله تعالى: «فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ».(١) وقال الله تعالى: «إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ». (٢)

اسلام کی نظر میں مال کا اسراف بھی حرام ہے لیکن منی کا اسراف اس سے کہیں زیادہ حرام ہے۔ کیوں کہ مال انسان کے قوام معیشت کا ذریعہ ہے۔ قال الله تعالى :«وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا».(٣) اور منی انسان کے وجود کا وحید اور تحفظ نوع انسان کا اہم ذریعہ ہے اس لئے اسلام نے اس کے اسراف کے تقریبا اکثر جزئیات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ فقہ وحدیث کی کتابوں میں کتاب النکاح، کتاب الطلاق اور اس کے متعلقات اور کتاب الحدود کے «باب حد الزنا وما يتعلق به» مثل لواطت وغیرہ، یہ سب کے سب یا تو منی کے اقتصاد کی جزئیات ہیں یا اسراف کی۔

پس طالب مولی پر ضروری ہے کہ اپنے نفس کو اسراف منی کے جملہ طریقوں سے بچائے اور اقتصاد منی کے جائز طریقہ یعنی اپنی منکوحہ صحیحہ کے ساتھ شہوت متقدم الذکر مقاصد کو سامنے رکھ کر عمل میں لائے۔ يعني: (١) وجود النوع الإنساني. (٢) حفظ النوع الإنساني. (٣) تكثير سواد المسلمين. (٤) تحصيل الولد الصالح الذي يكون مجاهدًا فى سبيل الله بالسيف واللسان والقلم، ولا يخاف في الله لومة لائم. اللهم اجعلنا منهم، وارزقنا منهم.(٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي

---

(١) من سورة المؤمنين: ٧. ترجمہ: پس وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔

(٢) من سورة الأعراف: ٨١. ترجمہ: کیا تم ایسی بدکاری کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کی۔ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت پوری کرتے ہو، بل کہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔

(٣) من سورة النساء: ٥. ترجمہ: اور تم ناسمجھوں کو اپنے وہ اموال مت دو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے اور ان کو اس مال میں سے کھلاتے (پلاتے) اور پہناتے (اوڑھاتے) ہو اور ان سے بھلی بات کہو۔

(٤) یعنی (١) نسل انسانی کا وجود۔ (٢) نسل انسانی کا تحفظ۔ (٣) مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ۔ (٤) نیک بچے کا حصول جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار، زبان اور قلم سے جہاد کرنے والا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ان میں سے بنا اور ہمیں ان میں سے عطا فرما۔

الله تعالى عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أَنَّى لِي هَذِهِ؟ فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ». أخرجه أحمد.[١]

ان مقاصد کے خلاف شہوت رانی کو حرام قرار دیا۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ». أخرجه البخاري.[٢]

أبواب التحلية والتعمير

(تحلیہ اور تعمیر نفس کا بیان)

ابواب التزکیہ کی ابتدا میں «صحیح مسلم» کی حدیث «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ» کے ماتحت یہ گزر چکا کہ اسلام کا آدھا تزکیہ اور آدھا تحلیہ ہے۔ سو تزکیہ کے متعلق تو قدرے تفصیل گزری اب تحلیہ کے متعلق قدرے تفصیل کی ضرورت ہے۔ تزکیہ کی ابتدا جیسے ظاہری طہارت سے ہوئی اور انتہا «تزكية السر عما سوى الله»[٣] پر ہوئی، یعنی باطن قلب کا غیر اللہ سے پاک ہونے پر ہوئی۔ ٹھیک تحلیہ کی ابتدا بھی ظاہر کلمہ «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ»[٤] سے ہوتی ہے اور انتہا ایمان تحقیقی اور محبوب حقیقی کی معیت شہودی پر ہوتی ہے اور اس ابتدا و انتہا کے مابین جملہ عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ اور مقامات عالیہ داخل ہیں۔ چوں کہ

---

[١] ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل صالح بندے کا جنت میں درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: رب جی! یہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ وہ فرماتا ہے: تیرے بچے کے تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابُ النُّهْبَى، رقم الحديث: ٢٤٧٥. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زنا کرنے والا مؤمن رہتے ہوئے زنا نہیں کر سکتا، شراب خوار مؤمن رہتے ہوئے شراب نہیں پی سکتا، چور مؤمن رہتے ہوئے چوری نہیں کر سکتا اور کوئی شخص مؤمن رہتے ہوئے لوٹ اور غارت گری نہیں کر سکتا کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھی ہوئی ہوں اور وہ لوٹ رہا ہو۔

[٣] ترجمہ: باطن کو ماسوا اللہ سے پاک کرنا۔

[٤] ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

عقائد صحیحہ صرف سنت جماعت کے عقائد ہیں اور اس کے متعلق ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں، اس لئے اس مختصر کتاب میں اس کا لکھنا ضروری نہیں سمجھا۔

البتہ یہ عرض کرتا ہوں کہ سالک پر سب سے پہلا ضروری امر یہ ہے کہ اپنے عقائد کو سنت جماعت کے عقائد کے موافق بنائے، اس کے بعد اپنے اعمال کی ظاہری اصلاح کے لئے فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع اور مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کے موافق عمل کو درست کرے اور خود مجتہد نہ ہے۔ کیوں کہ آج کل شرائط اجتہاد کا موجود ہونا تقریبا ناممکن ہے، لیکن مذاہب اربعہ کے ساتھ ساتھ مقید ہونے کے باوجود اگر اہل نظر ہے تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر خوب زیادہ نظر رکھے، کیوں کہ یہی اصل دین ہے، اور اپنے مذہب کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق اُتارنے کی کوشش کرے اور اگر اہل نظر نہیں تو ہر حادثہ میں کسی دین دار عالم کی طرف رجوع کرے۔ قال الله تعالى: «فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ».[1] وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ». أخرجه أبو داود في حديث طويل.[2] عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ پر مداومت کرنے سے قلب میں جو مختلف کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں جو بالآخر تجلی دائمی اور معیت شہودی کی طرف پہوں چانے والی ہیں اور جن کو اس فن کے علما احوال اور مقامات سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہم اس رسالہ میں ان احوال و مقامات کے متعلق قدرے بحث کریں گے۔

تمہید: اس فن کے علماء کرام رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک احوال اور مقامات کی تعریف میں اور مابہ الامتیاز میں اور تعیین میں سخت اختلاف ہے۔ یہ مختصر رسالہ ان امور کے بیان کے لائق نہیں اس لئے یہاں صرف مشہورات پر اکتفا کیا جاتا ہے، البتہ بعد کو بعض دیگر تحقیقات کا بھی قدرے اضافہ کیا جائے گا۔ قال الإمام الهمام أبو طالب فى كتابه «قوت القلوب»: «أصول مقامات اليقين التي تُرَدُّ إليها فروع أحوال المتقين تسعة: التوبة، والصبر، والشكر، والرجاء، والخوف،

---

[1] من سورة النحل: ٤٣. ترجمہ: پس حاملین ذکر سے تحقیق کرلو اگر تم نہیں جانتے۔

[2] ينظر: سنن أبي داود | كِتَابُ الطَّهَارَةِ | بَابٌ: فِي الْمَجْرُوحِ يَتَيَمَّمُ، رقم الحديث: ٣٣٦. ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔

والزهد، والتوكل، والرضا، والمحبة».[1] اس نالائق کی تحقیق میں اس پر کم از کم ان امور کا اضافہ ضروری ہے:(۱۰) انس (۱۱) اخلاص (۱۲) صدق (۱۳) بندگی (۱۴) مشاہدہ (۱۵) توحید۔ یہ پندرہ مقامات ہیں جن سے علم تصوف میں بحث ہوتی ہے اور وہ اپنے مبادی کے اعتبار سے گو مختلف ہیں لیکن نتیجہ اور منتہی کے اعتبار سے متحد ہیں اور سب کے سب توحید کی مختلف اضافات اور کیفیات ہیں۔ مثلاً منتہی کی توبہ ایک کے علاوہ سب سے، صبر ایک کے لئے، شکر ایک کا اور رجا صرف ایک سے، خوف صرف ایک کا اور زہد ایک کے غیر سے اور توکل ایک پر، رضا ایک سے، محبت ایک کی، انس ایک سے، اخلاص یعنی عبادت صرف ایک کے لئے، صدق یعنی صرف ایک کی موافقت ومتابعت، عبودیت یعنی صرف ایک کی غلامی، مشاہدہ صرف ایک کے سامنے حاضر رہنا اور توحید سب کے لئے جامع ہے۔

یکے بیں ویکے داں ویکے گو • یکے خواہ ویکے خواں ویکے جو[2]

كتاب التوبة

(توبہ کا بیان)

توبہ کے معنی رجوع ہونے کے اور وہ جب بندہ کی صفت ہوتا ہے تو اس کے معنی اپنے کئے ہوئے پر شرمندہ ہو کر مولی کی طرف رجوع ہونا، معافی مانگنا اور مستقبل کے لئے عہد کرنا کہ پھر ایسا نہیں کریں گے، اور جب اللہ کی صفت ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے لطف وکرم کو بندہ کی طرف رجوع کر دیا اور اس کو معاف کر دیا۔

توبہ کی قسمیں:

توبہ کی قسمیں بہت ہیں : (اول) گناہ سے توبہ۔ (دوم) نیک کام کرنے میں جو کوتاہی اور تقصیر واقع ہوتی ہے اس سے توبہ۔ (سوم) آداب ربوبیت کی بجا آوری میں جو قصور واقع ہوتے ہیں ان سے توبہ۔ (چہارم) غیر اللہ کی طرف توجہ سے توبہ۔ (پنجم)

---

[1] ينظر: قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد الى مقام التوحيد «٢: ٤٩٩»، مكتبة دار التراث. ترجمہ:امام ابو طالب نے اپنی کتاب «قوت القلوب» میں فرمایا: مقامات یقین جن پر متقین کے احوال کی شاخیں متفرع ہوتی ہیں ان کی بنیادیں نو ہیں:(۱) توبہ۔(۲) صبر۔ (۳) شکریہ۔(۴) امید۔(۵) خوف۔(۶) زہد۔(۷) بھروسہ۔(۸) قناعت۔(۹) محبت۔

[2] یہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ ترجمہ: معبود کو ایک جانو، ایک دیکھو، ایک کہو، ایک اسی کو چاہو، ایک اسی کا ذکر کرو اور ایک اسی کو چاہو۔

غیر اللہ کے خطرات سے توبہ۔ (ششم) استغراق في مشاہدۃ المحبوب میں جو کمی واقع ہوتی ہے اس سے توبہ یعنی محبوب کے جہاں آرا وپر جلال وجمال کے مشاہدہ میں محبوب کے شایان شان استغراق نہ ہونے کی وجہ سے توبہ کرنا۔ یہی توبہ حضرت سید المرسلین ودیگر اولوا العزم انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے، اس کو حضرت سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام نے غین قلب کے توبہ سے تعبیر فرمایاہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں: عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رضي الله تعالى عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ». أخرجه مسلم. (١)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ توبہ سے مقامات شروع ہوتے ہیں اور ختم بھی ہوتے ہیں، اس لئے حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ «مدارج السالکین» میں تحریر فرماتے ہیں: «ومنزل «التوبة» أول المنازل، وأوسطها، وآخرها، فلا يفارقه العبد السالك، ولا يزال فيه إلى الممات، وإن ارتحل إلى منزل آخر ارتحل به، واستصحبه معه ونزل به، فالتوبة هي بداية العبد ونهايته، وحاجته إليها في النهاية ضرورية، كما أن حاجته إليها في البداية كذلك». (٢) اس لئے آفتاب رسالت ﷺ کو اخیر عمر میں کثرت استغفار کا حکم دیا گیا۔ فرماتے ہیں: «إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ» «وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا» «فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا». (٣) علاوہ بریں توبہ واستغفار خود

---

(١) ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: اسْتِحْبَابُ الِاسْتِغْفَارِ، رقم الحديث: ٢٧٠٢، وسنن أبي داود | كِتَابُ الصَّلَاةِ | بَابٌ: فِي الِاسْتِغْفَارِ، رقم الحديث: ١٥١٥. ترجمہ: حضرت اغرّ المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(٢) مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين «١: ١٤٩»، لابن قيم الجوزية. ترجمہ: توبہ کی منزلہ اول، درمیانی اور آخری منزلہ ہے، اس لئے نیک بندہ اسے نہیں چھوڑ سکتا اور مرتے دم تک اسی میں رہتا ہے۔ اگر وہ دوسری منزلہ میں جائے تو اس کے ساتھ جائے، اسے اپنے ساتھ لے جائے اور اس کے ساتھ قیام کرے۔ پس توبہ بندہ کی ابتدا اور انتہا ہے اور آخر میں اس کی ضرورت لا محالہ ہے جس طرح اس کی حاجت شروع میں بھی ایسا ہی ہے۔

(٣) من سورة النصر: ١-٣. ترجمہ: جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے دین میں گروہ گروہ داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ پاکی بیان کریں اور اس سے گناہ بخشوائیں۔ بلاشبہ وہ بہت معاف کرنے والے ہیں۔

ایک مستقل عبادت اور ذکر الٰہی بھی ہے۔ سورہ نصر کی توبہ سے یہ آخری توبہ مراد ہو سکتی ہے، یعنی امور تبلیغیہ میں مشغولیت کی وجہ سے آپ کے استغراق فی المحبوب میں جو فتور واقع ہوتا تھا اس سے توبہ کی جئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ استغفار کرتے رہیں، یہی سب سے افضل واعلی عبادت ہے، کیوں کہ سب سے بہترین عبادت دعا ہے۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضي الله عنهما قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ». ثُمَّ قَرَأَ: «وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ».[1] سب سے بہترین دعا استغفار ہے تو آپ کثرت سے استغفار کرتے رہیں تاکہ آپ کا وصال افضل ترین عبادت پر ہو۔ «صحیح بخاری» میں موجود ہے کہ آپ کا وصال اس دعا پر ہوا: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ». [2]

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش • عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش • کس نہ تواند کہ بہ جا آورد[3]

ارکان توبہ

توبہ کے رکن چار ہیں: (اول) علم، یعنی اس بات کو جاننا کہ گناہ مہلک زہر ہے اور بندہ اور مولی کے مابین حجاب ہے۔ (دوم) ندم، گناہ کے بعد اپنے مولی کے سامنے شرمندہ ہو جانا اور رونا اور گڑگڑانا کہ وہ پردہ اٹھ جانے کا حکم صادر فرمائے۔ فی الحقیقت توبہ کا اصلی رکن یہی ندم ہے، اس لئے حدیث شریف میں ندم کو توبہ کہا گیا ہے۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

---

[1] سنن الترمذي | أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِ، رقم الحديث: ٣٢٤٧. ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: دعا بھی ایک عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: «تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ کو پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عن قریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

[2] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْمَغَازِي | بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَفَاتِهِ، رقم الحديث: ٤٤٤٠. ترجمہ: اے اللہ! بخش دے مجھ کو اور رحم فرما مجھ پر اور مجھ کو رفیق اعلیٰ (انبیاو ملائکہ) سے ملادے۔

[3] ترجمہ: بندہ وہی بندہ ہے جو اپنی کوتاہی کا عذر خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں لاوے، ورنہ خدا کی طرف سے اسے سزا دی جائے گی۔ یہ کوئی نہیں کر سکتا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النَّدَمُ تَوْبَةٌ». أخرجه ابن حبان، والحاكم وصححه، وابن ماجه، والطيالسي وغيرهم.[١] والحديث له طرق وشواهد كثيرة، ولهذا قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى: إنه حديث حسن.[٢]وقال بعضهم: إنه صحيح، والحديث على وزن حديث «الْحَجُّ عَرَفَةُ». [٣]

سوم: ترک کا قصد مصمم، یعنی گناہ کو فی الحال ترک کر دینا اور مستقبل میں نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرنا۔ (چہارم) تلافی ماضی، یعنی اس گناہ سے حقوق اللہ یا حقوق العباد میں جو نقصان واقع ہوا اس کی تلافی کرنا۔ مثلاً گناہ اگر ترک صلاۃ یا صوم ہے تو اس کو قضا بھی کرنا اور اگر کسی کا کوئی مال چوری کیا ہو یا غصب کیا ہو تو اس کو واپس دے دینا۔ یہ چار امور یعنی علم مذکور، ندم مذکور، ترک مذکور اور تلافی مذکور کے مجموعہ کا نام توبہ ہے، اور اس کی تکمیل الفاظ استغفار کو زبان سے معہ حضوری قلب بہ صد تضرع وابتہال ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ استغفار کے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینی افضل ہے۔ ایک حدیث میں بھی نماز کا ذکر آیا ہے۔ [٤]

---

[١] ينظر: التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان «٢: ٧٩-٨٠»، رقم الحديث: ٦١٣، دار باوزير، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: ذِكْرُ التَّوْبَةِ، رقم الحديث: ٤٢٥٢، المستدرك على الصحيحين «٤: ٣٧٣»، رقم الحديث: ٧٦٩٣، دار الحرمين، ومسند أبي داود الطَّيَالِسِيِّ، رقم الحديث: ٣٧٦. ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توبہ نام ہی ندامت کا ہے۔

[٢] ينظر: فتح الباري شرح صحيح البخاري «١٣: ٥٧٥»، العلمية. ترجمہ: حدیث کی بہت سی طرق وشواہد ہیں، اسی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

[٣] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْحَجِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَنْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ بِجَمْعٍ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ، رقم الحديث: ٨٨٩. ترجمہ: بعض نے کہا: یہ صحیح ہے اور یہ حدیث اس حدیث کے وزن پر ہے: «الْحَجُّ عَرَفَةُ» (حج تو عرفہ ہی کا نام ہے)۔

[٤] عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ. قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ». ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ : «وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ» إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. (سنن أبي داود | كِتَابُ الصَّلَاةِ | بَابٌ : فِي الِاسْتِغْفَارِ، رقم الحديث: ١٥٢١).

التوبة عن المعاصي: یعنی گناہوں سے توبہ کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».[١] ومعنى النصوح: هو الخالص لله تعالى، الخالى عن الشوائب.[٢] وقال الله تعالى: «وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ».[٣] وقال الله تعالى: «وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ».[٤] عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، تُوبُوا إِلَى رَبِّكُمْ؛ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ». أخرجه مسلم، والطيالسي، وأحمد، وعبد بن حميد.[٥] اپنی کوتاہی سے توبہ، یعنی اپنے عجز ودرماندگی کا احساس کہ اپنی کوئی عبادت بھی اس بارگاہ عالی میں پیش کرنے کے لائق نہیں، اس لئے بہ وجود کثرت عبادت کے زبان میں استغفار وتوبہ جاری رکھنا۔ قال الله تعالى: «وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

---

[١] من سورة التحريم: ٨. ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم اللہ کے سامنے سچی پکی توبہ کرو۔ ہو سکتا ہے تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں مٹادے اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جس دن اللہ تعالی نبی کو اور ان کے ساتھ والوں کو رسوا نہیں کریں گے۔ ان کی روشنی ان کے ساتھ ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہی ہوگی۔ وہ دعا کرتے ہوں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لئے ہماری روشنی آخر تک باقی رکھئے اور ہمارے گناہ بخش دی جئے۔ بے شک آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

[٢] قَالَ قَتَادَةُ رحمه الله تعالى: «تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا»: الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ. (صحيح البخاري | كِتَابٌ: الدَّعَوَاتُ | بَابُ التَّوْبَةِ). ترجمہ: نصوح کا مطلب: اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہونا اور ملاوٹ سے پاک ہونا ہے۔

[٣] من سورة الحجرات: ١١. ترجمہ: اور جنہوں نے توبہ نہیں کی تو وہی ظلم پیشہ ہیں۔

[٤] من سورة النور: ٣١. ترجمہ: اے مؤمنو! تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہوں۔

[٥] ينظر: صحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: اسْتِحْبَابُ الِاسْتِغْفَارِ، رقم الحديث: ٢٧٠٢، مسند أحمد «٢٩: ٣٩٠»، رقم الحديث: ١٧٨٤٧، ومسند أبي داود الطيالسي سليمان بن داود الجارود «٢: ٤٢»، رقم الحديث: ١٢٩٨، دار الكتب العلمية. ترجمہ: حضرت اغر المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! بارگاہ الٰہی میں توبہ واستغفار کیا کرو، میں بھی اللہ کے حضور روزانہ ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

رَاجِعُونَ» «أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ».(١) یعنی جو لوگ خالص ایمان اور توحید پر قائم ہیں اور ہر ایک عمل صدق واخلاص سے ادا کرتے ہیں، اس کے بہ وجود ڈرتے رہتے ہیں کہ کیا جانے وہاں قبول ہو یا نہ ہو۔ جب اللہ تعالی کے پاس لوٹ کر جاؤں گا تو وہاں کام دے گا یا نہی، یعنی نیکی کرنے کے بہ وجود ڈرتے رہتے ہیں اور توبہ واستغفار کرتے رہتے ہیں، یہی لوگ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں اور وہ ان پر پہونچے سب سے آگے۔ «سنن ترمذی» میں مروی ہے کہ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ، اس آیت میں گناہ گاروں کا ذکر ہے یا نیک کاروں کا؟ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: نیک کاروں کا بہ وجود نیکی کرنے کے اس پر مغرور نہیں ہوتے، بل کہ ڈرتے رہتے ہیں کہ خداوند قدوس کی بارگاہ عالی میں قبول ہو گا یا نہیں۔(٢)

آداب ربوبیت کی بہ جا آوری میں جو قصور واقع ہوتے ہیں ان سے توبہ: یہاں سے خواص کی توبہ شروع ہوتی ہے اور خواص کے اوپر یہ توبہ واجب ہے۔ اگر عوام پر یہ توبہ واجب قرار دی جاتی تو جملہ معاشیات فاسد ہو جاتے۔ متقدم الذکر اقسام توبہ میں سے قسم سوم، چہارم، پنجم، اور ششم اس میں داخل ہیں اور یہ توبہ غفلت عن المولی سے شروع ہوتی ہے اور استغراق فی المشاہدہ میں جو قصور اور فتور واقع ہوتا ہے اس سے توبہ کرنے پر ختم ہوتی ہے۔ تفصیل تو مطولات میں ملے گی یہاں چند منتشر باتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ہر حکومت میں عام رعایا کے لئے چند قوانین عمومیہ ہوتے ہیں جن کی محافظت کے بعد رعیت پر حکومت کی جانب سے کسی قسم کا مواخذہ باقی نہیں رہتا اور خواص جو بارگاہ شاہی میں حاضر رہتے ہیں ان کے لئے کچھ اور مخصوص قوانین ہیں جن کی

---

(١) من سورة المؤمنون: ٦٠-٦١. ترجمہ: جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں درآں حالے کہ ان کے دل خوف زدہ ہیں، اس لئے کہ ان کو اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے۔ یہ لوگ جلدی جلدی فائدے حاصل کر رہے ہیں اور وہ ان کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

(٢) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ :«وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ» قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ؟ قَالَ :لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ، وَلَكِنَّهُمُ الذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ. «أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ». (سنن الترمذي | أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ، رقم الحديث: ٣١٧٥).

مراعات ان پر ضروری ہوتی ہے اور عدم مراعات پر سزا ملنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ سزا کی ابتدا دربار شاہی سے نکال دینے سے اور انتہا قتل پر ہوتی ہے۔ رب العالمین کے ہاں بھی عوام کے لئے چند قوانین عمومیہ ہیں جن کی محافظت کے بعد ان پر کوئی مواخذہ نہیں اور خواص جن کو دربار شاہی میں حاضری اور مشاہدہ کی اجازت مل چکی ان کے لئے کچھ اور مخصوص قوانین ہیں جن کی مراعات ان پر ضروری ہے۔ مثلاوہ رب العالمین جو لطیف وخبیر ہیں ان سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل ہونا یاان کے غیر کی طرف توجہ کرنا یاان کی طرف توجہ میں اعلی درجہ کا مستغرق نہ ہونا۔

یہ باتیں سب کے سب اس دربار شاہی کے آداب کے خلاف ہیں، جن کا مرتکب کبھی بارگاہ عالی کی حاضری سے محروم کر دیا جاتا ہے اور کبھی دوسری کسی سزا کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی لغزشیں اس قسم کی تھیں اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ». أخرجه الترمذي. (۱)

یک چشم زدن غافل از آن شاہ نباشیم • شاید کہ نگاھی کند آگاہ نباشیم

حضوری گر ہمی خواہی از وغائب مشو حافظ • متی ماتلق دع الدنیا واھلہا (۲)

---

(۱) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحديث: ۲۳۹۸. ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: انبیاور سل پر، پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں۔ بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر بندہ اپنے دین میں سخت ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہوتا ہے تو اس کے دین کے مطابق مصیبت بھی ہوتی ہے۔ پھر مصیبت بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ بندہ روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

(۲) ترجمہ: میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس بادشاہ سے غافل نہیں ہوتا، ممکن ہے وہ میری طرف نگاہ کرے اور مجھے علم نہ ہو۔ اے حافظ! اگر محبوب کے ہاں حضوری چاہتا ہے تو تیری جب اس سے ملاقات ہو تو دنیا کو چھوڑ چھاڑ دے اور اپنے درس کو بھی خیر باد کہہ دے اور اسی کا ہو جا۔

قال الله تعالى: «وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ».(١) وقال الله تعالى: «أُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ» «لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ».(٢) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله تعالى عنها، قَالَتْ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِه». أخرجه مسلم.(٣) چوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور بالتبلیغ تھے۔ قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ».(٤) اس لئے اکثر وقت خلق خدا کو تبلیغ دین متین کیا کرتے تھے۔ تبلیغ اگرچہ اعلی درجہ کی عبادت ہے لیکن چوں کہ اس میں مبلغ کا فی الجملہ تعلق خلق خدا کے ساتھ ہو جاتا ہے جس سے استغراق فی جمال اللہ وجلال اللہ میں قدرے فتور واقع ہو جاتا ہے تو اس فتور کو حضرت آفتاب رسالت ﷺ نے اپنے حق میں ایک گناہ سمجھا اور اس کو غین قلب سے تعبیر فرمایا اور اس سے استغفار اور توبہ کیا۔ عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ». أخرجه مسلم. (٥)

---

(١) من سورة الأعراف: ٢٠٥. ترجمہ: اور یاد کر اپنے پروردگار کو اپنے دل میں، عاجزی سے ڈرتے ہوئے اور چلانے سے کم آواز سے۔ (یاد کرو) صبح میں اور زوال سے رات چھانے تک میں اور غافل لوگوں میں شامل مت ہوؤ۔

(٢) من سورة الهود: ٢١-٢٢. ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں رکھا اور ان سے وہ سب کچھ کھویا گیا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ آخرت میں وہی سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

(٣) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْحَيْضُ | بَابٌ: ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا، رقم الحديث: ٣٧٣. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر حالت میں اللہ عزوجل کا ذکر کیا کرتے تھے۔

(٤) من سورة المائدة: ٦٧. ترجمہ: اے پیغمبر! جو باتیں آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اتاری گئی ہیں ان کو پہنچائیں اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اپنے پروردگار کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تعالی آپ کی لوگوں سے حفاظت کریں گے۔ بے شک اللہ تعالی اسلام کا انکار کرنے والوں کو راہ نہیں دیتے۔

(٥) ترجمہ: حضرت اغرّ المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

آں حضرت ﷺ کا استغفار اس فتور کی وجہ سے ہوا جو ہمارے حق میں ایک اعلی درجہ کی عبادت ہے۔ ٹھیک ایسا ہی بیت الخلا سے نکلتے وقت آں حضرت ﷺ کا استغفار کرنا اسی قبیل میں سے ہے، کیوں کہ عین بیت الخلا میں استغراق فی مشاہدۃ المحبوب بے ادبی ہے اس لئے نکلتے ہی استغفار کرتے ہیں۔ وگرنہ حضرت آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ صغائر وکبائر سے محفوظ تھے۔ دیکھئے: الفقہ الاکبر اور اس کی شروح۔[1] سورہ نصر میں جو «فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ» آیا ہے وہ بھی اسی قبیل میں سے ہے، یعنی اب جب امور تبلیغیہ سے آپ کو فراغ نصیب ہوا تو تسبیح وتحمید کے ساتھ اپنے محبوب سے خوب مل جا اور پہلا پہلا امور تبلیغیہ کی وجہ سے اس ملن میں جو قدرے فتور واقع ہوتا تھا اس سے استغفار کر۔ بزرگان دین کا قول «حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ» اس باب میں سے ہے۔[2] «قرآن کریم» میں جہاں بھی کسی نبی کی لغزش کا ذکر ہے وہ اسی قبیل میں سے ہے۔ البتہ

---

[1] شرح الفقہ الاکبر ص٦٨، المنار لائبریری۔

[2] قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله: «حَسَنَات الْأَبْرَار سيئات المقربين» هَذَا اللَّفْظ لَيْسَ مَحْفُوظًا عَمَّن قَوْله حجَّة، لَا عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَلَا عَن أحد من سلف الْأمة وأئمتها، وَإِنَّمَا هُوَ كَلَام، وَله معنى صَحِيح، وَقد يحمل على معنى فَاسد. أما مَعْنَاهُ الصَّحِيح: فَوَجْهَان: أَحدهمَا: أَن الْأَبْرَار يقتصرون على أَدَاء الْوَاجِبَات وَترك الْمُحرمَات، وَهَذَا الاقتصار سَيِّئَة فِي طَرِيق المقربين. وَمعنى كَونه سَيِّئَة: أَن يخرج صَاحبه عَن مقَام المقربين، فَيحرم درجاتهم، وَذَلِكَ مِمَّا يسوء من يُرِيد أَن يكون من المقربين. فَكل من أحب شَيْئا وَطَلَبه، إِذا فَاتَهُ محبوبه ومطلوبه: سَاءَهُ ذَلِك .فالمقربون يتوبون من الاقتصار على الْوَاجِبَات، لَا يتوبون من نفس الْحَسَنَات الَّتِي يعْمل مثلهَا الْأَبْرَار، بل يتوبون من الاقتصار عَلَيْهَا. وَفرق بَين التَّوْبَة من فعل الْحسن، وَبَين التَّوْبَة من ترك الْأَحْسَن، والاقتصار على الْحسن. الثَّانِي: أَن العَبْد قد يُؤمر بِفعل يكون حسنا مِنْهُ، إِمَّا وَاجِبا وَإِمَّا مُسْتَحبا؛ لِأَن ذَلِك مبلغ علمه وَقدرته. وَمن يكون أعلم مِنْهُ، وأقدر: لَا يُؤمر بذلك، بل يُؤمر بِمَا هُوَ أَعلَى مِنْهُ، فَلَو فعل هَذَا مَا فعله الأول، كَانَ ذَلِك سَيِّئَة. مِثَال ذَلِك: أَن الْعَامِيّ يُؤمر بِمَسْأَلَة الْعلمَاء المأمونين على الْإِسْلَام، وَالرُّجُوع إِلَيْهِم بِحَسب قُوَّة إِدْرَاكه، وَإِن كَانَ فِي ذَلِك تَقْلِيد لَهُم، إِذْ لَا يُؤمر العَبْد إِلَّا بِمَا يقدر عَلَيْهِ، وَأما الْعلمَاء القادرون على معرفَة الْكتاب وَالسّنة والاستدلال بهما، فَلَو تركُوا ذَلِك وَأتوا بِمَا يُؤمر بِهِ الْعَامِيّ، لكانوا مسيئين بذلك. والعلم وَالْجهَاد كالأمر بِالْمَعْرُوف وَالنَّهْي عَن الْمُنكر وَمَا يدْخل فِي ذَلِك : هُوَ وَاجِب على الْكِفَايَة من الْمُؤمنِينَ، فَمن قَامَ بِهِ كَانَ أفضل مِمَّن لم يقم بِهِ، وَإِذا ترك ذَلِك من تعين عَلَيْهِ كَانَ مذنبا مسيئا، فَيكون ذَلِك سَيِّئَة لَهُ إِذا تَركه، وحسنة مفضلة لَهُ على غَيره إِذا فعله،

بعض قصہ گو مفسرین نے اس میں لمبی لمبی داستانیں ذکر کی ہیں لیکن ان کا اکثر محققین کے نزدیک لغو اور جھوٹ ہے۔ اسی جگہ پر اس مسئلہ کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ نبی کی نبوت افضل ہے یا ولایت؟ فقیر کے نزدیک یہ نزع لفظی ہے، کیوں کہ افضلیت سے مراد اگر استغراق فی مشاہدۃ المحبوب ہو تو یقینا درجہ ولایت افضل ہے اور اگر کثرت درجات عند اللہ مراد ہو تو یقینا درجہ نبوت افضل ہے۔ یہ نبی کی درجہ ولایت و درجہ نبوت میں موازنہ ہے غیر نبی کے نہیں، کیوں کہ غیر نبی خواہ کتنا ہی بلند مرتبہ پر فائز ہو نبی کے کسی درجہ کے ساتھ موازنہ کے لائق نہیں، بل کہ ایسا موازنہ کرنے والا ملحد ہے۔

وَإِن كَانَ الْقيام بالواجبات، بِدُونِ ذَلِك: من حَسَنَات من لم يكن قَادرًا على ذَلِك، فحسنات هَؤُلَاءِ الْأَبْرَار، وَهِي الاقتصار على ذَلِك: سيئات أُولَئِكَ المقربين. وَكَذَلِكَ السَّابِقُونَ الْأَولونَ من هَذِه الْأمة، فِيمَا فَعَلُوهُ من الْجِهَاد وَالْهِجْرَة، لَو تركُوا ذَلِك واقتصروا على مَا دونه: كَانَ ذَلِك من أعظم سيئاتهم، قَالَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: لَا هِجْرَة بعد الْفَتْح وَلَكِن جِهَاد وَنِيَّة، وَإِذا استنفرتم فانفروا؛ فَكَانَ الاقتصار على مُجَرّد ذَلِك من حَسَنَات الْأَبْرَار الَّذين لَيْسُوا من أُولَئِكَ السَّابِقين. وَكَذَلِكَ الْمُرْسَلُونَ :لَهُم مأمورات ، لَو تركوها كَانَ ذَلِك سيئات، وَإِن كَانَ فعل مَا دونهَا حَسَنَات لغَيرهم، ممَّن لم يُؤمر بذلك . إِلَى نَظَائِر ذَلِك مِمَّا يُؤمر فِيهِ العَبْد بِفعل لم يؤمر بِهِ من هُوَ دونه، فَيكون ترك ذَلِك سَيِّئَة فِي حقه، وَهُوَ من المقربين إِذا فعله، وَيكون فعل مَا دون ذَلِك حَسَنَات لمن دونه.

وَأما الْمَعْنى الْفَاسِد: فَأن يظنّ الظان: أَن الْحَسَنَات الَّتِي أَمر الله بهَا أمرا عَاما، يدْخل فِيهِ الْأَبْرَار، وَتكون سيئات للمقربين. مثل من يظنّ أَن الصَّلَوَات الْخمس، ومحبة الله وَرَسُوله، والتوكل على الله، وإخلاص الدَّين لله وَنَحْو ذَلِك : هِيَ سيئات فِي حق المقربين. فَهَذَا قَول فَاسد، غلا فِيهِ قوم من الزَّنَادقَة الْمُنَافِقين المنتسبين إِلَى الْعلمَاء والعباد، فزعموا أَنهم يصلونَ إِلَى مقَام المقربين، الَّذِي لَا يؤمرون فِيهِ بِمَا يُؤمر بِهِ عُمُوم الْمُؤمنِينَ من الْوَاجِبَات، وَلَا يحرم عَلَيْهِم مَا يحرم على عُمُوم الْمُؤمنِينَ من الْمُحرمَات، كَالزِّنَا وَالْخمر وَالْميسر. وَكَذَلِكَ: زعم قوم فِي أَحْوَال الْقُلُوب الَّتِي يُؤمر بهَا جَمِيع الْمُؤمنِينَ: أَن المقربين لَا تكون هَذِه حَسَنَات فِي حَقهم. وكلا هذَيْن من أَخبث الْأَقْوَال، وأفسدها.- «جامع الرسائل» (۱: ۲۵۱ -۲۵۵) باختصار.

فضائل توبہ

قال الله تعالى: «قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ».[١] وقال الله تعالى: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ».[٢] عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلَكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَنَامَ، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ، فَطَلَبَهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ، ثُمَّ قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِيَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ، فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ. فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ، فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَاللَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ». أخرجه البخاري، ومسلم، وأحمد وغيرهم.[٣] وفي الباب حديث أنس رضي الله عنه عند البخاري ومسلم، وحديث أبي هريرة رضي الله عنه عند الترمذي ومسلم، وحديث أبي سعيد الخدرى رضي الله عنه عند أحمد وابن ماجه.[٤]

---

[١] من سورة الزمر: ٥٣. ترجمہ: کہیں: اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر حد سے زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوؤ! بے شک اللہ تعالی سارے ہی گناہوں کو بخش دیں گے۔ واقعی وہ بڑے بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔

[٢] من سورة البقرة: ٢٢٢. ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت رکھتے ہیں۔

[٣] ينظر: صحيح البخاري | كِتَابٌ: الدَّعَوَاتُ | بَابُ التَّوْبَةِ، رقم الحديث: ٦٣٠٨، صحيح مسلم | كِتَابٌ: التَّوْبَةُ | بَابٌ: فِي الْحَضِّ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا، رقم الحديث: ٢٧٤٤، مسند أحمد «٦: ١٣١»، رقم الحديث: ٣٦٢٧. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ آدمی خوش ہوتا ہے جو ہلاکت خیز سنسان اور بے آب و گیاہ میدان میں ہو، اس کے ساتھ اس کی سواری ہو، اس (سواری) پر اس کا کھانا اور پانی لدا ہوا ہو، وہ (تھکا ہارا کچھ دیر کے لئے) سو جائے اور جب جاگے تو سواری جا چکی ہو۔ وہ ڈھونڈتا رہے یہاں تک کہ اسے شدید پیاس لگ جائے، پھر وہ کہے: میں جہاں پر تھا اسی جگہ واپس جاتا ہوں اور سو جاتا ہوں، یہاں تک کہ (اس نیند کے عالم میں) مجھے موت آجائے۔ وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لئے لیٹ جائے اور (اچانک) اس کی آنکھ کھلے تو اس کی وہ سواری جس پر اس کا زاد راہ کھانا اور پانی تھا اس کے پاس کھڑی ہو۔ تو اللہ اپنے مؤمن بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا یہ آدمی اپنی سواری اور زاد راہ سے خوش ہوتا ہے۔

[٤] ترجمہ: باب میں مروی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام ترمذی اور امام مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام احمد اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «وَالَّذي نَفْسي بيَده، لَوْ لَمْ تُذْنبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ بكُمْ، وَلَجَاءَ بقَوْمٍ يُذْنبُونَ، فَيَسْتَغْفرُونَ اللَّهَ فَيَغْفرُ لَهُمْ». أخرجه مسلم.(١) وَعَنْ عَبْد اللَّه بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إلَيْه الْمَدْحُ منَ اللَّه عَزَّ وَجَلَّ؛ منْ أَجْلِ ذَلكَ مَدَحَ نَفْسَهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ منَ اللَّه؛ منْ أَجْلِ ذَلكَ حَرَّمَ الْفَوَاحشَ، وَلَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إلَيْه الْعُذْرُ منَ اللَّه؛ منْ أَجْلِ ذَلكَ أَنْزَلَ الْكتَابَ، وَأَرْسَلَ الرُّسُلَ» .أخرجه مسلم.(٢) وَعَنْ مُعَاذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه، أَوْصني، فَقَالَ: «عَلَيْكَ بتَقْوَى اللَّه مَا اسْتَطَعْتَ، وَاذْكُرِ اللَّهَ عنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وشَجَرٍ، وَمَا عَملْتَ منْ سُوءٍ فَأَحْدثْ للَّه فيه تَوْبَةً: السِّرُّ بالسِّرِّ، وَالْعَلَانيَةُ بالْعَلَانيَة». أخرجه الطبراني.(٣) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى، عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ: «إنَّ الْعَبْدَ إذَا أَخْطَأَ خَطيئَةً نُكتَتْ في قَلْبه نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ، سُقلَ قَلْبُهُ، وَإنْ عَادَ زيدَ فيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذي ذَكَرَ اللَّهُ: «كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبهمْ مَا كَانُوا يَكْسبُونَ». أخرجه الترمذي وصححه، والنسائي، وابن ماجه، وابن حبان، والحاكم،

---

(١) صحيح مسلم | كِتَابٌ: التَّوْبَةُ | بَابٌ: سُقُوطُ الذُّنُوبِ بِالاسْتِغْفَارِ تَوْبَةً، رقم الحديث: ٢٧٤٩. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو (اس دنیا سے) لے جائے اور (تمہارے بدلے میں) ایسی قوم کو لے آئے جو گناہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں اور وہ ان کی مغفرت فرمائے۔

(٢) صحيح مسلم | كِتَابٌ: التَّوْبَةُ | بَابٌ: غَيْرَةُ اللَّهِ تَعَالَى وَتَحْرِيمُ الْفَوَاحِشِ، رقم الحديث: ٢٧٦٠. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کو تعریف کرنا اتنا پسند نہیں ہے جتنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (کیوں کہ وہ لائق ہے تعریف کے اور سب میں عیب موجود ہیں تو تعریف کے لائق نہیں ہیں) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی خود تعریف کی اور کوئی اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے، اسی وجہ سے اس نے بدکاریوں کو حرام کیا۔ اللہ سے زیادہ کسی کو عذر کرنا پسند نہیں ہے (یعنی اللہ کو یہ بہت پسند ہے کہ گناہ گار بندے اس کے سامنے عذر پیش کریں اپنے گناہ کی معافی چاہیں) اسی واسطے اس نے کتاب اتاری اور پیغام بروں کو بھیجا۔

(٣) المعجم الكبير، رقم الحديث: ١٦١٨٢. ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے نصیحت کی جئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی استطاعت کے مطابق تقویٰ کو لازم کرلو، ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کو یاد کرو اور جب کوئی برا عمل کرلو تو اس کی جگہ توبہ کرو؛ پوشیدہ کے ساتھ پوشیدہ علانیہ کے ساتھ علانیہ۔

وغيرهم.[١] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ».[٢] وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله تعالى عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ، يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ، أَوْ أُمٍّ، أَوْ أَخٍ، أَوْ صَدِيقٍ. فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الاسْتِغْفَارُ لَهُمْ». أخرجه البيهقي. [٣] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ، وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ، لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ

---

[١] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، رقم الحديث: ٣٣٣٤، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: ذِكْرُ الذُّنُوبِ، رقم الحديث: ٤٢٤٤، السنن الكبرى «٦: ٥٠٩»، المستدرك على الصحيحين «٤: ٦٣٦»، رقم الحديث: ٨٥١٢، دار الحرمين، وصحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان «٧: ٢٧»، رقم الحديث: ٢٧٨٧، مؤسسة الرسالة. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ جب ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا دھبہ پڑ جاتا ہے، پھر اگر وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتا ہے، گناہ سے رک جاتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے (اور اس سے توبہ نہیں کرتا) تو کالا دھبہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور یہی وہ ران (زنگ) ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا ہے کہ «ہر گز یہ بات نہیں بل کہ ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے»۔

[٢] مسند أحمد «٢: ٤٢»، رقم الحديث: ٦٠٥. إسناده ضعيف جدا شبه موضوع. ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ گناہ میں مبتلا بہت زیادہ توبہ کرنے والے مؤمن بندے کو پسند کرتا ہے۔

[٣] ينظر: شعب الإيمان برقم: ٧٩٠٥ .إسناده ضعيف. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہے، وہ باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچنے والی دعا کا منتظر رہتی ہے۔ جب وہ اسے پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر ہوتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ دنیا والوں کی دعاؤں سے اہل قبور پر پہاڑوں جتنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور زندوں کا مردوں کے لئے تحفہ ان کے لئے مغفرت طلب کرنا ہے۔

آدَمَ، إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً». أخرجه الترمذي وحسنه، وأخرجه أحمد.(١)

وَعَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي؛ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ». قَالَ: «وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ». أخرجه البخاري.(٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ

---

(١) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٣٥٤٠، مسند أحمد «٣٥: ٢٩٦»، رقم الحديث: ٢١٣٦٨. ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ کہتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا۔ چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ وڈر نہیں ہے۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لئے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا)۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الدَّعَوَاتُ | بَابُ أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا، رقم الحديث: ٦٣٠٦. ترجمہ: حضرت بشیر بن کعب عدوی نے کہا کہ مجھ سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سید الاستغفار یعنی مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سردار یوں کہے: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں، میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں، مجھ پر تیری نعمتیں ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔

كُلِّ ضيقٍ مَخْرَجًا، وَرزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ». أخرجه أحمد، وأبوداود، وابن ماجه.[١] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً». أخرجه البخاري . [٢]

المتفرقات

(متفرقات کا بیان)

سئل ذو النون المصري رحمه الله تعالى عن التوبة فقال: توبة العوام تكون من الذنوب، وتوبة الخواصّ تكون من الغفلة. وقال أبو الحسن النوري رحمه الله تعالى: التوبة أن يتوب من كل شيء سوى الله عز وجل. وقال بعض العارفين: العامة يتوبون من سيئاتهم، والصوفية يتوبون من حسناتهم، يعني من تقصيرهم في أدائها لعظم ما يشهدون من حق الملك العزيز المقابل بها.[٣] قال العلامة الزبيدي رحمه الله تعالى: ثم يشهد بعد ذلك تقصيره عن القيام بحقيقة مشاهدته، ويكون استغفاره من توبته لما ضعف قلبه ونقص همه عن معاينة مشاهده

---

[١] ينظر: سنن أبي داود | كِتَابُ الصَّلَاةِ | بَابٌ: فِي الِاسْتِغْفَارِ، رقم الحديث: ١٥١٨، مسند أحمد «٤: ١٠٤»، رقم الحديث: ٢٢٣٤، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الْأَدَبِ | بَابٌ: الِاسْتِغْفَارُ، رقم الحديث: ٣٨١٩. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے استغفار کا التزام کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور ہر غم سے راحت کا سامان پیدا فرد ے گا اور ایسے ایسے مقامات سے رزق مہیا فرمائے گا جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ ہو گا۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الدَّعَوَاتُ | بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، رقم الحديث: ٦٣٠٧. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

[٣] ينظر: قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد «١: ٣١٨»، لمحمد بن علي، أبي طالب المكي، دار الكتب العلمية. ترجمہ: ذوالنون المصری رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: عام لوگوں کی توبہ گناہوں سے ہے اور خاص لوگوں کی توبہ غفلت سے ہے۔ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے توبہ کرے۔ بعض عارفین نے کہا: عام لوگ اپنے برے کاموں سے توبہ کرتے ہیں اور صوفی اپنے اچھے کاموں سے توبہ کرتے ہیں یعنی نیک کام انجام دینے میں کوتاہی سے، اس کے مقابل ملک عزیز کے حق کی بڑائی کی وجہ سے جو وہ مشاہدہ کرتے ہیں۔

لعلو مقامه ودوام مزيده وأعلامه، ولكل مقام توبة، ولكل حال من مقامات التوبة توبة، ولكل مشاهدة ومكاشفة توبة.[١] وللحافظ ابن القيم رحمه الله تعالى في مقام التـــوبـــة كلام طويل. قال رحمه الله تعالى: ومنزل التوبة أول المنازل، وأوسطها، وآخرها، فلا يفارقه العبد السالك، ولا يزال فيه إلى الممات، وإن ارتحل إلى منزل آخر ارتحل به، واستصحبه معه ونزل به. فالتوبة هي بداية العبد ونهايته، وحاجته إليها في النهاية ضرورية، كما أن حاجته إليها في البداية كذلك . وقد قال الله تعالى: «وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ» [النور: ٣١]. وهذه الآية في سورة مدنية، خاطب الله بها أهل الإيمان وخيار خلقه أن يتوبوا إليه، بعد إيمانهم وصبرهم، وهجرتهم وجهادهم. ثم علق الفلاح بالتوبة تعليق المسبب بسببه، وأتى بأداة «لعل» المشعرة بالترجي، إيذانا بأنكم إذا تبتم كنتم على رجاء الفلاح، فلا يرجو الفلاح إلا التائبون، جعلنا الله منهم. قال تعالى «وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ». [الحجرات: ١١] قسم العباد إلى تائب وظالم، وما ثم قسم ثالث البتة، وأوقع اسم الظالم على من لم يتب، ولا أظلم منه، لجهله بربه وبحقه، وبعيب نفسه وآفات أعماله. وفي الصحيح عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، تُوبُوا إِلَى اللَّهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مائَةَ مَرَّةٍ».[٢] وكان أصحابه يعدون له في المجلس الواحد قبل أن يقوم «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ

---

[١] إتحاف السادة المتقين «١٠: ٨١١». ترجمہ: علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پھر اس کے بعد وہ مشاہدہ کرتا ہے اپنی وہ کوتاہی جو حقیقت مشاہدہ انجام دینے میں ہوئی ہے اور اس کا استغفار کرنا اس کی توبہ کا حصہ ہے کیوں کہ اس کے دل کی کم زور ہو گیا اور مشاہدہ کے معائنہ سے اس کی ہمت پست ہو گئی مقام کی بلندی اور اضافے ونشانیوں کے تسلسل کی وجہ سے۔ ہر مقام کے لئے توبہ ہے، ہر مقام توبہ کے لئے توبہ ہے اور ہر مشاہدہ ومکاشفہ کے لئے توبہ ہے۔

[٢] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: اسْتِحْبَابُ الِاسْتِغْفَارِ، رقم الحديث: ٢٧٠٢.

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ» مائَةَ مَرَّةٍ.[١] وما صلى صلاة قط بعد إذ أنزلت عليه «إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ» إلى آخرها، إلا قال فيها: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ».[٢]

وللشيطان في طريق السالك سبع عقبات: العقبة الأولى: عقبة الكفر بالله وبدينه ولقائه، وبصفات كماله، وبما أخبرت به رسله عنه. فإنه إن ظفر به في هذه العقبة بردت نار عداوته واستراح، فإن اقتحم هذه العقبة ونجا منها ببصيرة الهداية، وسلم معه نور الإيمان طلبه على:

---

[١] سنن أبي داود | كِتَابُ الصَّلَاةِ | بَابٌ: فِي الِاسْتِغْفَارِ، رقم الحديث: ١٥١٦.

[٢] مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين «١: ١٣٥». ترجمہ: توبہ کے مقام پر حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طویل تقریر ہے۔ آپ نے فرمایا: توبہ کی منزلہ اول، درمیانی اور آخری منزلہ ہے، اس لئے نیک بندہ اسے نہیں چھوڑ سکتا اور مرتے دم تک اسی میں رہتا ہے۔ اگر وہ دوسری منزلہ میں جائے تو اس کے ساتھ جائے، اسے اپنے ساتھ لے جائے اور اس کے ساتھ قیام کرے۔ پس توبہ بندہ کی ابتدا اور انتہا ہے اور آخر میں اس کی ضرورت لا محالہ ہے جس طرح اس کی حاجت شروع میں بھی ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے مؤمنو! تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہوں۔ یہ آیت ایک مدنی سورہ میں ہے، اس سے اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور نیک لوگوں کو ان کے ایمان، صبر، ہجرت اور جہاد کے بعد مخاطب کیا ہے کہ وہ ان کی طرف رجوع کرے۔ پھر کامیابی کو توبہ کے ساتھ معلق کیا مسبب کو سبب کے ساتھ معلق کرنے کے مانند۔ اس مضمون میں «لعل» لایا جو امید کی طرف اشارہ کرتا ہے، اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اگر تم توبہ کروگے تو تم کامیابی کی امید میں رہو گے۔ پس کوئی کامیابی کی امید نہیں کر سکتا سوائے توبہ کرنے والوں کے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: «اور جنہوں نے توبہ نہیں کی تو وہی ظلم پیشہ ہیں»۔ اس نے بندوں کو توبہ کرنے والے اور ظالموں میں تقسیم کر دیا اور اس میں کوئی تیسری قسم نہیں ہے، اور ان لوگوں کو ظالم کہا جو توبہ نہیں کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں، اپنے رب اور ان کی حقوق سے ناواقفیت کی وجہ سے اور اپنی کوتاہیوں اور برے اعمال کی وجہ سے۔ صحیح حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم اللہ کی طرف رجوع کرو، میں بھی دن میں سو مرتبہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو ایک ہی مجلس میں اٹھنے سے پہلے سو مرتبہ یہ فرماتے ہوئے شمار کیا کرتے تھے کہ میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رجوع فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ نصر نازل ہونے کے بعد کبھی کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس میں یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں آپ کی پاکی اور حمد بیان کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے۔

العقبة الثانية: وهي عقبة البدعة، إما باعتقاد خلاف الحق الذي أرسل الله به رسوله، وأنزل به كتابه، وإما بالتعبد بما لم يأذن به الله من الأوضاع والرسوم المحدثة في الدين، التي لا يقبل الله منها شيئا. والبدعتان في الغالب متلازمتان، قل أن تنفك إحداهما عن الأخرى. فإن قطع هذه العقبة، وخلص منها بنور السنة، واعتصم منها بحقيقة المتابعة، وما مضى عليه السلف الأخيار، من الصحابة والتابعين لهم بإحسان، وهيهات أن تسمح الأعصار المتأخرة بواحد من هذا الضرب! فإن سمحت به نصب له أهل البدع الحبائل، وبغوه الغوائل، وقالوا: مبتدع محدث.

العقبة الثالثة: وهي عقبة الكبائر، فإن ظفر به فيها زينها له، وحسنها في عينه، وسوف به، وفتح له باب الإرجاء، وقال له: الإيمان هو نفس التصديق، فلا تقدح فيه الأعمال، وربما أجرى على لسانه وأذنه كلمة طالما أهلك بها الخلق، وهي قوله: لا يضر مع التوحيد ذنب، كما لا ينفع مع الشرك حسنة، والظفر به في عقبة البدعة أحب إليه، لمناقضتها الدين، ودفعها لما بعث الله به رسوله، وصاحبها لا يتوب منها، ولا يرجع عنها، بل يدعو الخلق إليها، ولتضمنها القول على الله بلا علم، ومعاداة صريح السنة، ومعاداة أهلها، والاجتهاد على إطفاء نور السنة، وتولية من عزله الله ورسوله، وعزل من ولاه الله ورسوله، واعتبار ما رده الله ورسوله، ورد ما اعتبره، وموالاة من عاداه، ومعاداة من والاه، وإثبات ما نفاه، ونفي ما أثبته، وتكذيب الصادق، وتصديق الكاذب، ومعارضة الحق بالباطل، وقلب الحقائق بجعل الحق باطلا، والباطل حقا، والإلحاد في دين الله، وتعمية الحق على القلوب، وطلب العوج لصراط الله المستقيم، وفتح باب تبديل الدين جملة. فإن البدع تستدرج بصغيرها إلى كبيرها، حتى ينسلخ صاحبها من الدين، كما تنسل الشعرة من العجين، فمفاسد البدع لا يقف عليها إلا أرباب البصائر، والعميان ضالون في ظلمة العمى ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور. فإن قطع هذه العقبة بعصمة من الله، أو بتوبة نصوح تنجيه منها، طلبه على:

العقبة الرابعة: وهي عقبة الصغائر، فكال له منها بالقفزان، وقال: ما عليك إذا اجتنبت الكبائر ما غشيت من اللمم، أوما علمت بأنها تكفر باجتناب الكبائر وبالحسنات، ولا يزال يهون عليه أمرها حتى يصر عليها، فيكون مرتكب الكبيرة الخائف الوجل النادم أحسن حالا منه، فالإصرار على الذنب أقبح منه، ولا كبيرة مع التوبة والاستغفار، ولا صغيرة مع الإصرار. وقد قال صلى الله عليه وسلم: إياكم ومحقرات

الذنوب، ثم ضرب لذلك مثلا بقوم نزلوا بفلاة من الأرض، فأعوزهم الحطب، فجعل هذا يجيء بعود، وهذا بعود، حتى جمعوا حطبا كثيرا، فأوقدوا نارا، وأنضجوا خبزهم. فكذلك فإن محقرات الذنوب تجتمع على العبد وهو يستهين بشأنها حتى تهلكه. فإن نجا من هذه العقبة بالتحرز والتحفظ، ودوام التوبة والاستغفار، وأتبع السيئة الحسنة، طلبه على:

العقبة الخامسة: وهي عقبة المباحات التي لا حرج على فاعلها، فشغله بها عن الاستكثار من الطاعات، وعن الاجتهاد في التزود لمعاده. ثم طمع فيه أن يستدرجه منها إلى ترك السنن، ثم من ترك السنن إلى ترك الواجبات، وأقل ما ينال منه تفويته الأرباح، والمكاسب العظيمة، والمنازل العالية، ولو عرف السعر لما فوت على نفسه شيئا من القربات، ولكنه جاهل بالسعر. فإن نجا من هذه العقبة ببصيرة تامة ونور هاد ومعرفة بقدر الطاعات والاستكثار منها طلبه العدو على:

العقبة السادسة: وهي عقبة الأعمال المرجوحة المفضولة من الطاعات، فأمره بها، وحسنها في عينه، وزينها له، وأراه ما فيها من الفضل والربح، ليشغله بها عما هو أفضل منها، وأعظم كسبا وربحا، لأنه لما عجز عن تخسيره أصل الثواب، طمع في تخسيره كماله وفضله، ودرجاته العالية. فشغله بالمفضول عن الفاضل، وبالمرجوح عن الراجح، وبالمحبوب لله عن الأحب إليه، وبالمرضي عن الأرضى له، ولكن أين أصحاب هذه العقبة؟ فهم الأفراد في العالم، والأكثرون قد ظفر بهم في العقبات الأول.

العقبة السابعة: وهي عقبة تسليط جنده عليه بأنواع الأذى، باليد واللسان والقلب، على حسب مرتبته في الخير، فكلما علت مرتبته أجلب عليه العدو بخيله ورجله، وظاهر عليه بجنده، وسلط عليه حزبه وأهله بأنواع التسليط. وهذه العقبة لا حيلة له في التخلص منها، فإنه كلما جد في الاستقامة والدعوة إلى الله، والقيام له بأمره، جد العدو في إغراء السفهاء به، فهو في هذه العقبة قد لبس لأمة الحرب، وأخذ في محاربة

العدو لله وبالله. فعبوديته فيها عبودية خواص العارفين، وهي تسمى عبودية المراغمة، ولا ينتبه لها إلا أولو البصائر التامة، ولا شيء أحب إلى الله من مراغمة وليه لعدوه، وإغاظته له.[1]

---

[1] ينظر: مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين «١: ١٦٨-١٧١» باختصار، العلمية. ترجمہ: سالک کی راہ میں شیطان کی سات رکاوٹیں ہیں۔ **پہلی رکاوٹ:** اللہ تعالیٰ، اس کے دین، اس سے ملاقات، اس کی صفات کمالات اور رسولوں نے اس کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے ان سب کا انکار کرنے کی رکاوٹ، کیوں کہ اگر وہ اس رکاوٹ میں غالب آجاتا ہے تو شیطان کی دشمنی کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور وہ آرام کرتا ہے۔ اگر وہ اس رکاوٹ پر حملہ کرتا ہے اور ہدایت کی بصیرت کے ساتھ اس سے نجات پالے اور ساتھ نور ایمان سالم رہے تو اسے طلب کرتا ہے دوسری رکاوٹ میں۔ **دوسری رکاوٹ:** یہ بدعت کی رکاوٹ ہے۔ یا تو اس حق کے خلاف ایمان لانا جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا اور جس کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی یا ایسی عبادت کرنے سے جس کا اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی، ایسا نظریہ اور نئی پیدا شدہ رسوم کے لحاظ سے سے جس سے اللہ تعالیٰ کچھ بھی قبول نہیں کرتا۔ یہ دو بدعتیں زیادہ تر لازم وملزوم ہیں، کم ہی ایک دوسری سے الگ ہوتی ہے۔ اگر وہ اس رکاوٹ کو طے کر دے اور سنت کی روشنی سے اس سے چھٹکارا حاصل کرلے اور کما حقہ اتباع سنت کو اور جس پر سلف صالحین یعنی صحابہ کرام اور ان کی اچھی طرح اتباع کرنے والے گزرے ہیں چمٹے رہے۔ اگرچہ ان میں سے کسی ایک کی اتباع سے پچھلے زمانے والے بہت دور ہیں، اس کے بہ وجود کوئی ان کی پیروی کرے تو اہل بدعت اس کے سامنے جال بچھاتے ہیں، اس کی ہلاکت چاہتے ہیں اور اسے بدعتی و محدث کہتے ہیں۔ **تیسری رکاوٹ:** یہ کبیرہ گناہوں کی رکاوٹ ہے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائے تو اس کے لئے اسے مزین کرتا ہے، اسے اس کی نظر میں خوب صورت بناتا ہے، اسے آج کل پر ٹالتا ہے اور اس کے لئے امید کی دروازہ کھول دیتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ ایمان نفس تصدیق کا نام ہے لہٰذا عمل (گناہ) اس میں مضر نہیں اور کبھی وہ اس کی زبان اور کان سے ایسی بات جاری کرتا ہے جو قریب ہے کہ پوری مخلوق کو تباہ کر دے یعنی یہ بات کہ توحید کے ساتھ گناہ نقصان دہ نہیں ہے جس طرح شرک کے ساتھ نیکی کا کوئی فائدہ نہیں۔ شیطان کے نزدیک بدعت کی رکاوٹ پر کامیاب ہونا زیادہ محبوب ہے کیوں کہ یہ دین سے متصادم ہے اور اس کے مدافع ہے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے، اور صاحب بدعت اس سے نہ توبہ کرتا ہے اور نہ ہی اس سے لوٹتا ہے بل کہ لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہے، اور اس وجہ سے محبوب ہے کہ یہ بغیر علم کے اللہ تعالیٰ پر بہتان میں شامل، صریح سنت واہل سنت سے دشمنی، نور سنت کو بجھانے کی کوشش، جسے خدا اور اس کے رسول نے برطرف کیا اسے اپنانا اور خدا اور اس کے رسول نے جس کو اپنایا ہے اسے برطرف کرنا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو رد کیا اس کی اعتبار کرنا اور جس کی اعتبار کیا اس کی رد کرنا، اللہ کے دشمن سے وفاداری اور اس کے پیروکاروں سے دشمنی، جس چیز کا انکار کیا اس کا اثبات اور جس چیز کی تصدیق کی ہے اس کا انکار کرنا، سچے کو جھٹلانا اور جھوٹے کی تصدیق کرنا، باطل کے ذریعے حق کا مقابلہ کرنا، حق کو باطل اور باطل کو سچ بنا کر حقائق کو الٹ دینا، خدا کے دین میں الحاد، حق کو دلوں میں اندھا کر دینا، خدا کے سیدھے راستے میں کجی تلاش کرنا اور پوری مذہب کو

تبدیل کرنے کا دروازہ کھولناہیں۔ کیوں کہ بدعت چھوٹے سے بڑے کی طرف کھینچی جاتی ہے، یہاں تک کہ صاحب بدعت دین سے نکل جاتا ہے جیسے آٹے میں سے بال الگ کیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بدعت کی خرابی پر واقف نہیں ہوتا سوائے بصیرت والوں کے اور اندھے اندھے پن میں گم راہ ہیں، اور اللہ جس کے لئے اللہ نور نہیں بنائے گا اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ اگر اس نے اس رکاوٹ کو خدا کی عصمت یا توبہ نصوح کے ذریعے طے کرلے جو اسے اس سے نجات دلائے تو شیطان اس کو چوتھی رکاوٹ پر تلاش کرتا ہے۔

چوتھی رکاوٹ: یہ صغیرہ گناہ کی رکاوٹ ہے، وہ اس کو ہلکا کرکے دکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بڑے گناہوں سے اجتناب اور نیک اعمال کے ذریعے چھوٹے گناہیں معاف کیا جاتا ہے اور ہمیشہ اس کے سامنے خفیف کرکے دکھاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس پر اصرار کرنے لگتا ہے۔ چناں چہ وہ شخص جو کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے، اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے اور توبہ کرتا ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو مسلسل صغیرہ گناہ کرتا ہے، کیوں کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ سے سنگین ہے اور توبہ واستغفار کرتے ہوئے کوئی کبیرہ گناہ نہیں اور اصرار کے ساتھ کوئی صغیرہ نہیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گناہوں کو حقیر جاننے سے بچو، پھر گناہوں کی ایک مثال دی کہ ایک قوم ہیں جنہوں نے ایک وادی کے نچلے حصے میں پڑاو کیا اور ایک آدمی ایک لکڑی لایا، دوسرا ایک اور لکڑی لایا اور اسی طرح باقی بھی لکڑیاں لائے حتی کہ انھوں نے اپنا کھانا پکالیا۔ ایسے ہی صغیرہ گناہوں کو چھوٹا سمجھنا ہے۔ یہ جب اکٹھے ہوتے ہیں اور کرنے والے اسے ہلکا سمجھتا ہے یہاں تک کہ یہ ان کو ہلاک کردیتا ہے۔ اگر بندہ احتیاط، بے داری، ہمیشہ توبہ واستغفار اور گناہ کے بعد نیک اعمال کرنے کے ذریعے شیطان کے اس منصوبے سے آزاد ہو جائے تو شیطان اپنے پانچویں رکاوٹ میں طلب کرتا ہے۔ **پانچویں رکاوٹ:** یہ مباح کاموں کی رکاوٹ ہے جس کے کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے، اس لئے یہ اسے زیادہ عبادت کرنے اور آخرت کی سامان تیار کرنے کی کوشش سے غافل کردیتی ہے۔ پھر اسے سنتوں کو چھوڑنے پر آمادہ کرتا ہے، پھر سنتوں کو چھوڑنے سے لے کر واجبات کو ترک کرنے پر اور شیطان اس سے ادنی جو چیز حاصل کرتا ہے وہ نفع، بڑا فائدہ اور بلند درجات سے محروم کرنا ہیں۔ اگر وہ اس کی قیمت جانتا تو نیکی کی کسی چیز چھوڑتا نہیں، لیکن وہ قیمت سے بے خبر ہے۔ اگر وہ اس رکاوٹ سے پوری بصیرت اور ہدایت ومعرفت کی نور سے جو عبادت اور اس کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے نجات حاصل کرلے تو اسے اگلے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔ **چھٹی رکاوٹ:** یہ غیر محمود اعمال کی رکاوٹ ہے۔ شیطان اس کو یہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان کو اس کی نظروں میں خوب صورت بناتا ہے اور جو نفع وفضیلت ان میں ہے وہ اسے دکھاتا ہے، تاکہ اس کو اچھے ونفع مند کاموں سے مشغول رکھے۔ کیوں کہ جب شیطان اصل ثواب سے نہیں روک سکتا تو ثواب کی کمی اور اونچی پوزیشن سے محرومی کے لئے یہ چال چلاتا ہے اور اس کی توجہ افضل اعمال سے مفضول اور راجح سے مرجوح، اللہ کی زیادہ پسندیدہ سے پسندیدہ اور زیادہ خوش نودی سے خوش نودی میں مصروف رکھتا ہے۔ لیکن اس درجے کے لوگ کہاں ہیں؟ پوری دنیا میں چند لوگ ہیں اور اکثر لوگوں پر شیطان پہلی رکاوٹوں میں جیت گئے ہیں۔

قال ابن العليم: إن الله تعالى ينصر أوليائه على أعدائهم بلطفه الخفي عند كمال صبرهم، وطول ثباتهم في مقابلة الأعداء. قال الله تعالى: «أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ».[١] وقال تعالى: «حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ».[٢] وقال تعالى: «إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ».[٣] ألا إن نصر الله تعالى قد تكون ظاهرة وباطنة، وقد تكون باطنة فقط، كنصرة سيدنا الحسين رضي الله عنه في مقابلة الشقي الأعظم والكائد المعظم «يزيد»، عليه من الله ما يستحقه، فإن هذه النصرة كانت باطنة فقط. يا الله ويا قوي ويا عزيز ويا حكيم، انصرنا على أعدائنا كلهم نصرة كاملة، ظاهرة وباطنة، في الحياة الدنيا والآخرة. [آمين].[٤]

ساتویں رکاوٹ: یہ اس کے لشکر کی رکاوٹ ہے جو اسے ہاتھ، زبان اور قلب سے ہر قسم کے نقصانات پہنچاتی ہیں، نیکی میں اس کے درجے کے مطابق۔ اس کا رتبہ جتنا اونچا ہوگا دشمن اس پر اتنا ہی گھوڑ سوار اور پاپیادہ سپاہیوں سے حملہ کرتا ہے، اپنی فوج سے اس پر مظاہرہ کرتا ہے اور اس پر اپنی جماعت و مددگاروں کو ہر قسم کی طاقت کے ساتھ مسلط کرتا ہے۔ اس رکاوٹ سے اس کے پاس چھٹکارا پانے کا کوئی راستہ نہیں ہے، کیوں کہ وہ جب استقامت و دعوہ الی اللہ اور احکام شریعت کی پابندی کی کوشش کرتا ہے تو دشمن بے وقوفوں کو اس کے خلاف اکسانے کی کوشش کرتا ہے۔ بندہ اس رکاوٹ میں جنگی لباس پہنتا ہے اور خدا کے لئے دشمن سے لڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اس میں اس کی بندگی خاص عارفین کی بندگی ہے اور اسے مراغمہ کی بندگی کہا جاتا ہے اور صرف وہی لوگ اس کو سمجھتے ہیں جو پوری بصیرت رکھتے ہیں اور خدا کے نزدیک اس کے دوست کی اپنے دشمن کو ناپسند کرنے اور اسے غصہ دلانے سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔

[١] من سورة البقرة: ٢١٤.

[٢] من سورة يوسف: ١١٠.

[٣] من سورة الغافر: ٥١.

[٤] ترجمہ: ابن العلیم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو اپنی پوشیدہ مہربانی سے دشمنوں کے خلاف نصرت فرماتا ہے جب کہ ان کا صبر مکمل اور دشمنوں کے خلاف طویل استقامت ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ «کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ جنت میں پہنچ جاؤ گے حالاں کہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے لوگوں پر آچکے ہیں۔ ان کو سختی اور تکلیف پیش آئی اور وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک کہ اللہ کے رسول اور ان کے ساتھ ایمان

كتاب المحبة

(محبت کا بیان)

قال الله تعالى: «قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ».[1] وقال تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ».[2] وقال تعالى: «وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

لانے والے کہنے لگے: اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سنو! اللہ کی مدد آیا چاہتی ہے»۔ ارشاد فرماتا ہے کہ «رسولوں کو مدد پہنچنے میں تاخیر ہوئی) یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہو گئے اور انھیں خیال آنے لگا کہ واقعی وہ صحیح خبر نہیں دیئے گئے جب اُن کو ہماری مدد پہنچی۔ پھر جن کو ہم نے چاہا بچالیا اور مجرم لوگوں سے ہمارا عذاب پھیرا نہیں جاتا»۔ ارشاد فرماتا ہے کہ «بے شک ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں اور جس دن (کافروں کے خلاف) گواہ کھڑے ہوں گے»۔ جان لو کہ خدا تعالیٰ کی نصرت کبھی ظاہری و باطنی ہوتی ہے اور کبھی صرف پوشیدہ ہوتی ہے، جیسے سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت بدبخت اعظم اور بڑے سازشی یزید (اللہ کی طرف سے اس وہ ہے جس کے وہ مستحق ہے) کو کے مقابلہ میں، کیوں کہ یہ نصرت صرف باطنی تھی۔ اے اللہ، اے قوی، اے عزیز اور اے حکیم! ہمیں دنیا اور آخرت میں تمام دشمنوں پر ظاہری اور باطنی مکمل نصرت عطا فرما۔ [آمین]۔

[1] من سورة آل عمران: ٣١. ترجمہ: کہیں: اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو: اللہ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیں گے اور اللہ بڑے بخشنے والے، بڑے مہربانی فرمانے والے ہیں۔

[2] من سورة المائدة: ٥٤. ترجمہ: اے وہ لوگو جو (بہ ظاہر) ایمان لائے ہو! جو تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے گا تو جلد ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیں گے جن سے اللہ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں جو مسلمانوں کے حق میں نرم (دل) اور منکرین اسلام کے ساتھ گرم (زباں) ہوں گے، جو اللہ کے راستہ میں لڑیں گے اور ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ فضل الٰہی ہے، اللہ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی گن جائش والے خوب جاننے والے ہیں۔

الْعَذَابِ».[١] محبت جملہ مقامات سلوک کی روح ہے، اس کے بغیر علم سلوک کا کوئی مقام یا حال کسی کام کا نہیں، اس لئے توبہ کے بعد ہی اس کا ذکر کرنا مناسب ہے۔ حافظ شمس الدین ابن القیم نے اپنی کتاب «مدارج السالکین» کی تیسری جلد میں محبت کے متعلق ایک مدلل طویل داستان تحریر فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف نے صرف محبت کے متعلق تین کتابیں «کبیر» «اوسط» اور «صغیر» تحریر فرمائی ہیں، جن کا مطالعہ کرنا محبوب اعظم کے عاشقوں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔[٢] نالائق نے اس بحث کو اس بزرگ کی بعض عبارتوں سے شروع کرنا مناسب سمجھا۔

قال رحمه الله تعالى: **ومن منازل «إياك نعبد وإياك نستعين» منزلة المحبة، وهي المنزلة التي فيها يتنافس المتنافسون، وإليها شخص العاملون، وإلى علمها شمر السابقون، وعليها تفانى المحبون، وبروح نسيمها تروح العابدون. فهي قوت القلوب، وغذاء الأرواح، وقرة العيون. وهي الحياة التي مَنْ حُرمها فهو من جملة الأموات، والنور الذي من فقده فهو في بحار الظلمات، والشفاء الذي من عدمه حلّت الأسقام، واللذة التي من لم يظفر بها فعيشه كله هموم وآلام. وهي روح الإيمان والأعمال، والمقامات والأحوال التي متى خَلَت منها فهي كالجسد الذي لا روح فيه. تالله لقد ذهب أهلها بشرف الدنيا والآخرة، إذ لهم من معية محبوبهم أوفر نصيب. وقد قضى يوم قدر مقادير الخلائق بمشيئته وحكمته البالغة: «أن المرء مع من أحب». فيا لها من نعمة على المحبين سابغة.[٣] وجميع طرق الأدلة – عقلا ونقلا وفطرة، وقياسا واعتبارا، وذوقا ووجدانا – تدل**

---

[١] من سورة البقرة: ١٦٥. ترجمہ: اور بعض لوگ اللہ سے مرتبہ کو اللہ کا ہم سر بناتے ہیں، وہ ان سے اللہ جیسی محبت کرتے ہیں اور مؤمنین اللہ کی محبت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور اگر ظالم (مشرکین) دیکھیں جب وہ عذاب کو دیکھیں کہ سارا زور اللہ کا ہے اور یہ کہ اللہ سخت سزا دینے والے ہیں۔

[٢] تینوں کتابیں یہ ہیں: روضة المحبين ونزهة المشتاقين، محبة الله عز وجل، وقُرّةُ عيونِ الْمُحِبّين وروضةُ قلوبِ العارفين، پہلی دونوں مطبوع ہیں اور تیسری غیر معروف ہے۔

[٣] مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين «٣: ٥-٦». ترجمہ: ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: «ایاک نعبد وایاک نستعین» کے مقام میں سے ایک مقام محبت ہے اور یہ وہ مقام ہے جس میں حریف مقابلہ کرتے ہیں اور عاملین اس کی تمنا کرتے ہیں، سابقین اس کی طرف سفر جاری رکھتے ہیں، محبین اسی کے لئے اپنی زندگیاں فنا کرتے ہیں اور عبادت گزار اسی کے نشاط میں نشاط حاصل کرتے ہیں۔ محبت دل کی طاقت، روح کی خوراک اور آنکھوں کا سکون ہے۔ یہی انسان کی حیات ہے جو اس سے محروم ہوتا ہے وہ مرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے، ایسی روشنی

على إثبات محبة العبد لربه، والرب لعبده. وقد ذكرنا لذلك قريبا من مأة طريق في كتابنا الكبير في المحبة (يعني كتاب روضة المحبين). [١]

ثم أطال رحمه الله إلى أن قال: وقال الله تعالى: «وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ». [الأنعام: ٥٢]. وقال أحبابه وأولياءه: «إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا». [الإنسان: ٩]. وقال تعالى: «وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ» «إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ». [الليل: ١٩-٢٠]. فجعل غاية أعمال الأبرار والمقربين والمحبين: إرادة وجهه تعالى. وقال تعالى: «وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا». [الأحزاب: ٢٩]. فجعل إرادته غير إرادة الآخرة. وهذه الإرادة لوجهه موجبة للذة النظر إليه في الآخرة، كما في «مستدرك الحاكم» و«صحيح ابن حبان» في الحديث المرفوع عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يَدْعُو: «اللَّهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ، وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ: أَحْيِنِي إذا كانت الْحَيَاة خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كانت الْوَفَاة خَيْرًا لِي، وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَأسألك كَلِمَةَ الحق فِي الْغَضَبِ والرِّضَا، وأسألك القصد فى الفقر والغنى، وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بعد الْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ، وَأَسْأَلُكَ الشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ، فِي غير ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، ولا فِتْنَة مُضِلَّةٍ. اللَّهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ». [٢]

ہے جو اسے کھو دیتا ہے وہ تاریکی کے سمندر میں گر جاتا ہے، ایسی دوا ہے جو اس کے استعمال سے پرہیز کرتا ہے اس کے دل میں تمام برائیاں آکر بس جاتی ہیں اور ایسا ذائقہ ہے کہ جو اسے نہیں چکھتا ساری زندگی اس کے دکھ درد سے بھر جاتا ہے۔ محبت ایمان، عمل، مقامات اور احوال کی روح ہے، جب اس سے محبت خالی ہو جاتی ہے تو وہ بے جان جسم کی طرح ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم! محبت کرنے والوں نے دنیا اور آخرت کی تمام شرف اور عزتیں حاصل کی ہیں، کیوں کہ ان کے لئے خود ان کے محبوب اللہ کا مکمل قرب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت اور حکمت بالغہ سے ہر چیز کی تقدیر مقدر کرتے وقت یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ جس کا جس سے محبت ہو گی وہ آخرت میں اس کا ساتھی ہو گا۔ پس محبت کرنے والوں کے لئے کتنی اچھی نعمتیں منتظر ہیں۔

[١] مدارج السالكين «٣: ١٨». ترجمہ: اور دلائل کے تمام طریقے - عقل، نقل، جبلت، قیاس، اعتبار، ذوق اور وجدان کے اعتبار سے - دلالت کرتے ہیں کہ بندہ کی محبت اپنے رب سے اور رب کی محبت اپنے بندے سے ثابت ہے۔ ہم نے محبت پر اپنی بڑی کتاب میں سو کے قریب طریقے ذکر کیا ہے۔

[٢] موارد الظمآن: ٥٠٩، والمستدرك على الصحيحين «١: ٤٢٤-٤٢٥».

وفي الصحيح عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فيه وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ».[1] وفي «صحيح البخاري» عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ».[2] وفي «الصحيحين» عنه أيضا عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ. فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ». [صحيح البخاري: ٦٠٤٠] .[3]

---

[1] صحيح البخاري: ٢١.

[2] صحيح البخاري: ٦٥٠٢.

[3] مدارج السالكين «٣: ٢١-٢٢». ترجمہ: پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «اور آپ نہ ہٹائیں ان لوگوں کو جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں، وہ اللہ کی خوش نودی چاہتے ہیں» ۔ اور اللہ کے احباب واولیا نے کہا: «ہم تم کو اللہ کی خوش نودی کے لئے کھلاتے ہیں؛ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ»۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: «اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں جس کو وہ اتارنا چاہتا ہو لیکن اپنے پروردگار برتر وبالا کی خوش نودی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے»۔ چناں چہ اس نے نیکوکاروں، مقربین اور عاشقوں کے اعمال کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوش نودی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور فرماتے ہیں کہ «اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک کرداروں کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے»۔ اپنی مرضی کو آخرت کی مرضی سے مختلف کر دیا اور اس کی مرضی آخرت میں ان کی طرف دیکھنے کی لذت کا تقاضا کرتی ہے جیسا کہ «المستدرک علی الصحیحین» اور «صحیح ابن حبان» کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! چوں کہ تو غیب جانتا ہے اور مخلوق پر قدرت کاملہ رکھتا ہے، لہٰذا (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے اتنی دیر تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور اس وقت فوت کر دینا جب تو میرے لئے وفات بہتر سمجھے۔ میں تجھ سے خلوت وجلوت میں تیرا ڈر مانگتا ہوں اور رضامندی وناراضی میں کلمۂ حق کہنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ فقر وغنی میں تجھ سے میانہ روی چاہتا ہوں۔ تجھ سے وہ نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو، آنکھ کی وہ ٹھنڈک (لذت وسرور) جو کبھی منقطع نہ ہو، تقدیر پر راضی رہنے، موت کے بعد پر سرور زندگی، تیرے روئے اقدس کی زیارت کی لذت، تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں اور ہر نقصان دہ مصیبت

تنبيه: قال العلماء: المراد بالقبول هو القبول عند الأبرار الأتقياء فقط، وأما الأشقياء من الفجرة والمبتدعة فهم على ضده، والحرب قائمة بين الفريقين. قال الله تعالى: «أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ». [البقرة: ٢١٤].(١) يقول ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالى: وفي «الصحيحين»

اور ہر گم راہ کن فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ (اور گم راہوں کے لئے) راہ دکھلانے والا (راہ نما) بنادے۔ صحیح حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں جس شخص میں ہوگی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی لذت حاصل ہوگی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیگر سب چیزوں سے محبوب ہو، جس شخص سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کرے اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے نجات دے دی تو پھر دوبارہ کفر کی طرف لوٹنے کو اتنا برا سمجھے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔ «صحیح بخاری» میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور زکاۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔ «صحیحین» میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ تمام آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اس کے بعد وہ زمین میں بھی (اللہ کے بندوں کا) مقبول اور محبوب بن جاتا ہے۔

(١) تنبیہ: علمائے کرام نے فرمایا: قبولیت سے مراد صرف صالحین اور متقیوں کے نزدیک قبولیت ہے اور فاسق اور بدعتی اس کے خلاف ہیں اور دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ جنت میں پہنچ جاؤ گے حالاں کہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے لوگوں پر آچکے ہیں۔ ان کو سختی اور تکلیف پیش آئی اور وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک کہ اللہ کے رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے کہنے لگے: اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سنو اللہ کی مدد یا چاہتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِيْ حَدِيْثِ أَمِيْرِ السَّرِيَّةِ الَّذِيْ كَانَ يَقْرَأُ «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ» لِأَصْحَابِهِ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ، وَقَالَ: «لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا .فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ».[١] وفي «جامع الترمذي» من حديث أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ».[٢] وفيه أيضا من حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللَّهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اللَّهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ».[٣] والقرآن والسنة مملوءان بذكر من يحبه الله سبحانه من عباده المؤمنين، وذكر ما يحبه من أعمالهم وأقوالهم وأخلاقهم .كقوله تعالى: «وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ». [آل عمران: ١٤٦]، وقوله: «وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ». [آل عمران: ١٣٤]، وقوله: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ». [البقرة: ٢٢٢]، وقوله: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ» [الصف: ٤]، وقوله: «فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ» [آل عمران: ٧٦]. [٤]

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابُ التَّوْحِيدِ | بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، رقم الحديث: ٧٣٧٥.

[٢] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٣٤٩٠.

[٣] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٣٤٩١.

[٤] ينظر: مدارج السالكين «٣: ١٩-٢٠». ترجمہ: ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: «صحیحین» میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس امیر سریہ کی حدیث میں مروی ہے جو ہر نماز میں «قل ھو اللہ احد» پڑھتے تھے۔ فرمایا کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے بتادو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ «جامع الترمذی» میں ابو ادریس خولانی کی سند سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ داود علیہ السلام کی یہ دعا تھی: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا، اس شخص کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہو اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ! تو اپنی محبت، مجھے میری جان، میرے اہل و عیال، مال اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنادے۔ «جامع الترمذی» ہی میں عبد اللہ بن یزید خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے اپنی اور اس چیز کی محبت عطا فرما جس کی محبت مجھے تیرے ہاں فائدہ پہنچائے۔ اے اللہ! تو جو میری پسندیدہ چیز مجھے عطا فرمائے

قال رحمه الله تعالى: فلو بطلت مسألة المحبة لبطلت جميع مقامات الإيمان والإحسان، ولتعطلت منازل السير إلى الله، فإنها روح كل مقام ومنزلة وعمل. فإذا خلا منها فهو ميت لا روح فيه، ونسبتها إلى الأعمال كنسبة الإخلاص إليها بل هي حقيقة الإخلاص، بل هي نفس الإسلام فإنه الاستسلام بالذل والحب والطاعة لله، فمن لا محبة له لا إسلام له البتة، بل هي حقيقة شهادة أن لا إله إلا الله، فإن «الإله» هو الذي يألهه العباد حبا وذلا، وخوفا ورجاء، وتعظيما وطاعة له، بمعنى «مألوه» وهو الذي تألهه القلوب أي تحبه وتذل له .وأصل «التأله»: التعبد، و«التعبد» آخر مراتب الحب. يقال: عبده الحب وتيمه: إذا ملكه وذلله لمحبوبه. فالمحبة حقيقة العبودية.[1]

تو اسے میرے لئے ایسی چیز کی تقویت کا باعث بنا جسے تو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ! تو میری جس پسندیدہ چیز کو مجھ سے روک لے تو اس کو میرے اس کام کے لئے باعث فراغت بنا جسے تو پسند کرتا ہے۔ قرآن وسنت ان لوگوں کے ذکر سے بھری پڑی ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور ان کے ان اعمال، اقوال اور اخلاق کے ذکر سے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: «اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں»، «اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتے ہیں»، «بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت رکھتے ہیں»، «بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو اس کے راستہ میں قطار باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں» اور «بلاشبہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو دوست رکھتے ہیں»۔

[1] **مدارج السالكين «٣: ٢٠-٢١»**. ترجمہ: ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر عشق کا معاملہ باطل ہو جاتا تو ایمان اور احسان کے تمام منزلیں باطل ہو جاتیں اور سیر الی اللہ کی منزلیں باطل ہو جاتیں، کیوں کہ یہ ہر مقام، منزلہ اور عمل کی روح ہے۔ اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ بے جان ہے اور اعمال کی طرف اس کی نسبت کرنا اس کی طرف اخلاص کی نسبت کے مترادف ہے، بل کہ یہ اخلاص کی حقیقت ہے، بل کہ یہ نفس اسلام ہے، کیوں کہ یہ عاجزی، محبت اور اطاعتِ کے ساتھ سر تسلیم خم کرنا ہے۔ لہٰذا جس کی محبت نہیں اس کا اسلام ہی نہیں، بل کہ یہ اس گواہی کی سچائی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کیوں کہ الہ اس ذات ہے لوگ معبود بناتے ہیں محبت، عاجزی، خوف، امید، عظمت اور اطاعت کے ساتھ۔ یہ مالوہ کے معنی میں ہے اور یہ وہ ذات ہے جس کو قلوب محبت کرتی ہیں اور جس کے سامنے عاجزی ظاہر کرتی ہیں۔ تالہ: تعبد کے کے معنی میں اور تعبد: محبت کی آخری مرحلہ ہے۔ کہا جاتا ہے: محبت نے اس کو غلام بنالیا جب اس کو محبوب کے لئے ذلیل کر دیتی ہے، پس محبت عبودیت کی حقیقت ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ مقام محبت روح ایمان، روح احسان اور روح اسلام ہے اور محبت جانبین سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کی جانب سے بھی اور بندہ کی جانب سے بھی؛ کوئی مؤمن بھی محبت سے خالی نہیں۔ البتہ محبت کے درجہ کمال پر فائز ہونے والے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرات اولیاء عظام رحمہم اللہ ہیں۔ اولیاء کرام میں بھی حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس مقام کے نمبر اول کے شہ سوار ہیں، اس لئے میدان جنگ میں اپنے محبوب کے نام پر قربانی میں ان بزرگوں نے جو حصہ لیا اس کی نظیر سے تاریخ اسلام خالی ہے۔ قبول اسلام کے ساتھ اپنی جان اور مال کو محبوب کے پاس ایسا فروخت کیا تھا جس فروخت کی نظیر سے دنیا کی تاریخ خالی ہے۔ قال اللہ تعالی: «إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ». [1]

باب في محبة الله تعالى لعبده

(بندہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیان)

اللہ تعالی کی محبت اپنے خصوصی بندوں کے ساتھ محققین امت کے نزدیک حقیقی ہے۔ البتہ اس کی محبت اس کی شان کے لائق ہے، ہماری محبت کی طرح نہیں جیسا کہ ان کا علم ان کی شان کے موافق ہے، ان کا رحم ان کی شان کے موافق ہے؛ ہمارے علم اور ہمارے رحم کے موافق نہیں۔ اس میں بحث کرنی ہمارے لئے فضول ہے۔ البتہ جن لوگوں نے محبت کو مجازی قرار دیا ہیں ان کا رد کرنا ضروری ہے، کیوں کہ محبت الہی کا ذکر ہزاروں آیات واحادیث میں وارد ہوا ہے۔ ان سب میں خواہ مخواہ تاویل کرنا محققین کے نزدیک مکابرہ ہے۔

---

[1] من سورة التوبة: ١١١. ترجمہ: بلاشبہ اللہ پاک نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں، اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ وہ راہ خدا میں جنگ کرتے ہیں پھر مارتے (بھی) ہیں اور مرتے (بھی) ہیں۔ اللہ پاک کے ذمے پختہ وعدہ ہے (جس کا) تورات، انجیل اور قرآن میں (تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے) اور کون ہے جو اللہ پاک سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ لہذا (اے مومنو!) اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا تعالی سے کیا ہے خوشیاں مناؤ اور یہ (سودا) ہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل کرنے کا طریقہ: متقدم الذکر آیات واحادیث میں جن طریقوں کا ذکر ہے ان کو اجمالا ذکر کیا جاتا ہے:(ا) حضرت حبیب اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔ جس کو اس پیروی اور اتباع میں درجہ کمال حاصل ہے وہ اللہ تعالی کے بھی کامل محجوب ہے، آپ مقام محبوبیت کا نمونہ ہیں۔ غور کی جئے: «قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ».[1] میں اور «لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا».[2] میں۔(ب) دین حق کی حفاظت، تبلیغ اور اشاعت میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی طرف خیال کئے بغیر جان، مال، زبان اور قلم کی بازی لگا دینا۔(ج) فرائض کو کامل ومکمل کرنے کے ساتھ ہی کثرت سے نوافل میں مشغول ہو جانا۔(د) اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ محبت پیدا کرنا اور ان کو کثرت سے پڑھنا۔(ہ) صبر۔(و) احسان۔(ز) کثرت توبہ۔(ح) ظاہر وباطن کی تطہیر وتزکیہ میں مبالغہ کرنا۔(ط) دین حق کی حمایت کے لئے مقابلہ کے صف میں خوب جم کر کھڑا رہنا۔(ی) تقوی۔

اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہونے کی علامات

اول: امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے «رسالہ» میں تحریر فرمایا ہے کہ محبت ایک شریف حالت ہے جو اللہ تعالیٰ اور ان کے بندہ کے درمیان پیدا ہوتی ہے اور جانبین کی صفت ہوتی ہے۔ **فمعنى محبة الله تعالى للعبد: إرادته بأن يخصه بالقربة والأحوال العلية.**[3] تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے اس بندہ کو اپنے قرب اور احوال شریفہ سے نوازا ہے۔ پس جس بندہ کا قلب احوال شریفہ الہیہ کا مورد ہو اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضوری اس کا وصف بن گیا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

---

[1] **من سورة آل عمران: ٣١.** ترجمہ: کہیں: اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو: اللہ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیں گے اور اللہ بڑے بخشنے والے، بڑے مہربانی فرمانے والے ہیں۔

[2] **من سورة الأحزاب: ٢١.** ترجمہ: بہ خدا! واقعہ یہ ہے کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ کی اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

[3] ترجمہ: پس بندے کے لئے خدا تعالیٰ کی محبت سے مراد: اسے قربت اور اعلیٰ حالات کے لئے مخصوص کرنے کا ارادہ۔

دوم: ابتلاوآزمائش۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں حضرت خلیل علیہ السلام اور آفتاب رسالت حضرت حبیب اللہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ مقام محبوبیت کے درجہ اول پر فائز ہیں اس لئے ان کی پوری زندگی ابتلاء وآزمائش میں گزری۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا باپ سے مقابلہ، اہل وطن سے مقابلہ، بادشاہ وقت سے مقابلہ، مایوس کن حالت پر ہجرت وطن، لڑکے کی قربانی وغیرہ آزمائش کو «قرآن کریم» اور احادیث صحیحہ میں دیکھئے۔ یہاں دو ایک آیات کی طرف صرف اشارہ کیا جارہا ہے۔ قال اللہ تعالی: «وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا» «إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا» «يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا» «يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا» «يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا» «قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا» «قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا» «وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا» «فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا» «وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا».[1] وقال تعالی: «فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً

---

[1] من سورة مريم: ٤١-٥٠. ترجمہ: آپ قرآن میں ابراہیم کا تذکرہ کریں، وہ یقینا فورا تصدیق کرنے والے پیغمبر تھے۔ جب انھوں نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے ابا! آپ کیوں ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ وہ آپ کے کچھ کام آتے ہیں؟! اے میرے ابا! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ پس آپ میری پیروی کریں، میں آپ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا۔ اے میرے ابا! آپ شیطان کی پرستش نہ کریں۔ شیطان یقینا مہربان اللہ کا نافرمان ہے۔ اے میرے ابا! مجھے ڈر ہے کہ آپ کو مہربان اللہ کی طرف سے عذاب آپکڑے، پس آپ (ہمیشہ کے لئے) شیطان کے ساتھی ہو کر رہ جائیں۔ اس نے کہا: اے ابراہیم! کیا تو میرے خداؤں سے روگردانی کرنے والا ہے جو ان کی برائی کرتا ہے؟ بہ خدا اگر تو (بتوں کی برائی سے) باز نہ آیا تو میں ضرور تجھے سنگسار کردوں گا اور (اپنی خیر چاہتا ہے تو) مجھے عرصہ دراز کے لئے چھوڑ دے۔ انھوں نے کہا: تو سلامت رہ! اب (بھی) میں اپنے رب سے تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا اور میں تم سے اور ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو جدا ہو جاؤں گا اور (دنیا میں کہیں جا کر) میں اپنے رب کی بندگی کروں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر نامراد نہیں رہوں گا۔ پس جب وہ ان لوگوں سے اور ان معبودوں سے جن کو وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجتے تھے: جدا ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے دونوں کو پیغمبر بنایا اور ہم نے سب کو اپنی مہربانی سے (حظ وافر) عطا فرمایا اور ہم نے سب کا ذکر خیر بلند کیا۔

قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ» «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ» «وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ» «وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ» «الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ» «وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ».[1] وقال تعالى: «أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۖ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ».[2] وقال تعالى حاكيا عن أعداء خليله عليه السلام، وهم أهل دياره وسلطان وطنه حيث

---

[1] من سورة الأنعام: ٧٨-٨٣. ترجمہ: پھر جب سورج کو چمکتا دمکتا دیکھا تو اس نے کہا: یہ میرا رب ہے، یہ ستاروں میں سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ غروب ہو گیا تو اس نے کہا: اے میری قوم! میں بالیقین بے تعلق ہوں ان ستاروں سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔ بے شک میں ان ستاروں سے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف پھیرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں شریک ٹھہرانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ ابراہیم کے ساتھ ان کی قوم نے حجت بازی کی، انھوں نے کہا: کیا تم میرے ساتھ اللہ (کی یکتائی) میں حجت بازی کرتے ہو، درآں حالے کہ اس نے مجھے راہ دکھادی ہے اور میں ان ستاروں سے نہیں ڈرتا جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ البتہ اگر میرے پروردگار ہی کوئی بات چاہیں (تو دوسری بات ہے)۔ میرے پروردگار ہر چیز کو اپنے احاطہ علمی میں لئے ہوئے ہیں۔ پس کیا تم سوچتے نہیں؟ اور میں کیوں ڈروں ان ستاروں سے جن کو تم نے شریک کیا ہے اور تم نہیں ڈرتے اس بات سے کہ تم شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ ان ستاروں کو جن کے شریک ہونے کی کوئی دلیل اس نے تم پر نہیں اتاری؟ اب دو جماعتوں میں سے کونسی جماعت چین سکون کی زیادہ حق دار ہے: اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ!)۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ نہیں ملایا: انہیں کے لئے چین سکون ہے اور وہی راہ یاب ہیں۔ اور وہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی، ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں۔ بے شک آپ کے رب بڑی حکمت والے، بڑے علم والے ہیں۔

[2] من سورة البقرة: ٢٥٨. ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا نہیں جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں کٹ حجتی کی، اس وجہ سے کہ اللہ نے اس کو حکومت دی تھی؟ جب ابراہیم نے کہا: میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ (پس) اس نے کہا: میں (بھی) جلاتا اور مارتا ہوں! ابراہیم نے کہا: پس اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتے ہیں تو اس کو مغرب سے نکال؟ پس اللہ کا منکر ہکا بکا رہ گیا اور اللہ تعالیٰ ناانصافوں کو ہدایت نہیں دیتے۔

«قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ» «قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ» «وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ» «وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ». (١)

جب باپ، اہل وطن اور حکومت وقت سے بالکل مایوس ہو جاتے ہیں، آگ کے امتحان میں سے کامیابی حاصل کرنے کے بعد ترک وطن کا ارادہ کر لیتے ہیں تو ذیل کی تقریر کے بعد اہل وطن سے رخصت ہوتے ہیں۔ قال الله تعالى: «قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ» «رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ». (٢)

ہزاروں مصائب وآلام کی آزمائش کے بعد جب فلسطین کی اقامت نصیب ہوتی ہے اور حضرت ہاجرہ رضي الله عنها کے گھر ایک ہونہار لڑکا یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوتی ہے تو ماں اور لڑکا دونوں کو عرب کا ایک بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑ آنے کا حکم ہو جاتا ہے۔ اس میں بھی جب بہ فضل الٰہی کامیاب نکل جاتے ہیں تو پھر اس لڑکا کی قربانی کا حکم ہوتا ہے۔ (٣)

---

(١) من سورة الأنبياء: ٦٨-٧١. ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے دوست ابراہیم علیہ السلام کے دشمن یعنی اہل دیار وسلطان وطن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ «انھوں نے کہا: اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔ ہم نے کہا: اے آگ! ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور بے بے گزند ہو جا۔ انھوں نے آپ کے ساتھ بڑی چال چلنی چاہی پس ہم نے ان کو ناکام کر دیا۔ ہم نے ان کو اور لوط کو اس سرزمین کی طرف نجات بخشی، جس میں ہم نے دنیا جہاں والوں کے لئے برکت فرمائی ہے»۔

(٢) من سورة الممتحنة: ٤-٥. ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ تمہارے لئے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھ تھے ایک عمدہ نمونہ ہے۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بیزار ہیں۔ ہم تم سے بے تعلق ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا، جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لئے مجھ کو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں۔

(٣) دیکھئے: صحيح البخاري | كِتَابٌ : أَحَادِيثُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ | بَابٌ: يَزِفُّونَ: النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ، رقم الحديث: ٣٣٦٤.

«قرآن کریم» میں ہے:«ربَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ من ذُرِّيَّتِي بوَادٍ غَيْرِ ذي زَرْعٍ عندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ» «رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ من شَيْءٍ في الْأَرْضِ وَلَا في السَّمَاءِ» «الْحَمْدُ للَّهِ الَّذي وَهَبَ لي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ».(١) وقال الله تعالى: «فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ في الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُني إِن شَاءَ اللَّهُ منَ الصَّابِرِينَ» «فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ» «وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ» «قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ» «إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ» «وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ» «وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ في الْآخِرِينَ» «سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ» «كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ» «إِنَّهُ منْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ». (٢)

اللہ تعالیٰ کا محبوب اعظم حضرت حبیب اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش وامتحان کا حال تو اشارۃ لکھنا بھی اس مختصر رسالہ میں مشکل ہے۔ اگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی تو اس کے متعلق مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔ البتہ اس رسالہ میں بھی دو چار

---

(١) من سورة إبراهيم: ٣٧– ٣٩. ترجمہ: ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو بن کھیتی والے میدان میں، آپ کے محترم گھر کے پاس آباد کیا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں، لہٰذا آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی جانب مائل کر دی جئے اور ان کو پھلوں کی روزی عنایت فرمائیں تاکہ وہ شکر گزار بنیں۔ اے ہمارے پروردگار! آپ یقینا جانتے ہیں جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز نہ زمین میں پوشیدہ ہے نہ آسمان میں۔ شکر ہے اللہ پاک کا جنہوں نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحاق عنایت فرمائے، بلاشبہ میرے پروردگار خوب دعا سننے والے ہیں۔

(٢) من سورة الصافات: ١٠٢–١١١. ترجمہ: پس جب وہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا: میرے پیارے بیٹے! میں بالیقین خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس سوچ لے تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا: ابا جان! جس کام کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ آپ کریں، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پس جب دونوں سر افگندہ ہو گئے اور ابراہیم نے اس کو کروٹ پر لٹا دیا۔ ہم نے اس کو (بہ واسطہ ملائکہ) پکارا: اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھایا، ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں، بالیقین یہ بڑا امتحان ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کا عوض دے دیا۔ ہم نے پیچھے آنے والوں میں اس کے حق میں یہ بات رہنے دی کہ ابراہیم پر سلامتی ہو، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں سے ہے۔

باتوں کو لکھنا سخت ضروری سمجھتا ہوں۔ «جامع ترمذی» میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو اللہ کی راہ میں وہ اذیتیں دی گئیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں اور ایسا ڈرایا گیا جو اور کسی کو نہیں ڈرایا گیا۔عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللَّه وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذيتُ فِي اللَّه وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ». أخرجه الترمذي.[1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ آزمائش انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوتی ہے، اس کے بعد جو دین میں جس قدر مضبوط ہوتا ہے اس کے ساتھ اس قدر مشکل امتحان اور آزمائش ہوتی ہے۔عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِه، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِه، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ». أخرجه الترمذي، وصححه النسائى فى «الكبرى»، وابن ماجه في «سننه»، والدارمي، والطيالسي، وأحمد، وعبد بن حميد، وابن منيع فى مسانيدهم، والحاكم وصححه، وابن حبان في «صحيحه».[2] وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَشَدِّ

---

[1] سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٤٧٢. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں ایسا ڈرایا گیا کہ اس طرح کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے ایسی تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں کہ اس طرح کسی کو نہیں پہنچائی گئیں۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ورات گزر جاتے اور میرے اور بلال کے لئے کوئی کھانا نہیں ہوتا کہ جسے کوئی جان والا کھائے سوائے تھوڑی سی چیز کے جسے بلال اپنی بغل میں چھپا لیتے تھے۔

[2] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحديث: ٢٣٩٨، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بَابٌ: الصَّبْرُ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحديث: ٤٠٢٣، سنن الدارمي | وَمِنْ كِتَابِ الرِّقَاقِ | بَابٌ: فِي أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً، رقم الحديث: ٢٨٢٥، مسند أحمد «٣: ٨٧»، رقم الحديث: ١٤٩٤، صحيح ابن حبان «٤: ٢٤٥»، العلمية، السنن الكبرى للنسائي: ٥، والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٣٠: ٥٤١»، العلمية. ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: انبیاور سل پر، پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں۔ بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی

النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءَ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ». أخرجه الطبراني في «الكبير»، والنسائي، والحاكم وصححه. (١)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله تعالى عنه قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ، فَوَجَدْتُ حَرَّهُ بَيْنَ يَدَيَّ فَوْقَ اللِّحَافِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَشَدَّهَا عَلَيْكَ. قَالَ: إِنَّا كَذَلِكَ، يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ، وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ الصَّالِحُونَ، إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلَى بِالْفَقْرِ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يُحَوِّيهَا، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ». أخرجه ابن ماجه، وأبو نعيم، والضياء، والحاكم وقال: له شواهد كثيرة.(٢) وأخرجه ابن حبان في «صحيحه» بلفظ «أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَنْ أَشَدُّ النَّاسِ بِلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِيْنِهِ، فَمَا يَبْرَحُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَمْشِيَ

ہے، اگر بندہ اپنے دین میں سخت ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہوتا ہے تو اس کے دین کے مطابق مصیبت بھی ہوتی ہے۔ پھر مصیبت بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے، یہاں تک کہ بندہ روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

(١) ينظر: السنن الكبرى للنسائي: ٢٣، المعجم الكبير «٢٤: ٦٣٠»، والموسوعة الكبرى «٤١: ١٩٨». ترجمہ: حضرت فاطمہ بنت یمان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے انبیا پر سب سے بڑی آزمائش آتی ہیں، پھر ان پر جو مرتبے میں ان کے قریب ہوتے ہیں، پھر ان پر جو ان کے قریب ہوتے ہیں، پھر ان پر جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔

(٢) ينظر: سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بابٌ: الصَّبْرُ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحديث: ٤٠٢٤، فضائل الأعمال، ص ٣٥، رقم الحديث: ١٥٨، للحافظ ضياء الدين المقدسي، دار الكتب العلمية، المستدرك على الصحيحين برقم: ٧٩١٨، والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٤٩: ٤١٦». ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ رکھا تو لحاف کے اوپر رکھے ہوئے میرے ہاتھ کو حرارت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کو کتنا سخت بخار ہے! آپ نے فرمایا: ہم (انبیا) اسی طرح ہوتے ہیں کہ ہمیں مصیبت (یا آزمائش) بھی دوگنا آتی ہے اور ثواب بھی دوگنا ملتا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائش کو لوگوں کو آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نبیوں کو۔ میں نے کہا: ان کے بعد؟ فرمایا: نیک لوگوں کو۔ انہیں فقرے کے ذریعے سے آزمایا جاتا تھا کہ (بعض اوقات) ایک آدمی کو صرف ایک چادر میسر ہوتی تھی جسے وہ جسم پر لپیٹ لیتا تھا اور وہ مصیبت پر اس طرح خوش ہوتے تھے جس طرح تم راحت پر خوش ہوتے ہو۔

عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْه خَطِيْئَةٌ».[١] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال: «يُؤتَى بالشَّهِيْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُوْقَفُ لِلْحِسَابِ، ثُمَّ يُؤتَى بِالْمُتَصَدِّقِ فَيُنْصَبُ لِلْحِسَابِ، ثُمَّ يُؤتَى بِأَهْلِ الْبَلَاءِ فَلَا يُنْصَبُ لَهُمْ مِيْزَانٌ وَلَا يُنْصَبُ لَهُمْ دِيْوَانٌ، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمُ الْأَجْرُ صَبًّا حَتَّى إِنَّ أَهْلَ الْعَافِيَةِ لَيَتَمَنَّوْنَ فِي الْمَوْقِفِ أَنَّ أَجْسَادَهُمْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيْضِ مِنْ حُسْنِ ثَوَابِ اللهِ». أخرجه الطبراني.[٢] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ، وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ». أخرجه البخاري ومسلم.[٣]

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالی کی محبت کی علامتوں میں ابتلا اور آزمائش کو اول درجہ میں لکھا اور اس پر استدلال کے طور پر دو حدیثیں بھی نقل فرمائیں۔ نالائق نے ابھی تک اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ لکھا وہ اثبات مدعی کے لئے کافی تھا، تاہم اس پر فتن زمانہ میں اس پر اکتفا کرنا مناسب نہیں سمجھا اس لئے خدام دین اور مبلغین اسلام کی ہمت افزائی کے لئے اور

---

[١] ينظر: صحيح ابن حبان «٧: ١٨٤»، رقم الحديث: ٢٩٢١، الرسالة. ترجمہ: امام ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں اس الفاظ سے کیا ہے کہ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیا کی، پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں۔ بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، مصیبت بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ بندہ روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

[٢] ينظر: المعجم الكبير «١٢: ١٨٢»، رقم الحديث: ١٢٨٢٩. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن شہید کو لایا جائے گا اور حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر صدقہ کرنے والا لایا جائے گا ہے اور اسے حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا، پھر مصیبت زدہ لوگوں کو لایا جائے گا ہے اور ان کے لئے نہ میزان اور نہ دیوان (ریکارڈ) قائم کیا جائے گا۔ پھر ان کو بھرپور ثواب دیا جائے گا ہے یہاں تک کہ میدان حشر میں (دنیا کے) اہل خیر تمنا کریں گے کہ حسن ثواب کے بدلے ان کے جسموں کو قینچی سے کاٹا جائے۔

[٣] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَرْضَى | بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ، رقم الحديث: ٥٦٤٢، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: ثَوَابُ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ، رقم الحديث: ٢٥٧٣. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مسلمان کو جو پریشانی، غم، رنج، تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے حتیٰ کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس تکلیف کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

کچھ خصوصی تفصیل کرتا ہوں۔ اے کارساز حقیقی اور میرے مولی اور اے رب العالمین! ہمارے اندر ایک ایسی جماعت پیدا کر جو اخلاص اور صداقت کے مجسم پتلے ہو اور تیرے دین متین کی خدمت اور حمایت میں تمام دنیاوالوں کی مخالفت سے بھی گھبرانے والی نہ ہو۔ آمین یاارحم الراحمین۔ یااللہ! ہم پر اپنی خصوصی نصرت نازل فرمااور دینی امور میں جو ہمارے دشمن ہیں ان پر ہمیں غلبہ کامل عنایت فرما۔ آمین۔ یااللہ! میری تعلیم، تلقین، تذکیر اور تحریر سب کو قبول فرما۔ حضرت امام غزالی اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہمانے ایک دوسری جگہ پر نہایت ہی پر درد عبارت سے اس مسئلہ کو لکھا ہے۔ میں پہلے دونوں بزرگوں کی عبارات لکھتا ہوں بعد میں اس کے متعلق قدرے احادیث وآیات بھی ذکر کروں گا۔ قال الغزالي رحمه الله تعالى: «والأنبياء مرحومون بين الأمة بهذا السبب، ومُقاساتهم لقصور عقول الأمة فتنة لهم وامتحان وابتلاء من الله وبلاء موكل بهم سبق بتوكيله القضاء الأزلي، وهو المعني بقوله عليه الصلاة والسلام: «البَلاءُ مُوَكَّلٌ بالأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الأَوْلِيَاءِ ثُمَّ الأَمْثَلِ فَالأَمْثَلِ». فلا تظنن أن البلاء بلاء أيوب عليه السلام وهو الذي ينزل بالبدن؛ فإنّ بلاء نوح عليه السلام أيضا من البلاء العظيم، إذ بلي بجماعة كان لا يزيدهم دعاؤه إلى الله إلا فرارا، ولذلك لما تأذى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بكلام بعض الناس قال: «رَحِمَ اللهُ أَخِيْ مُوْسَى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ»، فإذا، لا تخلو الأنبياء عن الابتلاء بالجاحدين، ولا تخلو الأولياء والعلماء عن الابتلاء بالجاهلين، ولذلك قلما ينفك الأولياء عن ضروب من الإيذاء وأنواع البلاء بالإخراج من البلاد والسعاية بهم إلى السلاطين والشهادة عليهم بالكفر والخروج عن الدين، وواجب أن يكون أهل المعرفة عند أهل الجهل من الكافرين، كما يجب أن يكون المعتاض عن الجمل الكبير جوهرة صغيرة عند الجاهلين من المبذرين المضيعين».[1] وقال الزبيدي رحمه الله تعالى: «وقد

---

[1] إحياء علوم الدين «٤: ٣٥»، العلمية. ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انبیاء کرام بھی اپنی امت کے درمیان اس لئے قابل رحم ہیں کہ جس قوم کی طرف ان کی بعثت ہوتی تھی وہ اپنی کم عقلی اور کج فہمی کے باعث اذیتیں پہنچاتی تھیں، یہ اذیتیں ان کے حق میں اللہ کی طرف سے امتحان اور آزمائش تھیں۔ اس حدیث کی مراد یہی ہے کہ آزمائش معین ہے انبیا اور اولیا پر، پھر ان پر جو انبیاواولیا کے مشابہ ہوں۔ اس آزمائش سے صرف وہی آزمائش مراد نہیں ہے جو حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم پر نازل ہوئی، بل کہ اس سے وہ مصیبت اور اذیت بھی مراد ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے اس وقت پہنچی جب انھوں نے قوم کو اللہ کی طرف بلایا اور وہ نفرت سے دور ہٹ گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض لوگوں کے کلام سے اذیت ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم کریں کہ لوگوں نے انھیں ستایا مگر انھوں نے صبر کیا۔

وقع كل ما ذكر لأعيان الأولياء والعلماء كما يعرف ذلك من تراجمهم في التواريخ، وهم مع ذلك يصبرون على أذاهم إذا أخذ الله عليهم أن يعدلوا أو يقوموا بنواميس الشريعة والحقيقة والصدع بالحق والقيام لله في أمور الدين ومصالح المسلمين، وتحمل الأذى المترتب على ذلك، إذ هم القدوة والمرجع في الأحكام وحجة الله على العوام». [1]

اب قدرے دلائل ذکر کی جاتی ہیں:

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ صَبَرَ فَلَهُ الصَّبْرُ، وَمَنْ جَزِعَ فَلَهُ الْجَزَعُ». أخرجه الإمام أحمد في «مسنده». [2] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا

انبیا اپنی نبوت کے منکرین کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کئے جاتے تھے اور اولیا و علما کو جاہلوں کی وجہ سے مبتلا کیا جاتا ہے۔ جس طرح انبیا کو آزمائش کے صبر آزما مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ اور علماء ربانی سخت امتحان کا سامنا کرتے ہیں۔ کبھی شہر چھوڑنے پر مجبور کر دئے جاتے ہیں، کبھی سلاطین وقت کے درباروں میں ان کی چغلی ہوتی ہے اور وہ حق گوئی کی پاداش میں ہر طرح کے مظالم برداشت کرتے ہیں۔ کچھ لوگ انہیں کافر اور ملحد کہتے ہیں، کچھ بد دین اور فاسق وفاجر کہہ کر ستاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جاہلوں کے نزدیک اہل علم ومعرفت کافروں سے کم نہیں ہیں، جیسے کوئی اگر ایک موتی کے عوض اپنا اونٹ دے دے تو بے وقوف لوگ اسے پاگل کہیں گے کہ اس نے اتنا لمبا چوڑا جانور اتنے چھوٹے سے پتھر کے عوض دے دیا۔

[1] إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين «١٠: ٦٧٠»، العلمية. ترجمہ: امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ سب کچھ اولیا اور علما کے ساتھ ہوا، جیسا کہ تاریخ میں ان کی سوانح عمری سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کے باوجود وہ آں کی اذیتوں پر صبر کرتے تھے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عدل وانصاف کرنے کا وعدہ لیا تھا یا شریعت وحقیقت کے قوانین کو برقرار رکھنے، حق کی صدا بلند کرنے، امور دین اور مسلمانوں کے مفادات میں خدا کے لئے کھڑے ہونے اور اور اس پر ہونے والی اذیتوں کو برداشت کرنے کا، کیون کہ وہ احکام شریعت میں اسوہ، مرجع ہیں اور عام لوگوں پر خدا کی دلیل ہیں۔

[2] مسند أحمد «٣٩: ٤١»، رقم الحديث: ٢٣٦٣٣. ترجمہ: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو وہ انہیں آزماتا ہے۔ پس جو شخص صبر کرے تو اسے صبر حاصل ہو جاتا ہے اور جو فریاد رسی کرے تو اس کے لئے فریاد رسی ہے۔

ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ». أخرجه ابن ماجه، والترمذي وحسنه.[١] وَعَنْ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا ابْتَلَاهُ، وَإِذَا أَحَبَّهُ الْحُبَّ الْبَالِغَ اقْتَنَاهُ، لَا يَتْرُكُ لَهُ مَالًا وَلَا وَلَدًا». رواه الطبراني في «الكبير» و «الأوسط».[٢] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا وَأَرَادَ أَنْ يُصَافِيَهُ صَبَّ عَلَيْهِ الْبَلَاءَ صَبًّا، وَتَجَّهُ عَلَيْهِ تَجًّا، فَإِذَا دَعَا الْعَبْدُ قَالَ: يَا رَبَّاهُ، قَالَ اللهُ: لَبَّيْكَ عَبْدِيْ لَا تَسْأَلْنِيْ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَيْتُكَ؛ إِمَّا أَنْ أُعَجِّلَهُ لَكَ، وَإِمَّا أَنْ أَدَّخِرَهُ لَكَ». أخرجه ابن أبي الدنيا، وفي إسناده شيء من الكلام، ولا يضر، لأن الأحاديث في الباب كثيرة.[٣] وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحديث: ٢٣٩٦، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بابٌ: الصَّبْرُ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحديث: ٤٠٣١. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک بڑی جزا بڑی آزمائش کے ساتھ ہے، کیوں کہ اللہ عزوجل جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو وہ انہیں آزماتا ہے۔ جو شخص اس پر راضی ہو تو اسے رضامندی حاصل ہو جاتی ہے اور جو شخص ناراضی کا اظہار کرے تو وہ اس کی ناراضی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

[٢] ينظر: إتحاف السادة المتقين «١٢: ٢٦٢». وهذا لفظ «الأوسط». ترجمہ: حضرت ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی آزمائش کرتا ہے اور جب اسے بے انتہا محبت کرتا ہے تو اس کی سب کچھ لے لیتا ہے؛ اس کا کوئی مال اور کوئی اولاد نہیں چھوڑتا۔

[٣] ينظر: المرض والكفارات لابن أبي الدنيا: ٣٥٤، الصبر والثواب عليه لابن أبي الدنيا: ١٨١، الترغيب والترهيب «١: ٣٣٣»، رقم الحديث: ٥٦١، وسلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء في الأمة «١٠: ٧٦٨»، رقم الحديث: ٤٩٩٣. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے اور اسے پاک کرنا چاہتا ہے تو اس پر مصیبت نازل کرتا ہے۔ جب بندہ پکارتا ہے کہ اے رب! اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ میں حاضر ہوں میرے بندے! تو مجھ سے جو کچھ چاہیں گے میں تجھے دوں گا؛ یا تو میں اسے نقد میں (دنیا میں) دوں گا یا اسے (اس کا ثواب) تیرے لئے (آخرت میں) محفوظ کر دوں گا۔ امام ابن ابی الدنیا نے اسے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں کچھ کلام ہے اور وہ کوئی نقصان دہ نہیں، کیوں کہ اس موضوع میں احادیث بہت سی ہیں۔

مِنْهُ». أخرجه البخاري.[١] قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى: «معناه: يبتليه بالمصائب ليثيبه عليها».[٢] وقال في موضع آخر: «محبة الله للعبد إرادة إيصال الخير له والتكريم».[٣] فيكون معنى الحديث: من أحبه الله تعالى يبتليه بالمصائب، وأشد البلايا وأفضلها هو البلاء فى الله وفى دين الله، وهو أكثر بلايا الأنبياء والأولياء. انظروا إلى قوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ».[٤] ثم انظروا إلى ما لقي النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأصحابه من المشركين بمكة تتجلى لكم حقيقة الحال. [٥]

خلاصہ یہ ہے کہ درجہ محبوبیت کی علامت آزمائش اور امتحانات ہیں اور چوں کہ محبوبیت اور محبیت تقریباً لازم وملزوم ہے اس لئے دونوں درجے کے لئے آزمائش اور امتحان ہے۔ قال الله تعالى: «الم» «أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَرْضَى | بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ، رقم الحديث: ٥٦٤٥. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر وبھلائی کرنا چاہتا ہے اسے بیماری کی تکالیف اور دیگر مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

[٢] فتح الباري «١٠: ١١٣»، مكتبة الملك فهد.

[٣] فتح الباري ١٢: ٤٠٦»، دار الفكر للطباعة والنشر. ترجمہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ اسے مصیبتوں سے آزمائے گا تاکہ اسے اس پر ثواب عطا فرمائے۔ دوسری جگہ فرمایا: بندے کو خدا کی محبت یہ ہے کہ وہ اسے بھلائی اور عزت پہنچادے۔

[٤] تقدم تخريجه. ترجمہ: پس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسے مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے اور سب سے سخت اور بہترین مصیبت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اللہ کے دین کے لئے ہو۔ یہی مصیبت انبیاواولیا کی زیادہ تھی۔ دیکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں ایسا ڈرایا گیا کہ اس طرح کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے ایسی تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں کہ اس طرح کسی کو نہیں پہنچائی گئیں۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ورات گزر جاتے اور میرے اور بلال کے لیے کوئی کھانا نہیں ہوتا کہ جسے کوئی جان والا کھائے سوائے تھوڑی سی چیز کے جسے بلال اپنی بغل میں چھپا لیتے تھے۔

[٥] ترجمہ: پھر دیکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو مکہ میں مشرکین سے کیا کیا اذیتیں پہنچیں، اس سے تمہارے سامنے حقیقت واضح ہو جائے گی ہے۔

وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ» «وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ».(١) وقال تعالى: «أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ».(٢) وقال تعالى: «حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ». (٣)

سوم: کمال محبت الٰہی یعنی جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عاشق بھی ہوتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کی محبت میں لفظ عشق کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کے نزدیک جائز نہیں، کیوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ملفوظات میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا اور چوں کہ عشق حد سے زائد محبت کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس قدر محبت کے لائق ہے اس قدر محبت کرنا بھی انسانی طاقت سے باہر ہے پھر حد سے زائد محبت کیسا کرے گا؟ دوسری جماعت کے نزدیک جائز ہے، کیوں کہ لفظ محبت کا استعمال کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں وارد ہے اور عشق مراتب محبت میں سے ایک مرتبہ ہے اور چوں کہ محبت کے آخری درجہ کا نام عبادت ہے۔ جب اس کا اطلاق جائز ہوا تو عشق کا اطلاق بہ طریق اولی جائز ہو گا۔

---

(١) من سورة العنكبوت: ١-٣. ترجمہ: الف، لام، میم۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کیا لوگوں (مسلمانوں) نے سمجھا ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔ بہ خدا! واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو جانچا جو ان سے پہلے ہوئے۔ پس ضرور اللہ تعالیٰ جانیں گے ان کو جنہوں نے سچ کہا اور ضرور جانیں گے جھوٹوں کو۔

(٢) من سورة البقرة: ٢١٤. ترجمہ: کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ جنت میں پہنچ جاؤ گے، حالاں کہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے لوگوں پر آچکے ہیں۔ ان کو سختی اور تکلیف پیش آئی اور وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے، یہاں تک کہ اللہ کے رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے کہنے لگے: اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سنو! اللہ کی مدد آیا چاہتی ہے۔

(٣) من سورة يوسف: ١١٠. ترجمہ: (رسولوں کو مدد پہنچنے میں تاخیر ہوئی) یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہو گئے اور انھیں خیال آنے لگا کہ واقعی وہ صحیح خبر نہیں دیئے گئے جب اُن کو ہماری مدد پہنچی۔ پھر جن کو ہم نے چاہا بچا لیا اور مجرم لوگوں سے ہمارا عذاب پھیرا نہیں جاتا۔

باب محبة العبد لله تعالى

(بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا بیان)

اللہ تعالی کے ساتھ بندہ کی محبت فرض ہے اور اس کی فرضیت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس بحث کی ابتدا میں قدرے دلائل گزر چکیں۔ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ کامل «قرآن کریم» اور سنت نبویہ محبت الٰہی کی مختلف کیفیتوں کی تفصیل سے لبریز ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت الٰہی کی تحصیل کے لئے دعا مانگتے تھے۔ «سنن ترمذی» میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث «فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى»[1] کے اخیر میں ہے: «أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ».[2] اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی «حلیۃ الاولیاء» میں ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ».[3] «صحیح بخاری» اور «صحیح مسلم» میں ہے کہ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ، قیامت کب ہو گی؟ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے قیامت کے لئے کیسی تیاری کی؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ، میرے پاس تو نماز روزہ زیادہ نہیں البتہ میں اللہ تعالی کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت کرتا ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دار آخرت میں ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس جواب سے اس قدر خوش ہوئے کہ اسلام کے بعد اور کسی چیز پر اس قدر خوش نہیں ہوئے تھے۔[4] «قرآن کریم»

---

[1] ترجمہ: ملأ اعلی (اونچے مرتبے والے فرشتے) کس بات پر آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔

[2] سنن الترمذي | أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ ص، رقم الحديث: ٣٢٣٥. ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں، اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا بھی سوال کرتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے۔

[3] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء «١: ٢٢٦»، والجامع لشعب الإيمان «٢: ١٦»، مكتبة الرشد. ترجمہ: اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے میری جان، میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔

[4] عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، «أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ: لَا شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. قَالَ أَنَسٌ:

میں ہے کہ مؤمن کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمام چیزوں سے زائد ہونی چاہئے۔[1] یہ تو ادنی ایمان کی علامت ہے اور کامل مؤمن وہ ہے جو اللہ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے، سوائے محبوب کے اور کوئی اس کے گوشہ قلب میں اور دل ودماغ میں باقی نہیں رہتا ہے۔

بن گیا ہے جب سے تصور دل میں روئے یار کا

آتا ہے وہ ہی نظر ہر کوچہ وبازار میں

محبت قلبی میلان کا نام ہے اور یہ میلان قلب میں یا جمال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یا کمال کی وجہ سے یا نوال یعنی احسان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ربوبیت کا جمال بھی غیر متناہی ہے اور کمال بھی غیر متناہی ہے، اسی طرح احسان بھی غیر متناہی ہے، بل کہ وہ جمال، کمال اور احسان کا مصدر اور منبع کل ہے۔ اس لئے قلب میں اس کی طرف میلان اور کشش کا پیدا ہونا فطری ہے، جو قلب اس کشش سے خالی ہے وہ قلب مریض ہے، اس کی دوا کرنے کی ضرورت ہے اور دوا تین چیزوں سے ہوتی ہے: **(اول)** محبوب حقیقی کے غیر سے قلب کو پاک رکھنے کی کوشش یعنی حب دنیا سے دل کو پاک رکھنا۔ **(دوم)** محبوب کے اسماوصفات کا کثرت سے چرچا کرنا اور اس کے حقیقی نام یعنی اللہ کا خوب ذکر کرنا یا لا الہ الا اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا اور اگر قلب زیادہ مریض ہے تو ضرب لگانا۔ **(سوم)** محبوب کا دھیان اور مراقبہ کرنا اور یہ کوشش کرنا کہ جملہ عبادات میں خواہ وہ فریضہ ہو یا مسنونہ ہو یا مستحبہ ہو یہ مراقبہ غالب ہو جائے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: «يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ

فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ». (صحيح البخاري | كِتَابٌ: فَضَائِلُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ | بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رقم الحديث: ٣٦٨٨، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ، رقم الحديث: ٢٦٣٩).

[1] «وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ». (سورة البقرة: ١٦٥).

الصُّحُفُ». أخرجه الترمذي.[١] یعنی اللہ تعالیٰ کا دھیان اور مراقبہ کر اور ان کو نہ بھول تو ان کو سامنے پائے گا، یعنی ان کو مشاہدہ اور بے کیف حضوری اور معیت تجھ کو نصیب ہو گی۔

مراتب محبت دس ہیں جن کو حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل کے ساتھ لکھا، میں ان کی عبارت کا خلاصہ پیش کرتا ہوں: «مراتب الحب عشرة: أولها: العلاقة، وسميت علاقة لتعلق القلب بالمحبوب. الثانية: الإرادة، وهي ميل القلب إلى محبوبه وطلبه له. الثالثة: الصبابة، وهي انصباب القلب إليه بحيث لا يملكه صاحبه كانصباب الماء في الحدور. الرابعة: الغرام وهو الحب اللازم للقلب، الذي لا يفارقه بل يلازمه كملازمة الغريم لغريمه. الخامسة: الوداد وهو صفو المحبة، مراتبها عشرة وخالصها ولبها، والودود من أسماء الرب تعالى. السادسة: الشغف، يقال: شغف بكذا فهو مشغوف به، وقد شغفه المحبوب. السابعة: العشق وهو الحب المفرط الذي يخاف على صاحبه منه. الثامنة: التتيم وهو التعبد والتذلل. التاسعة: التعبد وهو فوق التتيم، فإن العبد هو الذي قد ملك المحبوب رقه فلم يبق له شيء من نفسه البتة، بل كله عبد لمحبوبه ظاهرا وباطنا. وهذا هو حقيقة العبودية، ومن كمل ذلك فقد كمل مرتبتها. العاشرة: مرتبة الخلة التي انفرد بها الخليلان إبراهيم ومحمد صلى الله عليهما وسلم كما صح عنه أنه قال: «فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا».[٢]

---

[١] سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٥١٦. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: بچے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھنا وہ تجھے یاد رکھے گا، جب تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا تو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر، جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر پوری مخلوق تجھے کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تو وہ اتنا ہی نفع دے سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ رکھا ہے اور اگر وہ تجھے نقصان پہنچانے پر تل جائے تو تجھے اتنا ہی نقصان پہنچے گا جتنا تیرے حق میں لکھا گیا ہے۔ قلمیں اٹھالی گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

[٢] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْمَسَاجِدُ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ | بَابٌ: النَّهْيُ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ، رقم الحديث: ٥٣٢.

وقال: «لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ خَلِيلًا ؛ لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا، وَلَكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ».[1] والخلة هي المحبة التي تخللت روح المحب وقلبه، حتى لم يبق فيه موضع لغير المحبوب».[2]

احوال متعلقہ محبت

قال العلامة الزبيدي رحمه الله تعالى: «وجملة الأحوال فى باب المحبة هى البرق والوجد والذوق واللحظ والوقت والصفاء والنفس والفرق والغيب والسكر والفناء والبقاء والوجود والجمع والتعظيم والأنس والقرب والسكينة والطمأنينة والانبساط والإذلال والغيرة والشوق. وأما الوجد المذكور فله أحوال ثلاثة: الدهش والهيجان والتمكين، وقد يعطى الله تعالى بعض العارفين واحدا منها، وقد يعطيه كلها، ويعطى

---

[1] صحيح مسلم | كِتَابٌ: فَضَائِلُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ | بَابٌ: مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحديث: ٢٣٨٣.

[2] مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين «٣: ٢٥٤-٢٥٦»، دار طيبة. ترجمہ: محبت کے دس درجات ہیں:(اول) علاقہ، اس کو علاقہ اس لئے کہتے ہیں کہ دل محبوب سے جڑا ہوتا ہے۔(دوم) ارادہ، یہ اپنے محبوب کی طرف دل کا جھکاؤ اور اس کے طلب گار ہونا ہے۔ (سوم)صبابہ، یہ دل کو اس کی طرف جھکانا کہ صاحب دل اس پر قابو نہیں رکھ پائے، نشیب میں پانی ڈالنے کے مانند۔(چہارم) غرام، یہ وہ محبت ہے جو دل کے لئے لازم ہو، جو اس سے جدا نہیں ہوتی بل کہ اس کے ساتھ اس طرح قائم رہتی ہے جیسے قرض دار قرض خواہ کو لازم پکڑتا ہے۔(پنجم) وداد، یہ خالص ترین محبت ہے، اس کے دس درجات ہیں، یہ ان درجات کے خلاصہ اور مغز ہے اور ودود اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔(ششم) شغف (دل دادہ)، کہا جاتا ہے: فلاں فلاں سے دل دادہ ہو گیا اور وہ اس سے دل دادہ ہے اور وہ محبوب سے فرفتہ ہے۔(ہفتم) عشق، اور وہ حد سے زیادہ محبت کا نام ہے اور جس سے محبت کرنے والا پر خوف کیا جاتا ہے۔(ہشتم) تتیم، یہ عبادت کرنا اور عاجزی ظاہر کرنا ہے۔(نوہم) تعبد، یہ تتیم کے اوپر عبادت کرنا، کیوں کہ بندہ وہ ہے جس کی رقت کا مالک محبوب ہیں اور اس کے لئے اپنی نفس کی کوئی چاہت باقی نہیں رہتی، بل کہ سب کچھ ظاہری و باطنی طور پر محبوب کا غلام ہو جاتی۔ یہی بندگی کی حقیقت ہے اور جس نے یہ کامل کیا اس نے اپنا درجہ مکمل کر لیا۔(دہم) خلت کا درجہ، جس کے ساتھ دو خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاص ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: «کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے جس طرح اس نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا»۔ یہ بھی فرمایا کہ «اگر میں دنیا کے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کو خلیل بناتا، لیکن تمہارے صاحب اللہ کے خلیل ہیں»۔ خلت وہ محبت ہے جو عاشق کی روح اور دل میں سرایت کرے یہاں تک کہ اس میں محبوب کے علاوہ کسے کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

أضعافها إلى ما لا نهاية له مما لا نعرف له وجودًا ولا رأينا له رسما ولا سمعنا له ذكرًا. قال الله تعالى: «وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ». [الحجر: ٢١].(١) میں نے ابتدا مبحث میں حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات پیش کر کے یہ بتا دیا کہ محبت ہی جملہ مقامات اور احوال کی روح ہے اور اس پر تمام صوفیاء کرام کا اجماع ہے اور یہی حقیقت کلمہ لا الہ الا اللہ اور حقیقت اخلاص ہے۔ قال الغزالي رحمه الله تعالى: «بل هو معنى قولك: «لا إله إلا الله»: أي لا معبود ولا محبـــوب سواه. ومعنى الإخلاص أن يخلص قلبه لله فلا يبقى فيه شرك لغير الله، فيكون الله محبوب قلبه ومعبود قلبه ومقصود قلبه فقط». (٢)

أسباب المحبة

(اسباب محبت)

قال الإمام الغزالي والزبيدي رحمهما الله تعالى: «فإن كنت طالبا سعادة لقاء الله فانبذ الدنيا وراء ظهرك، واستغرق العمر فى الذكر الدائم والفكر الملازم، فعساك تحظى منها بقدر يسير، ولكن تنال بذلك

---

(١) إتحاف السادة المتقين «١٢: ٤١٧» باختصار. ترجمہ: علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محبت کے باب میں احوال کا مجموعہ ہیں: برق، وجد، ذوق، لحظ، وقت، صفا، نفس، فرق، غیب، سکر، فنا، بقا، وجود، جمع، تعظیم، انس، قرب، سکینہ، طمانیت، انبساط، اذلال، غیرت اور شوق۔ وجد مذکور کی تین حالتیں ہیں: دھش، ھیجان اور تمکین۔ اللہ تعالیٰ کبھی بعض عارفین کو ان میں سے کسی ایک حالت عطا فرماتا ہے اور کبھی سب اور لا محدود تعداد کئی گنا زیادہ دیتا ہے جس کا نہ ہمیں علم ہے، نہ ہم نے اس کی کوئی تصویر دیکھی ہے اور نہ ہی اس کا ذکر سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہر چیز کے ہمارے پاس بے شمار خزانے ہیں مگر ہم ان کو مقررہ اندازے ہی سے اُتارتے ہیں۔

(٢) إحياء علوم الدين «١: ٤٠٥»، دار الأرقم، وموسوعة حكم ومواعظ الإمام الغزالي في إحياء علوم الدين، ص ٦١٣، محمد الصالح الضاوي، دار الكتب العلمية. ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بل کہ یہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم ہے یعنی اس کے سوا کوئی معبود یا محبوب نہیں۔ اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ اس کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو کہ اس میں خدا کے علاوہ کوئی شرک باقی نہ رہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے دل کا محبوب، معبود اور مقصود ہیں۔

اليسير ملكا عظيما لا آخر له، وسعادة أبدية لا انصرام لها أبد الآباد».[١] دل میں محبت الٰہی پیدا کرنے کے اسباب بہت ہیں لیکن ان کو تین میں منحصر کیا جاسکتا ہے:(ا)ترک دنیا یعنی غیر اللہ سے دل کو پاک رکھنے کی کوشش۔

حضوری گر ہمی خواہی از و غائب مشو حافظ * متی ما تلق من تھوی دع الدنیا واھملہا[٢]

(ب) کثرت ذکر یعنی فرائض، واجب اور سنن مؤکدہ سے فارغ ہونے کے بعد اذکار نافلہ میں مشغول رہنا۔ اذکار نافلہ میں تلاوت قرآن، سماع قرآن، دین کی تعلیم و تعلم، تصنیف، مطالعہ، ارشاد الناس الی اللہ، دعا، درود اور استغفار وغیرہ داخل ہیں اور لا الہ الا اللہ یا اللہ اللہ کا ذکر بھی شامل ہے۔(ج) المراقبة وكمال التوجه إلى الله ودوام المناجاة والمسامرة مع الله.[٣] جس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فکر لازمی سے تعبیر کیا ہے۔

علامات محبة العبد لله تعالى

(بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانیاں)

اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامات بہت ہیں، ان میں سے سات علامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:(اول)محبة لقائه تعالى (یعنی اللہ تعالیٰ سے ملنے کی محبت): ہر عاشق اپنے معشوق سے ملاقات کی کوشش کرتا ہے اور اپنی زندگی کا وحید مقصود اپنے محبوب سے ملن کو سمجھتا ہے۔ قال الله تعالى: «فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا».[٤] اگر محبوب سے ملنے کے لئے موت ضروری ہو تو موت کو محبوب سمجھنے لگتا ہے اس لئے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین

---

[١] إتحاف السادة المتقين «١٢: ٤٠٢». ترجمہ: امام غزالی اور امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تم خدا سے ملاقات کی سعادت کے خواہاں ہو تو دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ دو اور اپنی زندگی کو مسلسل ذکر اور مسلسل فکر میں مستغرق کرو۔ شاید کہ اس کی تھوڑی سی مقدار حاصل کر سکتے ہیں، لیکن آپ اس تھوڑی سی مقدار سے عظیم بادشاہی حاصل کریں گے جس کی کوئی انتہا نہیں اور ابدی سعادت جو ہمیشہ کے لئے ختم نہیں ہوتی۔

[٢] ترجمہ: اگر محبوب حقیقی کے دربار کی حضوری اور قرب چاہتے ہو تو اس سے غافل مت ہو کہ اس کی طرف متوجہ رہو اور جب اپنے محبوب سے ملاقات کرو یعنی اس کی عبادت میں مشغول ہو تو دنیا اور مافیہا کی طرف التفات مت کرو۔

[٣] ترجمہ: مراقبہ، خدا کی طرف کمال توجہ، دوام مناجات اور اللہ تعالیٰ سے مسامرہ۔

[٤] من سورة الكهف: ١١٠. ترجمہ: پس جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کا آرزومند ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

میدان جنگ میں شہادت کی دعا فرماتے تھے۔أخرج الطَّبَرَانِيُّ بإسناد جيد من حديث سعد بن وقاص رضي الله عنه أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَحَشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: «أَلَا نَدْعُو اللهَ فَخَلَوَا فِيْ نَاحِيَةٍ فَدَعَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحَشٍ فَقَالَ: يَا رَبِّ، إِنِّي أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِذَا لَقِيْتُ الْعَدُوَّ غَدًا فَلَقِّنِيْ رَجُلًا شَدِيْدًا بَأْسُهُ شَدِيْدًا حَرْدُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيْكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَأْخُذُنِيْ فَيَجْدَعَ أَنْفِيْ وَأُذُنِيْ، فَإِذَا لَقِيْتُكَ غَدًا قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللهِ، مَنْ جَدَعَ أَنْفَكَ وَأُذُنَكَ؟ فَأَقُوْلَ: فِيْكَ وَفِيْ رَسُوْلِكَ، فَتَقُوْلَ: صَدَقْتَ. قَالَ سَعْدٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ آخِرَ النَّهَارِ، وَإِنَّ أُذُنَهُ وَأَنْفَهُ لَمُعَلَّقَتَانِ فِيْ خَيْطٍ». قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى: أَرْجُوْ أَنْ يُبِرَّ اللهُ آخِرَ قَسْمِهِ كَمَا أَبَرَّ أَوَّلَهُ.– ورواه البيهقي وأبو نعيم أيضًا.[1]

حدیث شریف میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کی محبت رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی خواہش نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله تعالى قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ». أخرجه البخاري ومسلم من حديث أبي هريرة وعائشة رضى الله تعالى عنهما.[2] اور مروی ہے کہ ایمان کا نور جب قلب کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو قلب میں دنیا سے نفرت اور بے زاری پیدا ہو جاتی ہے اور جلدی بھاگنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔[1]

---

[1] ينظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد «٩: ٣٦٦»، رقم الحديث: ١٥٦٥٢، العلمية، الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٦: ٥٥١-٥٥٢»، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء «١: ١٠٣»، دار الفكر، والسنن الكبرى للبيهقي «٦: ٥٠٢»، رقم الحديث: ١٢٧٦٩. ترجمہ: امام طبرانی جید سند سے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنگ اُحد کے ایک روز قبل حضرت عبد اللہ بن جحش نے مجھے بلایا کہ آئیں ہم اللہ تعالیٰ دعا کریں، پس دونوں نے ایک طرف خلوت اختیار کیا۔ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا کی کہ اے خدا! کل جو دشمن میرے مقابلہ میں آئے وہ نہایت بہادر اور غضب ناک ہو تا کہ میں تیری راہ میں اس کو قتل کروں، پھر وہ مجھے قتل کر کے ناک اور کان کاٹ ڈالے، پھر جب میں آپ سے ملوں گا اور آپ فرمائیں گے کہ اے عبد اللہ! تیرے کان اور ناک کیوں کاٹے گئے؟ تو عرض کروں گا کہ تیرے لئے اور تیرے رسول کے لئے اور آپ فرمائیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ حضرت سعد نے کہا: میں نے اسے دن کے آخر میں دیکھا کہ اس کے کان اور ناک ایک دھاگے سے لٹک رہے تھے۔ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ خدا آپ کی قسم کا آخری حصہ بھی پورا کرے گا جیسا کہ شروع حصہ پورا کیا تھا۔

[2] صحيح البخاري | كِتَابُ التَّوْحِيد | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ، رقم الحديث: ٧٥٠٤، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، رقم الحديث:

دوم:إيثار ما يحبه الله تعالى على ما يحبه نفسه في ظاهره وباطنه: یعنی اللہ تعالی کی مرضیات کو نفس اور ہوا کی خواہشوں پر مقدم رکھنا۔

تعصي الإله وأنت تظهر حبه • هذا لعمرك في الفعال بديع

لو كان حبك صادقا لأطعته • إن المحب لمن يحب مطيع [٢]

خلاصہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کی نافرمانی اور ہر قسم کی مخالفت سے اپنے آپ کو بچانا علامت محبت ہے، اس لئے امام سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوافل اور سنن میں کثرت کرنا علامت محبت نہیں بل کہ علامت محبت منہیات، مکروہات اور ہر قسم کی مخالفت سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔في «الإتحاف»: «أعمال البر يعملها البر والفاجر، والمعاصي لا يتركها إلا صديق». [٣]

تنبیہ: محبت اور گناہ میں تضاد ہے یا نہیں؟ محققین کے نزدیک صرف درجہ کمال میں تضاد ہے، یعنی محبت کاملہ کامل نافرمانی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی، یعنی ایک شخص بہ یک وقت فاسق معلن بھی ہو اور اللہ تعالیٰ سے کامل محبت بھی رکھتا ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: «زانی زنا کے وقت مؤمن نہیں رہتا اور سارق چوری کے وقت مؤمن نہیں رہتا» اس کا یہی مطلب ہے۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً

٢٦٨٤. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

[١] عَنْ عَبْد اللَّه بْن مَسْعُود رضي الله تعالى عنه قَال: تَلَا نَبِيُّ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ هَذه الْآيَةَ: ﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ﴾. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّه كَيْفَ انْشِرَاحُ صَدْرِه؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ النُّورُ الْقَلْبَ انْشَرَحَ وَانْفَسَحَ. فَقُلْنَا: فَمَا عَلَامَةُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّه؟ قَالَ: الْإِنَابَةُ إِلَى دَارِ الْخُلُودِ، وَالتَّجَافِي عَنْ دَارِ الْغُرُورِ، وَالتَّأَهُّبُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُولِ الْمَوْتِ.– أخرجه ابن مَرْدُوْيَه في «التفسير المسند».

[٢] آپ خُدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور اُس کی محبت کا اظہار کرتے ہیں، یہ تیری عمر کی قسم خلاف قیاس(!) ہے۔ اگر آپ کی محبت خالص ہوتی تو آپ ان کی اطاعت کرتے، بے شک عاشق جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

[٣] إتحاف السادة المتقين «١٢: ٤٥٥». ترجمہ: اتحاف میں ہے کہ نیکیاں نیک اور بدکار دونوں کرتے ہیں اور گناہ صرف نیک لوگ چھوڑتے ہیں۔

يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ». أخرجه البخاري.[١] یعنی ایمان کے درجہ کمال کے ساتھ زنا، چوری، شراب نوشی، لوٹ کھسوٹ کا تناقض اور تخالف ہے۔ پس جو شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا ہے تو وہ اس حالت ابتلا میں حقیقی مؤمن بھی نہیں اور حقیقی محب بھی نہیں، بل کہ اس کا ایمان بھی حکمی ہے اور محبت بھی حکمی ہے۔قال في «الإتحاف»: «حقيقة الإيمان حضور العبد مع الله أو شهوده للآيات الدالة على وجوده، فالغافل العاصي عن هذا بمعزل فهو مؤمن حكما كالنائم».[٢] اگر طرفین میں سے کسی طرف میں کمال نہ ہو تو جمع ہو سکتا ہے، جیسے حضرت عبد اللہ بن الحمار رضي الله تعالیٰ عنہ کو شراب نوشی کے جرم پر جب مارا گیا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اس پر لعنت کی بد دعا کی تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور فرمایا: یہ شخص اللہ تعالیٰ اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، «أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللَّهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا، فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللَّهُمَّ الْعَنْهُ، مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْعَنُوهُ، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ». أخرجه البخاري. [٣]

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابُ النُّهْبَى، رقم الحديث: ٢٤٧٥. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زنا کرنے والا مؤمن رہتے ہوئے زنا نہیں کر سکتا، شراب خوار مؤمن رہتے ہوئے شراب نہیں پی سکتا، چور مؤمن رہتے ہوئے چوری نہیں کر سکتا اور کوئی شخص مؤمن رہتے ہوئے لوٹ اور غارت گری نہیں کر سکتا کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھی ہوئی ہوں اور وہ لوٹ رہا ہو۔

[٢] إتحاف السادة المتقين «٩: ٦٢١» باختصار. ترجمہ: امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے «اتحاف» میں فرمایا: ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ بندے کی خدا کے ساتھ حضوری یا ان نشانیوں کا مشاہدہ کرنا ہے جو اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ پس تنہائی میں اس سے بے خبر اور نافرمان شخص بھی حکما مومن ہے سونے والے کے مانند۔

[٣] صحيح البخاري | كِتَابُ الْحُدُودِ | بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ، رقم الحديث: ٦٧٨٠. ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص جس کا نام عبد اللہ تھا اور حمار کے لقب سے پکارے جاتے تھے وہ نبی کریم ﷺ کو ہنساتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں شراب پینے پر مارا تھا تو انہیں ایک دن لایا گیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے حکم دیا اور انہیں

سوم: کثرت ذکر اللہ، کثرت مذاکرہ کلام اللہ اور کثرت ذکر رسول اللہ الداعی الی اللہ والمرشد لطریق اللہ تعالیٰ، کیوں کہ عاشق اپنے معشوق کو کسی طریقہ سے نہیں بھولتا، بل کہ ہر دم اس کا ذکر اس کے قلب اور زبان پر حاضر اور جاری رہتا ہے اور اس کی کتاب کی تلاوت اور سماعت میں مشغول رہتا ہے اور اس کا پتہ بتا دینے والا رسول جو ان کی جانب سے ان کا راستہ بتانے کے لئے آیا ہے اس سے چمٹ جاتا ہے اور اس کا دامن ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چھوڑتا۔ قالا في «الإحياء» و«الإتحاف»: «ومن علامات حب العبد لله تعالى أن يكون مستهترا بذكر الله تعالى أي مولعا به، لا يفتر عنه لسانه ولا يخلو عنه قلبه، وأن يحب القرآن الذي هو كلامه ويكرره على الأسماع والقلوب، وأن يحب رسوله صلى الله عليه وسلم الذي هو حبيبه وصفيه، وأن يحب عباد الله الصالحين».[١] یہاں تین چیزیں ہیں، علی سبیل الاجمال اس کے متعلق کچھ دلائل تحریر کی جاتی ہیں: قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا» «وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا».[٢] قال الله تعالى: «فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ».[٣] وقال تعالى: «فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ».[٤] وقال تعالى: «اتْلُ مَا أُوحِيَ

مارا گیا۔ حاضرین میں ایک صاحب نے کہا: اللہ اس پر لعنت کرے! کتنی مرتبہ کہا جا چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

[١] إحياء علوم الدين «٤: ٤٠٣»، إتحاف السادة المتقين. ترجمہ: امام غزالی اور امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہما «احیاء» اور «اتحاف» میں فرماتے ہیں کہ بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل دادہ ہوتا ہے، اس سے اس کی زبان سست اور دل خالی نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ قرآن سے محبت کرتا ہے جو اللہ کا کلام ہے اور اسے کانوں اور دلوں پر دہرایا رہے اور یہ کہ وہ اپنے رسول سے محبت کرے جو کہ اللہ کا محبوب اور چیدہ اور یہ کہ اللہ کے نیک بندوں سے محبت کرے۔

[٢] من سورة الأحزاب: ٤١-٤٢. ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور اس کی پاکی بیان کرو دن کے شروع حصہ میں اور زوال سے رات گئے تک۔

[٣] من سورة الجمعة: ١٠. ترجمہ: پھر جب جمعہ کی نماز پوری ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کی روزی میں سے تلاش کرو اور اللہ کو بہ کثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔

[٤] من سورة البقرة: ١٥٢. ترجمہ: پس مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا اور میری نعمتوں کا شکر بجالاؤ اور میری ناشکری مت کرو۔

إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ». (١) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً». أخرجه البخاري ومسلم وأحمد والنسائي. (٢) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ، فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ؛ أَتَشَبَّثُ بِهِ، قَالَ: لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ». أخرجه الترمذي وابن ماجه وابن حبان والحاكم وصححه. (٣)

---

(١) من سورة العنكبوت: ٤٥. ترجمہ: تلاوت کر اس کتاب کی جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور نماز کا اہتمام کر، نماز یقیناً بے حیائی اور ناجائز کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد اس سے بڑا فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ ان کاموں کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابُ التَّوْحِيدِ | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ، رقم الحديث: ٧٤٠٥، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: الْحَثُّ عَلَى ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، رقم الحديث:٢٦٧٥، مسند أحمد «١٢: ٣٨٥»، رقم الحديث: ٧٤٢٢، السنن الكبرى للنسائي برقم: ٧٤٣٤، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ أَنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ، رقم الحديث: ٣٦٠٣. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آجاتا ہوں۔

(٣) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ، رقم الحديث: ٣٣٧٥، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْأَدَبِ | بَابٌ: فَضْلُ الذِّكْرِ، رقم الحديث: ٣٧٩٣، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان «٣: ٩٦-٩٧»، رقم الحديث: ٨١٤، مؤسسة الرسالة، والمستدرك على الصحيحين «١: ٤٩٥». ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اسلام میں نیک اعمال بہت زیادہ ہیں (میں ان سب کو کما حقہ ادا نہیں کر سکتا)۔ مجھے ایک بات بتادی جائے جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا: تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا هُوَ ذَكَرَنِي، وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ». أخرجه البخاري وابن ماجه وابن حبان.(١) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: آخِرَ مَا فَارَقْتُ عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ قُلْتُ لَهُ: أَيُّ الْأَعْمَالِ خَيْرٌ وَأَقْرَبُ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: أَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ». أخرجه ابن حبان والبزار والطبراني وابن أبي الدنيا.(٢) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ. قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى. فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا شَيْءٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ». أخرجه أحمد بإسناد حسن، والترمذي، وابن ماجه، والبيهقي، والحاكم وصححه.(٣) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله تعالى عنهما، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «لِكُلِّ

---

(١) صحيح البخاري | كِتَابُ التَّوْحِيدِ | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ (معلقا)، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْأَدَبِ | بَابٌ: فَضْلُ الذِّكْرِ، رقم الحديث: ٣٧٩٢، وصحيح ابن حبان «٢: ٩٢». ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت تک اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔

(٢) ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری بات جس پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علاحدگی اختیار کی تھی وہ یہ تھی کہ میں نے آپ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ کے نزدیک افضل و محبوب ترین ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیری موت اس حال میں آئے کہ تیری زبان ذکر اللہ میں تر ہو۔

(٣) سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ مِنْهُ، رقم الحديث: ٣٣٧٧، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْأَدَبِ | بَابٌ: فَضْلُ الذِّكْرِ، رقم الحديث: ٣٧٩٠، المستدرك على الصحيحين «١: ٦٧٣»، رقم الحديث: ١٨٢٥، العلمية، وشعب الإيمان للبيهقي «١: ٣٩٤». ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہارے سب سے بہتر اور تمہارے رب کے نزدیک سب سے پاکیزہ اور سب سے بلند درجے والے عمل کی تمہیں خبر نہ دوں؟ وہ عمل تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے، وہ عمل تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ تم (میدان جنگ میں) اپنے دشمن سے ٹکراؤ اور وہ تمہاری

شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ». قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَلَا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ». أخرجه البيهقي.(١) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ. قِيْلَ: وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ». أخرجه الطبراني.(٢) قال المنذري رحمه الله تعالى: رجاله رجال الصحيح. (٣)

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ الْحَارِثَ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا، وَيَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا، فَقَالَ عِيسَى: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا، وَتَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ، وَإِمَّا أَنْ آمُرَهُمْ. فَقَالَ يَحْيَى: أَخْشَى إِنْ سَبَقْتَنِي بِهَا أَنْ يُخْسَفَ بِي، أَوْ أُعَذَّبَ. فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَامْتَلَأَ الْمَسْجِدُ، وَقَعَدُوا عَلَى الشُّرَفِ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ، وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ: أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ

گردنیں کاٹے اور تم ان کی (یعنی تمہارے جہاد کرنے سے بھی افضل)۔ لوگوں نے کہا: ہاں، (ضرور بتایئے)۔ آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے بچانے والی کوئی اور چیز نہیں ہے۔

(١) ينظر: الدعوات الكبير: ١٩. هذا غير صحيح، وفيه أبو مهدي الحمصي، وهو متهم بالوضع. (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة «١٠: ٢»، الرقم: ٤٩٨٧). ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ہر چیز کے لئے ایک صفائی کرنے والی چیز ہوتی ہے جب کہ دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے بچانے والی کوئی چیز نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اگرچہ وہ اپنی تلوار اس قدر چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے۔

(٢) ينظر: المعجم الصغير «١: ٧٧». ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی انسان نے ایسا عمل نہیں کیا جو اسے اللہ کے عذاب سے زیادہ بچائے اللہ کے ذکر سے، دریافت کیا گیا کہ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ان کی مثل نہیں؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی ان کی مثل نہیں سوائے اس کے کہ اپنی تلوار سے لڑے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے۔

(٣) صحيح الترغيب والترهيب للألباني: ١٤٩٧. ترجمہ: امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے روات صحیحین کے روات ہیں۔

اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَاله بذَهَب أَوْ وَرِق، فَقَالَ: هَذه دَارِي، وَهَذَا عَمَلِي، فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ. فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلَى غَيْرِ سَيِّده، فَأَيُّكُمْ يَرْضَى أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذَلكَ؟ وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَكُمْ بالصَّلَاة، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفتُوا؛ فَإِنَّ اللَّهَ يَنْصبُ وَجْهَهُ لوَجْه عَبْده في صَلَاته مَا لَمْ يَلْتَفتْ. وَآمُرُكُمْ بالصِّيَام، فَإِنَّ مَثَلَ ذَلكَ كَمَثَل رَجُل في عصَابَة مَعَهُ صُرَّةٌ فيهَا مسْكٌ، فَكُلُّهُمْ يَعْجَبُ – أَوْ: يُعْجبُهُ رِيحُهَا – وَإِنَّ رِيحَ الصَّائم أَطْيَبُ عنْدَ اللَّه منْ رِيح الْمسْك. وَآمُرُكُمْ بالصَّدَقَة، فَإِنَّ مَثَلَ ذَلكَ كَمَثَل رَجُل أَسَرَهُ الْعَدُوُّ، فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى عُنُقه، وَقَدَّمُوهُ لِيَضْرِبُوا عُنُقَهُ، فَقَالَ: أَنَا أَفْديه منْكُمْ بالْقَليل وَالْكَثير. فَفَدَى نَفْسَهُ منْهُمْ. وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللَّهَ، فَإِنَّ مَثَلَ ذَلكَ كَمَثَل رَجُل خَرَجَ الْعَدُوُّ في أَثَره سرَاعًا، حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حصْن حَصين فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ منْهُمْ، كَذَلكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ منَ الشَّيْطَان إِلَّا بذكْر اللَّه. قَالَ النَّبيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ : وَأَنَا آمُرُكُمْ بخَمْس اللَّهُ أَمَرَني بهنَّ: السَّمْعُ، وَالطَّاعَةُ، وَالْجهَادُ، وَالْهجْرَةُ، وَالْجَمَاعَةُ؛ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قيدَ شبْر، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَام منْ عُنُقه، إِلَّا أَنْ يَرْجعَ، وَمَنِ ادَّعَى دَعْوَى الْجَاهلِيَّة فَإِنَّهُ منْ جُثَا جَهَنَّمَ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّه، وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ؟ قَالَ: وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ، فَادْعُوا بدَعْوَى اللَّه الَّذي سَمَّاكُمُ الْمُسْلمينَ الْمُؤْمنينَ، عبَادَ اللَّه». أخرجه الترمذي وصححه، والحاكم وصححه، وابن خزيمة، وابن حبان في صحيحهما. [1]

---

[1] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْأَمْثَالِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَثَلُ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ، رقم الحديث: ٢٨٦٣. ترجمہ: حضرت زید بن سلام سے روایت ہے کہ اسے ابو سلام نے روایت کیا ہے کہ انہیں حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں اور قریب تھا کہ وہ اس حکم کی تعمیل میں سستی و تاخیر کریں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ تم خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی حکم دو کہ وہ بھی اس پر عمل کریں، یا تو تم ان کو حکم دو یا پھر میں ان کو حکم دیتا ہوں۔ یحییٰ نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ اگر آپ نے ان امور پر مجھ سے سبقت کی تو میں زمین میں دھنسا نہ دیا جاؤں یا عذاب میں مبتلا نہ کر دیا جاؤں۔ پھر انھوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا، مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ لوگ کنگوروں پر بھی جا بیٹھے، پھر انھوں نے کہا: اللہ نے ہمیں پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تمہیں حکم دوں کہ تم بھی ان پر عمل کرو۔ پہلی چیز یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس شخص کی مثال جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس آدمی کی ہے جس نے ایک غلام خالص اپنے مال سے سونا یا چاندی دے کر خریدا اور (اس سے) کہا: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا پیشہ (روزگار) ہے تو تم کام کرو اور منافع مجھے دو۔ سو وہ کام کرتا ہے اور نفع اپنے مالک کے سوا کسی اور کو دیتا ہے، تو بھلا کون شخص یہ

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ». أخرجه البخاري.(١) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللَّهِ حَتَّى يَقُولُوا: مَجْنُونٌ». أخرجه أحمد، وأبو يعلى، وابن حبان، والحاكم وصححه.(٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اذْكُرُوْا اللهَ ذِكْرًا يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ إِنَّكُمْ

پسند کر سکتا ہے کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اللہ میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں اور جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو، کیوں کہ اللہ اپنا چہرہ نماز پڑھتے ہوئے بندے کے چہرے کی طرف رکھتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں تمہیں روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں اور اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو ایک جماعت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ایک تھیلی ہے جس میں مشک ہے اور ہر ایک کو اس کی خوش بو بھاتی ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوش بو سے بڑھ کر ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ میں تمہیں صدقہ وزکاۃ دینے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جسے دشمن نے قیدی بنالیا ہے اور اس کے ہاتھ اس کے گردن سے ملا کر باندھ دیئے ہیں اور اسے لے کر چلے تاکہ اس کی گردن اڑادیں تو اس (قیدی) نے کہا کہ میرے پاس تھوڑا زیادہ جو کچھ مال ہے میں تمہیں فدیہ دے کر اپنے کو چھڑالینا چاہتا ہوں۔ پھر انہیں فدیہ دے کر اپنے کو آزاد کرالیا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ کا ذکر کرو۔ اس کی مثال اس آدمی کی مثال ہے جس کا پیچھا دشمن تیزی سے کرے اور وہ ایک مضبوط قلعہ میں پہنچ کر اپنی جان کو ان (دشمنوں) سے بچالے۔ ایسے ہی بندہ (انسان) اپنے کو شیطان (کے شر) سے اللہ کے ذکر کے بغیر نہیں بچاسکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں بھی تمہیں ان پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے: بات سننا، (سننے کے بعد) اطاعت کرنا، جہاد کرنا، ہجرت کرنا اور جماعت کے ساتھ رہنا، کیوں کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹا (علاحدہ ہوا) اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے باہر نکال پھینکا، مگر یہ کہ پھر اسلام میں واپس آجائے اور جس نے جاہلیت کا نعرہ لگایا تو وہ جہنم کے ایندھنوں میں سے ایک ایندھن ہے۔ (یہ سن کر) ایک شخص نے پوچھا: اللہ کے رسول! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور نماز رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ پس تم اے اللہ کے بندو! اس اللہ کے پکار کی دعوت دو جس نے تمہارا نام مؤمن مسلمان رکھا ہے۔

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الدَّعَوَاتُ | بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، رقم الحديث: ٦٤٠٧. ترجمہ: حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے وہ زندہ کی طرح ہے اور وہ شخص جو ذکر نہیں کرتا مردہ کی طرح ہے۔

(٢) مسند أحمد «١٨: ٢١٢»، رقم الحديث: ١١٦٧٤. ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو کثرت سے یاد کرو کہ لوگ کہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔

مُرَاؤُوْنَ». أخرجه الطبراني بإسناد فيه شيء من الكلام، ولا يضر.[١] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: جُمْدَانُ، فَقَالَ: «سِيرُوا، هَذَا جُمْدَانُ، سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ. قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللَّه؟ قَالَ: الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ». أخرجه مسلم. [٢] وأخرجه الترمذي بلفظ «سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ. قَالُوا: وَمَا الْمُفْرِدُونَ يَا رَسُولَ اللَّه؟ قَالَ: الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ، فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا».[٣] قال المنذري رحمه الله: المستهترون: هم المولعون بالذكر، المداومون عليه، لا يبالون ما قيل فيهم، ولا ما فعل بهم.[٤] وَعَنْ أُمِّ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ الله، أَوْصِنِي، قَالَ: «اهْجُرِي الْمَعَاصِيَ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ، وَحَافِظِي عَلَى الْفَرَائِضِ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْجِهَادِ، وَأَكْثِرِي مِنْ ذِكْرِ الله، فَإِنَّكَ لَا تَأْتِينَ اللهَ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِه».

---

[١] ينظر: الترغيب والترهيب من الحديث الشريف «٢: ١٧٥»، رقم الحديث: ٢٣١٣، دار الفكر. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تم ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمھیں ریاکار کہنے لگیں۔ امام طبرانی نے اسے ایسی سند سے روایت کیا جس میں کچھ کلام ہے، جو زیادہ مضر نہیں۔

[٢] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: الْحَثُّ عَلَى ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، رقم الحديث: ٢٦٧٦. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ایک راستے پر چلے جارہے تھے کہ آپ کا ایک پہاڑ کے قریب سے گزر ہوا جس کو جمدان کہا جاتا ہے، آپ نے فرمایا: چلتے رہو، یہ جُمدان ہے۔ مفردون (لوگوں سے الگ ہو کر تنہا ہو جانے والے) بازی لے گئے۔ لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! مفردون سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے (مرد) اور اللہ کو یاد کرنے والی (عورتیں۔)

[٣] سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٣٥٩٦. ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مفردون آگے نکل گئے، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! یہ مفردون کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی یاد و ذکر میں ڈوبے رہنے والے لوگ، ذکر ان کا بوجھ ان کے اوپر سے اتار کر رکھ دے گا اور قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔

[٤] ينظر: الترغيب والترهيب من الحديث الشريف «٢: ١٧٥»، دار الفكر. ترجمہ: امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مستھترون: یہ وہ لوگ ہیں جو ذکر کے شوقین ہیں، اس پر مداومت کرنے والے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کے بارے میں کیا کہا گیا ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔

أخرجه الطبراني بإسناد جيد.[١] وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجنَّة إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ تَعَالَى فِيْهَا». أخرجه الطبراني والبيهقي، وإسناده جيد. [٢]

بیعت کا بیان

بیعت چند قسموں پر ہوتی ہے: (أ) البيعة على الإسلام. (ب) البيعة على الخلافة وهي البيعة على السمع والطاعة. (ج) البيعة على الجهاد. (د) البيعة على عدم الفرار. (ہ) البيعة على الموت. (و) البيعة على ترك المعاصي والثبات على طريقة المصطفى.[٣] اس کو بیعت توبہ بھی کہتے ہیں اور فن تصوف میں اسی بیعت سے بحث ہوتی ہے اور یہ بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے جیسا کہ عن قریب معلوم ہو گا۔

تنبیہ: احادیث سابقہ سے کثرت ذکر اللہ کے فضائل معلوم ہو گئے اب کثرت ذکر اللہ کے مشہور طریقوں کے متعلق بھی قدرے لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

فصل:

کتاب کی ابتدا میں نسبت کی بحث گزر چکی۔ یہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں درجہ کمال حاصل کرنے سے انسان کو حاصل ہوتی ہے اور انسان کو اللہ تعالی کی محبت میں سرشار اور مست بنا دیتی ہے۔ پس جس کو آں حضرت

---

[١] المعجم الكبير «٢٥: ٣١٣». ترجمہ: حضرت ام انس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: گناہوں کو چھوڑ دو، کیوں کہ وہ بہترین ہجرت ہیں اور فرائض کی حفاظت کرو، کیوں کہ یہ بہترین جہاد ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو، کیوں کہ تم اللہ کو کثرت ذکر سے زیادہ محبوب چیز نہیں لا سکتے۔

[٢] المعجم الكبير «٢٠: ١٨٢»، وشعب الإيمان للبيهقي: ٥١٣. هذه الحسرات إنما هي في الموقف لا في الجنة. ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والوں کو سوائے اس گھڑی کے جو ان پر اللہ کے ذکر کے بغیر گزری کسی اور گھڑی پر حسرت نہیں ہو گی۔

[٣] ترجمہ: (ا) قبول اسلام پر بیعت۔ (ب) خلافت کی بیعت جو کہ امیر کی بات سننے اور ماننے کی بیعت ہے۔ (ج) جہاد کی بیعت۔ (د) میدان جہاد سے نہ بھاگنے کی بیعت۔ (ہ) موت پر بیعت۔ (و) گناہوں کو چھوڑنے اور سنت نبوی پر ثابت قدم رہنے کی بیعت۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں درجہ کمال پیدا ہو گیا اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہیں۔ جیسے حضرات ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ: امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم امام ترمذی وغیرہم۔ «زاد التقوی» میں حضرت مولانا کرامت علی جون پوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ چشتیہ، قادریہ، نقش بندیہ وغیرہ طریقوں کے استعمال سے یہی غرض ہوتی ہے کہ وہی ملکہ جس کو نسبت اور سکینہ کہتے ہیں حاصل ہو جائے اور وہ ملکہ مشاہدہ تک پہونچا دے۔ پس ان میں سے جس شغل کو اختیار کرے اور وہ پہونچادے اس میں غرق رہے، بلا شبہ سکینہ اور مشاہدہ حاصل ہو گا۔[1] عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ». رواه مسلم.[2] یعنی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے نہیں بیٹھتی مگر گھیر لیتے ان کو فرشتے اور چھپا لیتی ہے ان کو اللہ کی رحمت اور اترتا ہے ان پر سکینہ یعنی قلبی اطمینان۔

سکینہ ایک چیز ہے مخلوقات الٰہی میں سے جو قلب پر نازل ہوتا ہے، کبھی ابر کی صورت سے بھی نازل ہوتا ہے، اس کے نزول سے قلب میں نورانیت پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی بے کیف حضوری بھی محسوس ہوتی ہے اور عبادت میں لذت وخاطر جمعی پیدا ہوتی ہے۔ پس سالک کو چاہئے کہ وہ ذکر اور مراقبہ میں مشغول رہے، ان شاء اللہ رحمت الٰہی اس کو اپنی طرف کھینچ لے گی اور دولت مشاہدہ اور حضوری بے کیف سے اس کو نوازے گی۔ مشاہدہ کی لذت کوئی کسی کو سمجھا نہیں سکتا مگر چکھنے والا آپ خود سمجھتا ہے۔

فائدہ: کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بغیر ان اشغال مشہورہ کے یہ نسبت حاصل نہیں ہوتی بل کہ یوں جاننا چاہئے کہ یہ اشغال بھی نسبت مذکورہ کی تحصیل کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہیں، اس نسبت کا حاصل ہونا ان اشغال میں منحصر اور موقوف نہیں ہے۔

---

[1] دیکھئے: زاد التقوی۔

[2] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ | بَابٌ: فَضْلُ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، رقم الحديث: ۲۷۰۰. ترجمہ: حضرت ابو مسلم اغر سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دی کہ آپ نے فرمایا: جو قوم بھی اللہ عزوجل کو یاد کرنے کے لئے بیٹھتی ہے ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمت ڈھانپ لیتی ہے، ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ ان کا ذکر ان میں کرتا ہے جو ان کے پاس ہوتے ہیں۔

مشہور طریقے

ہمارے دیار میں اللہ تعالیٰ کے کثرت ذکر کے چار مشہور طریقے ہیں، جن میں داخل ہونے سے انسان کے قلب میں ایک قسم کا جذبہ ہوتا ہے جو بہ فضل الٰہی بالآخر نسبت مذکورہ کی طرف موصل ہوتا ہے اور انسان کو سیر الی اللہ کے بعد سیر فی اللہ کے بحر ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر اس در مکنون کا مالک بنا دیتا ہے جس کی تلاش میں ہزاروں اولیاء کرام نے اپنی عمریں صرف کی ہیں۔

پس از سی سال ایں معنیٰ محقق شد بہ خاقانی * کہ یک دم بہ خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی[1]

لا الہ إلّا اللہُ اور ذکر اللہ کا بیان

اللہ تعالیٰ کے مطلق ذکر کے متعلق بہت سی آیتیں اور احادیث اوپر گزر چکیں، چوں کہ مشہور طریقوں میں زیادہ تر لا الہ الا اللہ کا ذکر اور ذکر مجرد اللہ اللہ پر خوب زور دیا گیا اس لئے اس سے متعلق بھی کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ: «فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ».[2] عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ «أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي، فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ بِهِمْ، وَوَدِدْتُ – يَا رَسُولَ اللَّهِ – أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى. قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ قَالَ: فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ، فَقُمْنَا فَصَفَّنَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ، قَالَ: فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ، فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ– أَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ –؟ فَقَالَ

---

[1] ترجمہ: تیس سال کا تجربہ خاقانی کو یہ ہوا ہے کہ ایک سانس خدا کے ساتھ مشغول ہونا سلطنتِ سلیمانی سے افضل ہے۔

[2] من سورة محمد: ۱۹. ترجمہ: پس تو جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تو اپنی خطا کی معافی مانگ اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے بھی، اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تمہارے چلنے پھرنے کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو۔

بَعْضُهُمْ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُلْ ذَلِكَ، أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ؟ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؛ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ». أخرجه البخاري. [۱]

اس نالائق کو چوں کہ حضرت شیخ مد ظلہ العالی[۲] نے ابتدا میں نقش بندیہ طریقہ کے اشغال کی تعلیم فرمائی تھی اس لئے اولا نقش بندیہ کے مشہور اشغال کو ذکر کرتا ہوں۔ علاوہ بریں تصوف میں اس نالائق کو جن بزرگوں کی تحریروں سے زیادہ فائدہ

---

[۱] صحيح البخاري | كِتَابٌ : الصَّلَاةُ | بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ، رقم الحديث: ٤٢٥. ترجمہ: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے اور میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا ہوں لیکن جب برسات کا موسم آتا ہے تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو وادی ہے وہ بھر جاتی ہے اور بہنے لگ جاتی ہے اور میں انھیں نماز پڑھانے کے لئے مسجد تک نہیں جا سکتا۔ یا رسول اللہ! میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز پڑھ دیں تا کہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ، میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا۔ عتبان نے کہا کہ (دوسرے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب دن چڑھا تو دونوں تشریف لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے اجازت دے دی۔ جب آپ گھر میں تشریف لائے تو بیٹھے بھی نہیں اور پوچھا کہ تم اپنے گھر کے کس حصہ میں مجھ سے نماز پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو۔ عتبان نے کہا کہ میں نے گھر میں ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس جگہ) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور صف باندھی، پس آپ نے دو رکعت (نفل) نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرا۔ عتبان نے کہا کہ ہم نے آپ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا اور آپ کی خدمت میں حلیم پیش کیا جو آپ ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ عتبان نے کہا کہ محلہ والوں کا ایک مجمع گھر میں لگ گیا اور مجمع میں سے ایک شخص بولا کہ مالک بن دخشن یا (یہ کہا:) ابن دخشن دکھائی نہیں دیتا۔ اس پر کسی دوسرے نے کہہ دیا کہ وہ تو منافق ہے جسے خدا اور رسول سے کوئی محبت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ایسا مت کہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اور اس سے مقصود خالص خدا کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ تب منافقت کا الزام لگانے والا بولا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، ہم تو بہ ظاہر اس کی توجہات اور دوستی منافقوں ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد خالص خدا کی رضا حاصل کرنا ہو دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔

[۲] حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب بدر پوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۲۹ جمادی الآخرۃ ۱۳۷۷ ہجری؛ ۱۹ جنوری ۱۹۵۸ عیسوی۔

پہونچا وہ سب کے سب زیادہ تر نقش بندیہ کے گرویدہ ہیں۔ مثلا حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صاحب «احیاء علوم الدین»، «مشکاۃ الانوار»، «المقصد الاسنی»، «الجام العوام عن علم الکلام» اور «معارج القدس» وغیرہ، حضرت علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب «اتحاف»، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب «مکتوبات»، حضرت سید الوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب «روح المعانی»۔ یہ سب کے سب ائمہ نقش بندیہ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات سے بھی نقش بندیت زیادہ ٹپکتی ہے اس لئے اشغال نقش بندیہ کو مقدم رکھا۔ اس فقیر کو حضرت شیخ مد ظلہ العالی نے نقش بندیہ، چشتیہ، قادریہ اور مجددیہ ان چاروں طریقوں کی تعلیم فرمائی اور اجازت مرحمت فرمائی ہے، اس لئے یہاں چاروں طریقوں کے اشغال ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ البتہ نقش بندیہ اور چشتیہ کا قدرے تفصیل سے ذکر کروں گا۔

فائدہ: جاننا چاہئے کہ یہ سب طریقے حق ہیں اور موصل الی اللہ ہیں اور ان میں اصولی کوئی اختلاف نہیں، سب کا مدار اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور سب کے نزدیک دنیا سے نفرت اور بے زاری اور اس کے جملہ تعلقات سے قلب کو علاحدہ رکھنے کی کوشش اور کثرت ذکر اللہ تعالیٰ اور کمال مراقبہ تحصیل نسبت کے لئے ضروری ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله تعالى عنهما قَالَ: «كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ». أخرجه الترمذي.[1] پس «احْفَظِ

---

[1] سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَاب، رقم الحديث: ٢٥١٦. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: بچے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھنا وہ تجھے یاد رکھے گا، جب تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا تو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر، جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر پوری مخلوق تجھے کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تو وہ اتنا ہی نفع دے سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ رکھا ہے اور اگر وہ تجھے نقصان پہنچانے پر تل جائے تو تجھے اتنا ہی نقصان پہنچے گا جتنا تیرے حق میں لکھا گیا ہے۔ قلمیں اٹھالی گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

اللَّهَ» سے مراد مراقبہ اور دوام ذکر قلبی ہے اور «تَجِدْهُ تُجَاهَكَ» سے مراد مشاہدہ ہے، اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ «لا إله إلا الله» یا «الله الله» کا ذکر سالک پر زیادہ ضروری ہے۔ اختلاف صرف ان دونوں ذکروں کی ادائے گی کی کیفیات میں جو اس کے فقیر کے نزدیک ائمہ طرق کے اجتہادی امور ہیں۔

اشغال نقش بندیہ

(۱) بیعت: طالب کو پہلا بیعت کرائے، بیعت کی اقسام گزر چکے۔ اس فن میں یہ آخری قسم کی بیعت یعنی «البيعة على ترك المعاصي والثبات على طريقة المصطفى صلى الله عليه وسلم» سے بحث ہوتی ہے، جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے۔ قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ».[۱] اس بیعت کو بیعت استغفار اور توبہ بھی کہتے ہیں اور یہ بیعت مشائخ طریقت میں جاری ہے۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ – وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: بَايِعُونِي عَلَى: «أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ؛ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ. فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ». أخرجه البخاري.[۲] وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ

---

[۱] من سورة الممتحنة: ۱۲. ترجمہ: اے نبی! جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری (زنا) نہیں کریں گی، اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی، بہتان کی اولاد نہیں لائیں گی جس کو انھوں نے اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیا ہو اور مشروع باتوں میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گی، تو آپ اُن کو بیعت کر لیں اور ان کے لئے اللہ سے گناہوں کی بخشش چاہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے رحم والے ہیں۔

[۲] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ، رقم الحديث: ۱۸. ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت آپ کے ارد گرد تھی فرمایا: تم اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ

اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ». أخرجه البخاري. (١)

اگر اس بیعت توبہ کا ذکر کرنے والا مرد ہے تو تلقین کرنے والا بہ طور مصافحہ تلقین کرائے۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ: «عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ، التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا، فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا: السَّلَامُ يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». أخرجه البخاري.(٢) اگر عورت ہے یا ایک جماعت ہے تو

کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے، تم چوری کرو گے نہ زنا کرو گے، تم اپنی اولاد کو قتل کرو گے نہ اپنی طرف سے کسی پر بہتان لگاؤ گے اور نہ ہی معروف میں نافرمانی کرو گے۔ پس تم میں سے جو شخص (یہ عہد) وفا کرے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا اور اسے دنیا میں اس کی سزا مل گئی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے، اور جس نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا پھر اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس سے درگزر فرمائے اور اگر چاہے تو اسے سزا دے۔ پس ہم نے اس پر آپ سے بیعت کر لی۔

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ:الْإِيمَانُ | بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ: الدِّينُ النَّصِيحَةُ، رقم الحديث: ٥٧. ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الِاسْتِئْذَانُ | بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ، رقم الحديث: ٦٢٦٥. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا، اس وقت میرا ہاتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا، (اس طرح سکھایا) جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد اعبدہ ورسولہ، یعنی تمام قسم کی قولی عبادات ، فعلی وبدنی عبادات اور تمام قسم کی مالی عبادات اللہ تعالی کے لئے خاص ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالی کے تمام صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حیات تھے۔ جب آپ کی وفات ہو گئی تو ہم (خطاب کا صیغہ کے بہ جائے) اس طرح پڑھنے لگے کہ السلام علی النبی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو۔

کپڑے کے ذریعہ بیعت کرائے۔ اجنبی عورت کی صورت میں ہاتھ پکڑنا منع ہے۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: «كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ، فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ، قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْنَ، فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ. لَا وَاللَّهِ، مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ، وَاللَّهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ، كَلَامًا». أخرجه البخاري [1]

حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ مردوں کی مبایعت میں تو مصافحہ کرنا عادت مستمرہ ہے لیکن عورتوں کا حکم ایسا نہیں، ان کے ہاتھ میں ہاتھ ملانا جائز نہیں۔ البتہ ان کی مبایعت میں کپڑے کا استعمال اچھا ہے۔[2] فقد روى أبو داود في «المراسيل» عَنِ الشَّعْبِيِّ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَايَعَ النِّسَاءَ أَتَى بِبُرْدٍ قَطْرِيٍّ فَوَضَعَهُ فِيْ يَدِهِ، وَقَالَ: لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ». وعند عبد الرزاق من طريق إبراهيم النخعي

---

[1] صحيح البخاري | كِتَابُ الطَّلَاقِ | بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ، رقم الحديث: ۵۲۸۸. ترجمہ:حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ مؤمن عورتیں جب ہجرت کرکے نبی کریم ﷺ کے پاس آتی تھیں تو نبی کریم ﷺ انہیں آزماتے تھے بہ وجہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو! جب مؤمن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کرکے آئیں تو انہیں آزماؤ، آخر آیت تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ان (ہجرت کرنے والی) مؤمن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کرلیتی (جس کا ذکر اسی سورۃ الممتحنہ میں ہے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی) تو وہ آزمائش میں پوری سمجھی جاتی تھی۔ چناں چہ جب وہ اس کا اپنی زبان سے اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے کہ اب جاؤ، میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کے ہاتھ نے (بیعت لیتے وقت) کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا؛ نبی کریم ﷺ ان سے صرف زبان سے بیعت لیتے تھے۔ اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے صرف انہیں چیزوں کا عہد لیا جن کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ بیعت لینے کے بعد آپ ان سے فرماتے کہ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ یہ آپ صرف زبان سے کہتے کہ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

[2] دیکھئے: فتح الباری «۱۰:۶۸۷»، دار طیبہ۔

مرسلا نحوه، وعند سعيد بن منصور من طريق قيس بن أبي حازم كذلك.[۱] اس کے بعد کامل اخلاص اور صدق سے شیخ کے بتائے ہوئے الفاظ سے توبہ کرائے۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں کے الفاظ کا خیال رکھنا بہت ہی مناسب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ توبہ میں جامع الفاظ استعمال کرے اور دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارگاہ عالی میں اپنی مغفرت اور بیعت کرنے والے کی مغفرت طلب کرے اور اس کے قلب میں ربانی جذب اور کشش پیدا ہونے کے لئے دعا مانگے۔

مرید کا جائزہ:

اس کے بعد مرید کا جائزہ لے۔ اگر وہ نماز اور روزہ میں کامل نہیں تو پہلا اس کو صحیح طریقہ سے نماز پڑھنے کی تعلیم دے۔ اگر حقوق العباد میں سے کوئی حق اس کے اوپر ہے تو اس کو جلد ادا کرنے کا حکم فرمائے۔ اس کے بعد ذکر کی تعلیم شروع کرے۔

توجہ:

ذکر کی تعلیم کے ساتھ مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ توجہ بھی دیتے ہیں، یعنی مرشد اپنی روح سے مرید کی روح کو ٹکراتا ہے اور دل کی زبان سے دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ میرے قلب میں جو جذب اور کشش تو نے عنایت کی ہے اس قسم کی جذب وکشش تیرے اس بندہ کے قلب میں پیدا کر دیں۔

پاس انفاس:

اس کے بعد ذکر پاس انفاس کی تعلیم دے، یعنی «لا إله إلا الله» کا ذکر سانس کے ساتھ کرنا۔ بایں طور کہ «لا إله» کے ساتھ سانس کو باہر نکالے اور «إلا الله» کے ساتھ سانس کو اندر داخل کرے۔ انتہائی محبت اور اخلاص کے ساتھ یہ ذکر خیال کی زبان سے کرے۔ نفی سے غیر اللہ کی معبودیت، محبوبیت، مقصودیت اور موجودیت کی نفی کا خیال کرے اور «إلا الله» سے اللہ

---

[۱] ينظر: تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي «۹: ۱۲۵»، العلمية. ترجمہ: امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے «المراسل» میں امام شعبی کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت کی تو آپ نے ایک قطری چادر لے کر اپنے ہاتھ میں ڈالی اور کہا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں۔ امام عبد الرزاق کے پاس ابراہیم النخعی کی سند سے اس جیسے مرسلا مروی ہے اور سعید بن منصور کے پاس قیس بن ابی حازم کی سند سے ایسا ہی مروی ہے۔

تعالیٰ کی معبودیت، محبوبیت اور موجودیت کا خیال کرے۔ گویا ذاکر اس ذکر کے ذریعہ غیر اللہ کے جملہ تعلقات کو باہر نکال رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے اپنے قلب کو پر کر رہا ہے۔ یہ کوشش رکھے کہ کوئی سانس بھی بغیر ذکر کے نہ گزرے۔

لطائف ستہ اور باقی اشغال نقش بندیہ کا بیان

یہاں «زاد التقوی» کی عبارات نقل کی جاتی ہے: چھ لطیفے جو آدمی میں ہیں ان کے مقام کو معلوم کرنا چاہئے کہ کس لطیفہ کا کہاں مقام ہے، سو ان لطیفوں کا بیان سنو۔ (پہلا لطیفہ) قلب، مقام اس کا بائیں چھاتی کے نیچے۔ (دوسرا لطیفہ) روح، مقام اس کا دائیں چھاتی کے نیچے۔ (تیسرا لطیفہ) سر، مقام اس کا دونوں چھاتیوں کے درمیان جس کو ہندی میں دھکد ھکی کہتے ہیں۔ (چوتھا لطیفہ) نفس، مقام اس کا عین ناف ہے۔ (پانچواں لطیفہ) خفی، مقام اس کا پیشانی میں ہے جہاں پر سر کا بال تمام ہوا ہے اور پیشانی اس جگہ سے شروع ہے اور سجدہ کرنے کے سبب سے اسی جگہ پر نشان ہوتا ہے۔ (چھٹا لطیفہ) اخفی، مقام اس کا تالو ہے جس جگہ پر لڑکوں کے سر میں جنبش معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: ان چھ لطیفوں کو اسی ترتیب مذکور کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ اللہ کے ذکر سے بہ خوبی ذکر کرنا چاہئے۔ اس طور پر کہ ان کا ذکر اپنے تئیں کو معلوم ہو اور تلقین کرنے والا کہ اس نے اپنے لطیفوں میں اس ذکر کو جاری کیا ہے، اپنے دل کے بڑے قصد سے طالب کے لطیفوں میں اس ذکر کے ڈالنے کا ارادہ کرے اور اس بات میں دعا اور التجا کر کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدد چاہے اور اپنے دل کے قصد کی قوت سے توجہ کرے اور اس کے توجہ کا ادنی اثر یہ ہے کہ طالب کے لطیفہ میں نبض کی سی جنبش معلوم ہو گی۔ ایسی نہیں کہ ہاتھ رکھنے سے معلوم ہو بل کہ اس طور پر کہ جب طالب اپنے لطیفہ کی طرف نگاہ کرے یعنی خیال کرے تو اس کو معلوم ہو جائے بل کہ آگے کو یہ حال ہو گا کہ دوسرے کام میں مشغول ہونے کی حالت میں وہ لطیفہ آدمی کو اپنی طرف متوجہ کر لے گا اور اس کو نچھوڑے گا کہ لطیفون کی طرف سے بالکل غافل ہو جائے۔ تو جب وہ جنبش معلوم ہو تو سمجھے کہ لطیفہ اللہ کے پاک نام کی ذکر کرتا ہے اور اس جنبش کے ساتھ اللہ اللہ کہتا ہے اور طالب اس ذکر کی حال میں جس پاک نام کا ذکر کرتا ہے اس نام والے کی دلی محبت اور حضوری پیدا کرے۔ پس ان لطیفوں میں جدا جدا ذکر مشق کر کے پھر سب لطیفوں سے یک بارگی ذکر کرے کہ ایک ہی وقت میں ان سب کا ذکر معلوم ہونے لگے اور ان لطیفوں کے ذکر کو خوب مضبوط اور پکا کرے اور ذکر کی مضبوطی کا ادنیٰ مرتبہ وہ ہے کہ جب چاہے تب اس ذکر میں مشغول ہو سکے اور تلقین کرنے والا اگر اس سے زیادہ مضبوط کرنا فرمائے تو اس کا حکم مانے۔

فائدہ: پھر ان چھ لطیفوں کے ذکر کے بعد حبس دم کے ساتھ نفی اور اثبات کرے۔ نفی کے معنی نیست سمجھنا اور اثبات کے معنی موجود سمجھنا تو «لا إله إلا الله» میں چوں کہ اللہ کے سوا سب کو نیست اور فانی سمجھنا اور اللہ کو موجود اور باقی سمجھنا ہوتا ہے اس واسطے اس ذکر کو نفی اور اثبات بولتے ہیں۔ سو حبس نفس کے ساتھ نفی اور اثبات کا یہ طریقہ ہے کہ ادب کے ساتھ قبلہ کی طرف منہ کر کے دوزانو بیٹھ کر اپنے دم کو بند کر کے اور زبان کو تالو میں لپٹا کے «لا» کو لطیفہ نفس سے کھینچے اور لطیفہ سر پر تھوڑا سا ٹھیر کے لطیفہ خفی پر پہونچے وہاں بھی تھوڑا سا ٹھیر کے لطیفہ اخفی پر پہونچے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ «لا» کا کھینچنا لطیفہ نفس سے لطیفہ اخفی تک حرکت خیالی ہے کہ فقط خیال سے کھینچنا ہوتا ہے اور اس کھینچنے میں لطیفہ سر اور خفی کو فقط لحاظ کرنا ہوتا ہے کہ فلانے مقام تک پہنچے جس میں وہ مقام ہے۔ یہی یاد رہے زیادہ ٹھیرنے کا کام نہیں بل کہ ان مقام سے جلدی بھاگنا ہوتا ہے۔ بس «لا» کو اخفی تک پہونچا کے «إله» کو اخفی سے کھینچ کے لطیفہ روح کی طرف متوجہ ہو کے «إلا الله» کو لطیفہ روح سے کھینچ کے قلب میں ضرب کرے یعنی خیال سے قلب میں مارے، اور یہ کھینچنا اور ضرب کرنا صرف خیال سے ہوتا ہے۔ اس میں کسی عضو پر یہاں تک کہ سر اور منہ اور زبان اور ہونٹ پر ظاہر میں بالکل جنبش نہ ہو اور اس ذکر کو طاق عدد سے کرے مثلاً ایک بار یا تین یا پانچ بار و علی ہذا القیاس۔ ایک بار ذکر کر کے سانس لیوے پھر جب دم قرار پکڑے تب دوسری بار کرے اور جب حبس دم کی زیادہ برداشت ہو تب ذکر کے عدد میں زیادتی کرے۔ ادنی مرتبہ زیادتی کا اکیس بار ہے، جب اکیس بار تک پہونچے گا اور ہمیشہ اس کی مشق کرے گا تب ایک نشست میں سیکڑوں بار کر سکے گا۔ اس ذکر سے اس کے لطیفوں میں البتہ گرمی اور صفائی ظاہر ہوگی اور اس ذکر سے ایسا معلوم کرے گا کہ ایک شعلہ جوالہ ہے کہ اس نے اس کے تمام لطیفوں کو گھیر کے آگ کے خط کی طرح وہ شعلہ دراز ہوا ہے۔ شعلہ جوالہ کہتے ہیں اس کو کہ لکڑی کے ایک سرے میں آگ لگا کے اس کو گھومانے سے آگ کے حلقہ کی صورت معلوم ہوتی ہے اور بیچ میں خالی۔ اسی طرح اس کے سب لطیفوں کے گرداگرد آگ کا خط گھیر لے گا۔

فائدہ: بعد مشق کرنے نفی اور اثبات کے سلطان الذکر کرے اُس کا بیان یوں ہے کہ انسان کے ہر جزء یعنے ہر ٹکڑے کی تئیں ایک وحدت یعنی اکیلا پن ثابت ہے کہ ہر ٹکڑے علاحدہ علاحدہ ہیں اور اس کی وحدت کی نشانی یہ ہے کہ پہچان کے واسطے ہر ایک کا نام جدا جدا مقرر ہے۔ اسی واسطے ہر ایک کے واسطے ایک زبان بھی مقرر ہے اور بہ موجب فرمانے حضرت حق تبارک وتعالیٰ کے «وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ». [الإسراء: ٤٤]. یعنی اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی

خوبیان اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے اُن کا پڑھنا۔ وہ سب ٹکڑے انسان کے ذکر الٰہی کرتے ہین لیکن انسان کی دریافت مین نہیں آتا۔ سو سلطان الذکر کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے سارے ٹکڑے کی ذکر کو ایک طور کی دریافت سے معلوم کرے ور اس کی ذکر پر خبر دار ہو۔ اس کی راہ یہ ہے کہ اپنے تمام بدن کی سب جگہ کو چھ لطیفوں کی طرح پر سمجھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی کی نظر میں چھ لطیفے اور تمام بدن برابر ہے۔ جب لطیفوں کے مقام سے ذکر کو پہچانا اور اس کی کیفیت پر اطلاح پایا، بس اسی طور سے اسے طور سے تمام بدن سے ذکر کرے، اور تلقین کرنے والے کو چاہئے کہ آپ سلطان الذکر کرکے جس طرح طالب کی لطیفوں میں ذکر ڈالنے کا ذکر اوپر ہو چکا اسی طرح اس ذکر کو بھی طالب کے تمام بدن میں ڈالنے کا قصد کرے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ کبھی تمام بدن مین جنبش ظاہر ہو گی، یہاں تک کہ اس کا ہاتھ اور پاؤں یا دوسرے عضو اس کے بغیر ارادے کے اپنی جگہ سے ہل جائیں گے اور کبھی رعشہ کی سی حرکت ظاہر ہوتی ہے اور کبھی روان پھرنے کے طور پر معلوم کرتا ہے یا ایسا معلوم کرتا ہے کہ اس کے تمام بدن پر چیونٹیاں رینگتی ہیں اور ٹھنڈک اور ہلکاپن اس کے تمام بدن میں معلوم ہوتا ہے، اور کبھی اس قدر ٹھنڈک ذاکر کے بدن میں سماتی ہے کہ سخت گرمی کے وقت میں اس کو سردی معلوم ہوتی ہے اور ایسا ہلکا ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے بدن سے آلائش کو دور کیا ہے۔ جیسے کسی شخص نے کیسالی (!) کرکے حمام میں غسل کیا ہو لیکن ظاہری غسل میں یہ ہلکاپن صرف اس کے چمڑے پر معلوم ہوتا ہے اور سلطان الذکر میں اندر سے صفائی معلوم ہوتی ہے اور خرق عادت یعنی کرامت کی قسم سے ہے کہ جس طرح کسی کا بدن بڑے زور سے پھڑکتا ہے اس طح اس کا تمام بدن قابو میں نہیں رہتا اور بے اختیار پھڑکتا ہے اور بڑی کرامت ہے کہ تمام بدن اور در و دیوار اور خسخار اور پتھر اور کوڑے میں سے ذکر جہر کی آواز بلاشبہ سلطان الذکر کرنے والے کے کان میں سن پڑے اور اس کے ہم نشینوں کا سننا اس کرامت میں زیادتی ہے۔

فائدہ: طالب مین لطیفوں کا ذکر اور سلطان الذکر وغیرہ کے حاصل ہونے کی دریافت کرنے کا طریقہ صاحب تلقین اور ارشاد کے واسطے یہ ہے کہ صاحب تلقین جو ذکر کر رہا ہے اس سے اپنی تئین خالی کرکے طالب کی طرف متوجہ ہو، اس وقت جو کچھ اپنے اندر پائے اس کو جانے کہ یہ جو معلوم ہوتا ہے سو طالب کے اثر کا عکس ہے۔[1]

---

[1] زاد التقوی ص ۲۰۲-۲۰۷، مولانا کرامت اللہ جون پوری۔

فائدہ: جس طرح پر ذکر ہوا ہے جب اس طرح پر سلطان الذکر قابو میں آوے اور جس وقت اس کا ارادہ کرے اس وقت بلا تکلف ظاہر ہو تب شغل نفی کا کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یاد داشت کا بھی لگا رہے۔ شغل یاد داشت کی حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ متوجہ رہنا ذات پاک بیچوں و بیچگوں کی طرف سب وقت بیٹھتے اٹھتے، کھاتے پیتے اور سب کاروبار اور سختی و آسانی در پیش ہونے میں اس طور پر کہ کوئی کام اس کے متوجہ ہونے کو منع نہ کر سکے۔ جس طرح سے کسی چیز کی محبت یا کسی کام کا اہتمام کسی شخص کے دل میں گڑ جاتا ہے تو دنیا کی ضروری حاجت اور کام کے عین وقت میں اسی چیز اور کام میں دل لگا رہتا ہے اور یہ بات جس کو کچھ بھی عقل ہے اس کو خوب معلوم ہے۔ یاد داشت کی حقیقت تو سمجھ میں آگئی۔[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: «كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ». أخرجه أحمد والترمذي وغيرهما بإسناد صحيح. [2]

اب نفی کا بیان سنو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ» [النور: ۳۵]. یعنی اللہ تعالیٰ روشنی ہے آسمانوں اور زمین کے۔ سو اس آیت کے اشارہ کے موافق انوار الٰہی ہر مکان میں موجود ہیں لیکن چوں کہ انسان کی قوت مدرکہ غیر اللہ کے تصورات، تفکرات اور جذبات سے زنگ آلود ہے اس لئے انوار الٰہیہ اس کے دریافت میں نہیں آتے۔ اب شغل نفی کا

---

[1] زاد التقوی ص ۲۰۷۔

[2] سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ۲۵۱۶، ومسند أحمد «٤: ٤٠٩»، رقم الحديث: ۲۶۶۹. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: بچے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھنا وہ تجھے یاد رکھے گا، جب تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا تو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر، جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر پوری مخلوق تجھے کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تو وہ اتنا ہی نفع دے سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ رکھا ہے اور اگر وہ تجھے نقصان پہنچانے پر تل جائے تو تجھے اتنا ہی نقصان پہنچے گا جتنا تیرے حق میں لکھا گیا ہے۔ قلمیں اٹھالی گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ انسان کی قوت مدرکہ غیر اللہ سے بالکل پاک وصاف ہو جائے تاکہ اس میں انوار الہیہ تجلی پذیر ہو۔ جیسا کہ آئینہ جب ہر قسم زنگ وآلودگی سے پاک وصاف ہوتا ہے تو آفتاب کا عکس قبول کر لیتا ہے۔ آئینہ کی صفائی جس قدر اچھی ہو گی انوار آفتاب کا عکس اتنا ہی شدید اور قوی ہو گا۔ ٹھیک ایسا ہی انسان کی قوت مدرکہ غیر اللہ کی آلائش تصورات اور خطرات سے جتنا زیادہ صاف ہو گی انوار خورشید حقیقت کا عکس اور اس کے جمال وجلال کا جلوہ اسی قدر شدت اور قوت کے ساتھ اس پر پڑے گا۔ اب شغل میں دو امر کی ضرورت ہے۔ اول: تمام عالم کی نفی۔ دوم: اپنے وجود کی نفی۔ حضرت شیخ مد ظلہ العالی کے بیان کے موافق اول تمام عالم کی نفی کرے، یعنی «لَا مَوجُودَ إِلَّا اللہ» کا مراقبہ کرے یعنی یہ خیال کرے کہ اس کائنات کا وجود حقیقی وجود نہیں، حقیقی وجود صرف اللہ تعالی ہی کا ہے اور باقی سب کا وجود ظل وجود الہی ہے۔ اس تصور اور مراقبہ میں جتنا استغراق کرے گا نفی بھی اتنا ہی صفائی کے ساتھ قلب میں مستقر ہو گی۔ اگر کسی چیز کی نفی مشکل ہو تو «لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللہ» سے اس پر ضرب لگائے، ان شاء اللہ اس کی نفی ہو جائے گی۔ اس کے بعد اپنے وجود کی نفی کرے، سر سے پیر تک ایک ایک وجود کی نفی کرے۔ اگر کسی وجود کی نفی مشکل ہو تو اس پر «لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللہ» سے ضرب لگائے۔

«زاد التقوی» میں ہے کہ مبتدی پر نفی کا اثر ظاہر ہونے کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی سینہ اور شکم کے مقام خالی معلوم ہوتا ہے اور کبھی اپنے تئیں بے سر اور کبھی بغیر دونوں ہاتھوں کے معلوم کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے سینہ یا شکم کے مقام میں ایک خالی پن خیال کرے کہ گویا توپ کے گولہ نے اس میں ایک سوراخ کر دیا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس سوراخ کو اپنے خیال سے اور زیادہ کشادہ اور چوڑا کرے کہ تمام بدن خالی ہو جائے اور کبھی کاجل کی سی ایک تاریکی کہ اس کے چاروں طرف ایک چمک مثل خط نورانی کے نمودار ہوتی ہے جس سے بہ سہولت اپنے بدن کی نفی ہو جاتی ہے اور اس کو نور نفی کہتے ہیں۔ القصہ نفی کی بہت سی صورتیں ہیں جو اپنے شیخ سے دریافت کرنے سے معلوم ہو گی۔ جو صورت بھی میسر ہو اس پر مداومت کرے تو اپنے قلب کو غیر اللہ سے پاک وصاف رکھنا آسان ہو جائے گا۔ غیر اللہ کے نظر اور خطرات سے بھی پاکی نصیب ہو جائے گی اور جو قلب ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے اس پر اللہ تعالی اپنے جمال اور جلال سے بے کیف جلوہ فرماتا ہے۔[1] «اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

---

[1] خلاصہ زاد التقوی ص۲۰۹-۲۱۰۔

ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ». (۱)

فائدہ: جب اپنی اور تمام موجودات کی نفی طالب کے قابو میں آگئی تب نفی النفی اور فناء الفنا کا شغل شروع کرے، یعنی جس خیال سے وہ نفی کرتا تھا اس خیال سے بھی اپنے قلب کو صاف کرے یعنی اس نفی کے خیال کی بھی نفی کرے۔ تب قلب جملہ تصورات اور خطرات سے بالکل پاک وصاف ہو جائے گا اور تجلی محبوب کے لائق اور صالح ہو جائے گا۔ (۲)

فائدہ: بعد تمام ہونے نفی اور نفی النفی کے سالک کے سامنے انوار کے رنگ بہ رنگ پردے نظر آئے گے۔ سو طالب کو چاہئے کہ وہ خیال کرے کہ یہ انوار اس کے محبوب حقیقی جل شانہ کے پردے ہیں وہ ان پردوں کو طے کرنا شروع کرے اور ان کے طے ہو جانے کی کوئی مدت مقرر نہیں۔ اگر عنایت الٰہی شامل حال ہو تو ایک لمحہ میں طے ہو سکتے ہیں۔ طے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس رنگ کا نور نظر پڑے اس کو اپنے خیال کی قوت سے اس قدر کشادہ کرے کہ وہ نور تمام عالم کا احاطہ کر کے قید مکان سے لامکان تک پہونچ جائے، یعنی سالک کو صرف نور ہی نور معلوم ہو۔ پھر اس نور سے دوسرے نور کی طرف جانے کا ارادہ کرے اور دل کی ہمت سے جناب باری عز اسمہ سے اس کی درخواست کرے تو دوسرا نور دیکھائی دے گا۔ تب اس نور کو بھی پہلے نور کی طرح کشادہ کرے اور اسی طرح غور کرے یہاں تک کہ تیسرا نظر پڑے اور نوروں کے طے کرنے کے درمیان مراقبہ صمدیت کو بھی برابر کرتا رہے جس کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ آئے گا۔

---

(۱) من سورة النور: ۳۵. ترجمہ: اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہیں (یعنی آسمانوں اور زمین میں جسے بھی ہدایت ملی ہے اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو ہدایت دی ہے۔ پس نور سے مراد نور ہدایت ہے اور زمین وآسمان سے کل عالم مراد ہے) اللہ کے نور کی عجیب حالت: جیسے ایک طاق چہ، اس میں چراغ ہے، وہ چراغ شیشہ میں ہے، وہ شیشہ گویا چمک دار ستارہ ہے۔ چراغ روشن کیا جاتا ہے بہ برکت درخت زیتون کے تیل سے۔ وہ درخت نہ باغ کی مشرقی جانب ہے نہ مغربی جانب۔ اس کا تیل بس جلنے ہی کو ہے اگرچہ نہ چھوئے اس کو آگ، نور علی نور! اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے نور کی راہ دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے عجیب مضامین بیان فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانے والے ہیں۔

(۲) خلاصہ از زاد التقوی ص ۲۱۱-۲۱۲۔

اس طرح نوروں کو طے کرتا جاوے۔ یہاں تک کہ آخر پردہ تک پہونچے اور وہ ایک پردہ ہے لطیف بے رنگ اور اس کو نسبت بے رنگی کہتے ہیں۔ پھر نسبت بے رنگی سے گزرنے کے بعد ذات پاک کی معرفت حاصل ہو گی اور سلوک مشہور تمام ہو گا اور مقام سیر فی اللہ کا یعنی سلوک ثانی آگے آئے گا اور اس کے درمیان بہت اچھے حالات اور عجیب مقامات حاصل ہوں گے اور جس مرشد کے حضور میں طالب سیر فی اللہ میں ترقیات کرے گا وہی مرشد اس کو ان مقاموں کی حقیقت سے خبر دار کرے گا۔

خلاصہ: نفی النفی کے بعد ہی قلب جلوہ گاہ جمال یار و جلال یار ہو جائے گا لیکن اول اول یہ جلوہ انوار ملون اور مکیف کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ جب طالب اپنے خیال کی قوت سے اس ملون ومکیف انوار کو طے کرے گا تو وہ حقیقت حقہ غیر ملوّن اور غیر مکیف ہو کر اپنی حقیقی تجلی سے اس طالب حق کو نوازے گی اور اپنی حضوری بے کیف اور دولت مشاہدہ یار کی نعمت سے اس کو سر فراز فرمائیں گی جس دولت کے سامنے دنیا ومافیہا چیزے نیست۔

حاصل: اس حالت میں بندہ عقل اور ایمان کی آنکھ سے اپنے رب کو بغیر صورت رنگ، روپ اور جہت کے دیکھے گا اور اس قسم دیکھنے کا نام مشاہدہ ہے اور جب تک رنگ، صورت اور جہت کے ساتھ نور پڑتا ہے اگرچہ دل ہی کی آنکھ سے ہو تب تک مشاہدہ نہیں۔قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْإِحْسَانُ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». أخرجه البخاري ومسلم.[1]وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: «كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ

---

[1] صحيح البخاري | كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ لُقْمَانَ | بَابُ قَوْلِهِ: إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ، رقم الحديث: ٤٧٧٧، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ، رقم الحديث: ١٠. ترجمہ: احسان یہ کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو ورنہ یہ عقیدہ لازما رکھو کہ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

اللَّهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ». أخرجه الترمذي، وصححه الإمام أحمد في «مسنده». (١)

حاصل: مشاہدہ کہتے ہیں حقائق الہیہ کا قلب پر بے مظہر ظاہر ہو جانا اور کسی رنگ و کیفیت سے غیر مقید حالت میں اللہ تعالیٰ کا کسی بندہ کے قلب پر تجلی فرمانا۔ ایسی تجلی کہ بندہ اپنے ایمان اور عقل کی آنکھ سے اپنے رب کی حضوری کو بے کیف دیکھتا رہے۔ مشاہدہ کی لذت اور کیفیت بیان کرنا مشکل ہے۔

اشتیاقی کہ بہ دیدار تو دارد دلِ من * دلِ من داند و من دانم و داند دل من (٢)

صرف اسی قدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ انسان کو اپنی روح کا جیسا علم ہے حالت مشاہدہ میں انسان کی روح کو اپنے مولائے حقیقی کی حضوری کا ایسا علم ہو جائے گا اور اللہ تعالی انسان کی روح کی روح اور جان کی جان ہو جائیں گے۔ مشاہدہ کی ابتدا عین الیقین سے ہوتی ہے اور انتہا حق الیقین پر یعنی محبوب کے جمال اور جلال کی تجلی قلب پر مستولی ہو جاتی ہے اور علاوہ محبوب کے اور کسی طرف توجہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

بن گیا جب سے تصور دل میں روئے یار کا * آتا ہے وہ ہی نظر ہر کوچہ و بازار میں

من تو شُدم تو من شُدی، من تن شُدم تو جاں شُدی * تا کس نہ گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری (٣)

---

(١) سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٥١٦، ومسند أحمد «٤: ٤٨٧»، رقم الحديث: ٢٧٦٣. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: بچے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھنا وہ تجھے یاد رکھے گا، جب تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا تو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر، جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر پوری مخلوق تجھے کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تو وہ اتنا ہی نفع دے سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ رکھا ہے اور اگر وہ تجھے نقصان پہنچانے پر تل جائے تو تجھے اتنا ہی نقصان پہنچے گا جتنا تیرے حق میں لکھا گیا ہے۔ قلمیں اٹھالی گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(٢) ترجمہ: میرا دل تجھے دیکھنے کو ترستا ہے۔ میرا دل جانتا ہے اور میں جانتا ہوں اور جانتا ہے میرا دل۔

(٣) ترجمہ: میں تُو بن گیا ہوں اور تُو میں بن گیا ہے، میں تن ہوں اور تو جان ہے۔ پس اس کے بعد کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں اور ہوں اور تو اور ہے۔ امیر خسرو دہلوی۔

حضوری گر ہمی خواہی از و غائب مشو حافظ * متی ما تلقی من تھوی دع الدنیا واھملہا[1]

کتاب کی ابتدا میں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کی تفصیل گزر چکی۔ حق الیقین کو بعض بزرگان معائنہ بولتے ہیں اور صفات الہیہ کے کھول جانے کو بعض بزرگان کشف کہتے ہیں، اور علم مکاشفہ کہتے ہیں کہ طریق حق کے سلوک اور اللہ تعالی کے ساتھ ہر معاملہ میں صدق اور اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالی کی جانب سے بندہ کے قلب میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے بندہ کے قلب پر حقائق اشیا بالخصوص وہ اشیا جن کو «الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ».[2] میں مراد لیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالی کی ذات وصفات اور تفاصیل دار آخرت کھول جاتے ہیں۔ مشکلات قرآن واحادیث بالکل صاف اور واضح ہو جاتے ہیں۔ نور جیسا قوی ہو گا حقائق اشیا بھی ویسے واضح ہوں گے۔ اس علم مکاشفہ کو علم وراثت بھی بولتے ہیں۔ رُوِيَ «مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللهُ عِلْمَ مَالَمْ يَعْلَمْ».[3] وقال تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ».[4] والله الهادي ومنه التوفيق.

---

[1] ترجمہ: اگر محبوب حقیقی کے دربار کی حضوری اور قرب چاہتے ہو تو اس سے غافل مت ہو کہ اس کی طرف متوجہ رہو اور جب اپنے محبوب سے ملاقات کرو یعنی اس کی عبادت میں مشغول ہو تو دنیا اور مافیہا کی طرف التفات مت کرو۔

[2] من سورة البقرة: ۳. ترجمہ: (متقی وہ لوگ ہیں) جو بن دیکھی چیزوں کو مانتے ہیں۔

[3] موضوع: أخرجه أبو نعيم «١٠: ١٤-١٥» من طريق أحمد بن حنبل عن يزيد بن هارون، عن حميد الطويل، عن أنس مرفوعا، ثم قال: ذكر أحمد بن حنبل هذا الكلام عن بعض التابعين، عن عيسى بن مريم عليه السلام، فوهم بعض الرواة أنه ذكره عن النبي صلى الله عليه وسلم فوضع هذا الإسناد عليه لسهولته وقربه. وهذا الحديث لا يحتمل بهذا الإسناد عن أحمد بن حنبل. قلت: وفي الطريق إليه جماعة لم أعرفهم فلا أدري من وضعه منهم. (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء في الأمة «١: ٦١١»، رقم الحديث: ٤٢٢، مكتبة المعارف). ترجمہ: مروی ہے کہ جو موجودہ علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالی اس کو نہ معلوم علم عطا کرتے ہیں۔

[4] من سورة الأنفال: ۲۹. ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے (یعنی ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے رہے) تو وہ تمہارے لئے فیصلہ کر دانیں گے اور تم سے تمہاری برائیاں مٹائیں گے اور تمہاری بخشش فرمائیں گے اور اللہ تعالی بڑی مہربانی والے ہیں۔

مراقبہ کا بیان

مراقبہ کہتے ہیں دونوں طرف سے نگاہ رکھنا، یعنی اللہ تعالی کی طرف سے تو بندہ کے اوپر ہمیشہ نگاہ پرورش اور رحم ہے۔ تو بندہ کی جانب سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نگاہ قلب رکھنا اور قلب کی کامل توجہ رکھنے کا نام مراقبہ ہے۔ یہ مراقبہ پہلا پہلا بہ تکلف کیا جاتا ہے۔ مثلاً ذکر کے لئے جب بیٹھتا ہے تو یہ تصور کرے کہ میں اس ذات کے سامنے اس کے نام لینے کے لئے بیٹھا ہوں جو سَمِیعٌ بَصِیْرٌ اور لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ہے۔ میرے ظاہر اور باطن کو وہ مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔ ایسا ہی نماز پڑھنے کے لئے جب کھڑا ہوتا ہے تو یہ تصور کرے کہ میں اس ذات کے سامنے کھڑا ہوں جو مجھ کو اور میرے ظاہر و باطن کے جملہ کیفیات حتی کہ خطرات اور وساوس کو ایسا ہی دیکھتا ہے اور جانتا ہے جیسا اپنے کرامین فرشتے کو، لیکن جب مراقبہ کے ثمرہ پر مشاہدہ ہونے لگتا ہے تو یہ تکلف اُٹھ جاتا ہے اور اس وقت بندہ اور مولی کے درمیان وہ نسبت پیدا ہو جاتی ہے جو انسان کے جسم اور روح کے درمیان ہے، یعنی اللہ تعالی بہ منزلہ روح کی روح اور جان کی جان کے ہو جاتے ہیں۔

تنبیہ: مشاہدہ کے وقت قلب میں اللہ تعالیٰ کی جو بے کیف حضوری ہوتی ہے وہ جتنا ہی قوی اور صاف کیوں نہ ہو وہ ذات الٰہی نہیں، بل کہ وہ جلوہ جمال الٰہی یا جلال الٰہی ہے۔ جوش اور طیش میں آکر جو بعض بزرگوں نے اس کو ذات الٰہی سمجھ لیا اور بعض نے اتحاد اور حلول تک کہہ دیا وہ محققین طریقت کے نزدیک بالکل صحیح نہیں۔ فرض کرو ایک آئینہ ہے جو بالکل صاف اور شفاف ہے اس کو آفتاب عالم تاب[1] کے سامنے رکھا گیا تو آفتاب کا عکس اس پر اس زور سے پڑا کہ آئینہ نظر سے غائب ہو گیا تو ایک شخص جوش میں آکر کہنے لگا یہ آفتاب ہے اور دوسرا شخص جو صاحب ہوش ہے وہ کہتا ہے یہ ہرگز آفتاب نہیں بل کہ آفتاب کا ایک معمولی جلوہ ہے۔ ارے آفتاب تو اس دنیا سے سولہ لاکھ گنا بڑا ہے اور تیرا یہ آئینہ طولا و عرضا ایک ہاتھ بھی نہیں۔ آفتاب کا جلوہ گاہ ہے تمام دنیا، چاند، زحل، مریخ ہے اور مشتری وغیرہ وغیرہ۔

غرض آسمان میں جتنے کواکب اور ثوابت ہیں سب کو اس آفتاب سے نور حاصل ہو رہا ہے۔ بھلا تیرے آئینہ کا جلوہ گاہ آفتاب کے دوسرے جلوہ گاہوں کے سامنے لائق ذکر نہیں۔ اسی طریقہ سے اس مسئلہ کو خوب ذہن نشین کرنا چاہئے، کیوں کہ اللہ

---

[1] عالم تاب: دنیا کو جگمگانے والا، دنیا کو روشن کرنے والا۔

تعالی تو خورشید حقیقت ہے اس کے جلوہ گاہوں کی تعداد اور مقدار ہمیں معلوم نہیں۔ ہم جیسے حقیروں کے قلب کو جو اپنے فضل و کرم سے اپنی تجلی کا آشیانہ بنایا اس کا ہم کو شکریہ ادا کرنا چاہئے اور بس، بل کہ بعض بزرگوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ اتحادیوں کے «أنا الحق» بہ معنی «أَنَا اللهُ» اور فرعون کے «أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ» میں کوئی فرق نہیں، اور بعضوں نے جو «أنا الحق» کو حالت فنا پر حمل کرنا چاہا، وہ بالکل غلط ہے، کیون کہ فنا میں تو «أنا» کی گنجائش نہیں۔ فنا میں تو «أنا» کو حق میں فنا کر دیا جاتا ہے اور یہاں اس کے الٹا حق کو «أنا» میں فنا کیا جارہا ہے۔ اس جملہ کی صرف یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ یہاں حق سے مراد ذات الٰہی نہیں بل کہ وہ حق جو باطل کے خلاف ہے یا اس جملہ کو قائل کی حالت سکر پر حمل کیا جائے کہ جب اس کو اس سے افاقہ ہوا تو ضرور اس نے توبہ کیا ہے۔ واللہ الہادی۔

حقیقت مراقبہ:

«القول الجمیل» کے حاشیہ اور «زاد التقوی» میں لکھا ہے کہ مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ قوت مدرکہ کا اپنی پوری ہمت سے متوجہ ہو جانا حضرت حق جل وعلا کی طرف یا آپ کی کسی صفت کی طرف، اس طور سے کہ عقل، وہم، خیال اور سارے حواس اس متوجہ ہونے کے تابع ہو جائے اور جو چیز محسوس نہیں ہے وہ بہ جائے محسوس کے معلوم ہو۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی اور خوب ذہن نشین ہو گئی تو اب ہر طرح کا مراقبہ کرنا ان شاء اللہ آسان معلوم ہو گا۔ خواہ اللہ تعالی کی حضور کی اور قرب اور معیت کا مراقبہ ہو یا نفی اور یاد داشت کا یا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یا صمدیت وغیرہ کا، سب کا طریقہ یہی ہے۔ مراقبہ کی حقیقت کا یہ بیان سب طریقوں کے موافق ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: «يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ». أخرجه أحمد، والترمذي وصححه.[1] یعنی «مسند احمد» و «سنن ترمذی» میں صحیح طریقہ سے مروی ہے کہ آں

---

[1] سنن الترمذي | أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ۲۵۱۶. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کر تجھ کو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نصیب ہو گا۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْإِحْسَانُ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». أخرجه البخاري ومسلم.(١) یعنی «صحیح بخاری» میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور «صحیح مسلم» میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آفتاب رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الاحسان کو دو بابوں میں تقسیم فرمایا۔ باب اول مشاہدہ اور باب دوم مراقبہ۔ «كَأَنَّكَ تَرَاهُ» سے مشاہدہ مراد ہے اور «فَإِنَّهُ يَرَاكَ» سے مراقبہ مراد ہے۔

عبادت کا مشاہدہ کے ساتھ ہونا کمال احسان ہے اور مراقبہ کے ساتھ ہونا احسان ناقص ہے اور جس عبادت میں مشاہدہ معبود یا مراقبہ معبود نہیں اس عبادت میں احسان نہیں۔ مشاہدہ کہتے ہیں عابد کا اپنے محبوب اور معبود کی حضوری کو اپنے قلب کی آنکھ سے ایسا دیکھنا کہ گویا محسوس ہو رہا ہے، جس کو علم منطق میں محسوس ادعائی کہتے ہے یا علم حضوری، جیسے نفس ناطقہ کا اپنی ذات کا علم۔ مراقبہ کہتے ہیں اپنے ظاہر اور باطن کو اس معبود اور محبوب کے سامنے حاضر رکھنا جو سمیع بصیر اور لطیف خبیر ہے اور اس کی نظر کے سامنے عبادت کرنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث مذکور میں محبوب کو اپنے سامنے رکھ کر عبادت کرنا مشاہدہ بتایا گیا ہے اور اپنے کو محبوب کے سامنے رکھ کر عبادت کرنا مراقبہ بتایا گیا ہے۔ مشاہدہ اور مراقبہ دونوں حالتوں میں محبوب بے مانند، بے مثل اور غیر مکیف ہے اور عابد کیف ہے۔

فرمایا: بچے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھنا وہ تجھے یاد رکھے گا، جب تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا تو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر، جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر پوری مخلوق تجھے کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تو وہ اتنا ہی نفع دے سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ رکھا ہے اور اگر وہ تجھے نقصان پہنچانے پر تل جائے تو تجھے اتنا ہی نقصان پہنچے گا جتنا تیرے حق میں لکھا گیا ہے۔ قلمیں اٹھالی گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(١) صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ عَنِ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ٥٠، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: بَيَانُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ، رقم الحديث: ٨. ترجمہ: تم اللہ کی عبادت (اس خشوع اور خلوص سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نہ (حاصل) ہو کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو خیال رہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

قال الحافظ ابن حجر فی «فتح الباری»: «وإحسان العبادة: الإخلاص فيها والخشوع وفراغ البال حال التلبس بها، ومراقبة المعبود. وأشار – النبي صلى الله عليه وسلم – في الجواب إلى حالتين: أرفعهما أن يغلب عليه مشاهدة الحق بقلبه حتى كأنه يراه بعينه وهو قوله «كَأَنَّكَ تَرَاهُ» أي وهو يراك. والثانية أن يستحضر ان الحق مطلع عليه يرى كل ما يعمل، وهو قوله «فَإِنَّهُ يَرَاكَ». وهاتان الحالتان يثمرهما معرفة الله وخشيته. وقد عبر في رواية عمارة بن القعقاع بقوله «أَنْ تَخْشَى اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ»، وكذا في حديث أنس. وقال النووي: معناه: إنك إنما تراعى الآداب المذكورة إذا كنت تراه ويراك لكونه يراك لا لكونك تراه فهو دائما يراك فأحسن عبادته وان لم تره. فتقدير الحديث: فإن لم تكن تراه فاستمر على إحسان العبادة فإنه يراك. قال: وهذا القدر من الحديث أصل عظيم من أصول الدين وقاعدة مهمة من قواعد المسلمين، وهو عمدة الصديقين وبغية السالكين وكتر العارفين ودأب الصالحين، وهو من جوامع الكلم التي أوتيها صلى الله عليه وسلم. وقد ندب أهل التحقيق إلى مجالسة الصالحين ليكون ذلك مانعا من التلبس بشيء من النقائص احتراما لهم واستحياء منهم فكيف بمن لا يزال الله مطلعا عليه في سره وعلانيته». (١)

---

(١) فتح الباري «١: ١٢٠»، دار المعرفة. ترجمہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے «فتح الباری» میں کہا ہے: عبادت میں احسان یہ ہے کہ عبادت کرتے وقت اخلاص، خشوع، فراغ دل ہونا اور معبود کا مراقبہ کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں دو حالتوں کی طرف اشارہ کیا ہے، ان میں سب سے افضل یہ ہے کہ وہ اکثر حالت میں اپنے دل سے حق تعالی کو مشاہدہ کرے گویا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ یہی مطلب ہے اس جملے کا کہ «گویا تم اسے دیکھ رہے ہو» یعنی وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ دل میں یہ استحضار کرے کہ حق تعالی اس سے واقف ہے اور وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اسے دیکھتا ہے، «وہ تمہیں دیکھ رہا ہے» کا یہی معنی ہے۔ یہ دونوں صورتوں کے نتیجے میں خدا کی معرفت اور خشیت الٰہی پیدا کرتی ہے۔ عمارہ بن قعقاع کی روایت میں ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ تم اللہ کی ایسی خشیت اختیار کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی ایسی الفاظ ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مذکورہ بالا آداب کی پابندی اس صورت میں کرو جب تم اسے دیکھو اور وہ تمہیں دیکھے اور یہ اس لئے نہیں کہ تم اسے دیکھ رہے ہو بل کہ اس لئے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ ہمیشہ تمہیں دیکھتا ہے اس لئے اس کی اچھی طرح عبادت کرو، اگرچہ تم اسے نہ دیکھو۔ پس حدیث کی تقدیری عبارت اس طرح ہے کہ اگرچہ تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تب بھی ہمیشہ اچھی طرح اعمال کرتے رہو، کیوں کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حدیث کی یہ جملہ دین کے بنیادی اصولوں کی ایک عظیم بنیاد اور مسلمانوں کے قواعد کا ایک اہم قاعدہ ہے۔ یہ صدیقین کا بھروسہ، سالکین کی تمنا، عارفین کا خزانہ اور صالحین کا شعار ہے اور یہ جوامع الکلم میں سے ایک

مراقبہ:«وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ».[۱] یا«إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا».[۲] ان دونوں آیتوں میں سے کسی ایک کے معنی میں خوب خیال اور دھیان کرنا اور اس میں ڈوب جانا، اللہ تعالیٰ کی حضوری بے کیف نصیب ہو گی ان شاء اللہ۔

مراقبہ:«كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ» «وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».[۳] آیت مذکورہ کے معنی میں خوب دھیان کرنا اور خوب ڈوب جانا، ان شاء اللہ تمام اشیاء ممکنہ اس کی قوت تصوریہ سے دور ہو جائے گی اور اللہ واجب الوجود کی تجلی قلب کو نصیب ہو گی۔

مراقبہ:«أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ».[۴] اس کے معنی میں دھیان کرنا ارڈوب جانا، ان شاء اللہ تعالی اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا ایسا مشاہدہ ہو گا کہ اس کے ظاہر اور باطن پر رؤیت الٰہی مستولی ہو جائے گی اور محبوب کے سامنے سے غائب ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اسی طریقہ سے مراقبہ«وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ»[۵]، مراقبہ «اللَّهُ الصَّمَدُ»[۶]، مراقبہ«اللَّهُ أَحَدٌ».[۷]، مراقبہ«اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ»[۸]اور مراقبہ ذات مجرد وغیرہ کیا جائے۔

ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئیں تھیں۔ اہل تحقیق نے صالحین کے ساتھ بیٹھنے کو مندوب قرار دیا ہے تاکہ یہ مانع ہو ان کی بعض کوتاہیوں سے، ان سے احترام واستحیا کرنے کی وجہ سے، تو ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کے بارے میں خدا ہمیشہ بہ خبر ہے، ظاہری اور باطنی طور پر۔

[۱] من سورة الحديد: ٤. ترجمہ: اور وہ تمہارے ساتھ ہیں جہاں کہیں تم ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھ رہے ہیں۔

[۲] من سورة التوبة: ٤٠. ترجمہ: اللہ یقینا ہمارے ساتھ ہے۔

[۳] من سورة الرحمن: ٢٦-٢٧. ترجمہ: جو بھی روئے زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور آپ کے بزرگی اور عظمت والے پروردگار کی ذات باقی رہے گی۔

[۴] من سورة العلق: ١٤. ترجمہ: کیا وہ جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔

[۵] من سورة الملك: ١٤. ترجمہ: وہ پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے۔

[۶] من سورة الإخلاص: ٢. ترجمہ: اللہ بے نیاز ہے۔

[۷] من سورة الإخلاص: ١. ترجمہ: اللہ ایک ہے۔

[۸] من سورة البقرة: ٢٥٥. ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید کائنات کو تھامنے والے ہیں۔

مراقبہ میں سب سے زیادہ ضروری دو امر کا خیال رکھنا ہے:(ا) وساوس اور خطرات سے قلب کو پاک رکھنا اور اس خیال پر زور دینا کہ میرا محبوب سمیع وبصیر ہے، وہ میرا ظاہر وباطن دیکھ رہا ہے میں اس کے لئے اس کے سامنے مراقب بیٹھا ہوں۔ (ب) مراقبہ میں زیادہ وقت صرف کرنا۔

تنبیہ: سالک کو قبض اور بسط سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ حالت قبض میں مراقبہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی لطف ومزہ نہیں ملتا۔ اس لئے سالک کو اس کا خیال رکھنا چاہئے اور ایام قبض میں ایام بسط سے بھی زیادہ وقت مراقبہ کرنا چاہئے اور دل کو یہ سمجھانا چاہئے کہ میرا کام مراقبہ کرنا ہے اور بس، باقی لطف ومزہ سو وہ عطیہ الٰہی ہے۔ خداوند قدوس اپنے بندوں کو دے کر بھی امتحان کرتا ہے اور نہ دے کر بھی امتحان کرتا ہے۔ پس جو بندہ صرف دینے کی حالت میں محبوب کے طلب میں ہوتا ہے وہ محبوب کے نزدیک کسی کام کے نہیں اور جو دونوں حالتوں میں طلب کرتا ہے وہ محبوب کے نزدیک حقیقی محب اور بندہ ہے۔ قال اللہ تعالی: «وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ». [1]

فائدہ: طالب کو چاہئے کہ ہر عبادت میں تحصیل مشاہدہ کی غرض سے مراقبہ کرے اور اور مراقبہ موت اور مابعد الموت میں خوب اکثار کیا کرے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ، يَعْنِي الْمَوْتَ». أخرجه الترمذي وأحمد والنسائي وابن ماجه وابن حبان وصححه.[2] اس باب میں احادیث

---

[1] من سورة الحج: ۱۱. ترجمہ: اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو کنارے پر کھڑے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ پس اگر اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اس پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کوئی آزمائش پہنچتی ہے تو وہ اپنے چہرے پر پلٹ جاتا ہے۔ گنوائی اس نے دنیا وآخرت، یہی کھلا ہوا خسارہ ہے۔

[2] ينظر: سنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ الْمَوْتِ، رقم الحديث: ۲۳۰۷، مسند أحمد «۱۳: ۳۰۱»، رقم الحديث: ۷۹۲۵، سنن النسائي | كِتَابُ الْجَنَائِزِ | كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ، رقم الحديث: ۱۸۲٤، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: ذِكْرُ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادُ لَهُ، رقم الحديث: ٤۲٥۸. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

بہت ہیں۔ اپنے اعمال کا محاسبہ بھی کرے۔ محاسبہ طالب کے حق میں بہت ہی مفید ہے۔قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ». (١)

فائدہ: طالب کو چاہئے کہ کلام اللہ کی تلاوت اور سماعت بڑی محبت سے اور بڑی کثرت کے ساتھ کیا کرے۔ بعض بزرگوں نے اس کو سلوک الانبیا علیہم السلام قرار دیا ہے۔ نالائق کی اس مسئلہ میں ایک مستقل عربی تالیف ہے، اگر خدا چاہے تو اس کتاب کے دوسرے جزء میں بھی قدرے تفصیل سے بحث کروں گا۔ یہاں صرف آداب تلاوت کے متعلق «زاد التقوی» سے دو چار باتیں لکھتا ہوں۔ ادنیٰ مرتبہ قرآن کی قرآت کا یہ ہے کہ قاری اپنے دل میں سمجھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ قاری سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بات کرتا ہے، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ سے سنتا ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ کلام کرنے والا کو اور اس کی صفات اور افعال کو قاری دیکھے یعنی مشاہدہ کرے۔ تیسرا مرتبہ صدیقین کا ہے اور پہلا اور دوسرا اصحاب الیمین کے واسطے اور ان تینوں کے سوا غافلوں کے واسطے۔ (٢)

فائدة مهمة: سلوک مشہور میں جب قدم جم جاتا ہے اور قلب میں اللہ تعالی کے ساتھ نسبت راسخ اور مضبوط ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی سالک کی روح کی روح اور جان کی جان کے منزلہ میں ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالی طالب کے قلب کو اپنے اسماء حسنیٰ کی تجلی کا آئینہ بنالیتا ہے۔ چوں کہ اسماء حسنیٰ بھی غیر متناہی ہیں اور شیون محبوب بھی غیر متناہی ہیں اس لئے اس کے جلوہ بھی غیر متناہی ہیں۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي الأَرْضِ آنِيَةٌ، وَأَحَبُّ آنِيَةِ اللَّهِ إِلَيْهِ مَا رَقَّ مِنْهَا وَصَفَا، وَآنِيَةُ اللَّهِ فِي الأَرْضِ قُلُوبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ». أخرجه الإمام أحمد، وقد مر في أول الكتاب.(٣) اسی سلوک کو صوفیہ

---

(١) من سورة الحشر: ١٨. ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چاہئے کہ ہر شخص جانچ لے کہ اس نے آئندہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی سب خبر ہے۔

(٢) زاد التقوی۔

(٣) الزهد للإمام أحمد، ص ٣١١، الرقم: ٢٢٦٤، العلمية. ترجمہ: حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک زمین پر اللہ تعالیٰ کے کچھ برتن ہیں اور ان میں سے زیادہ محبوب وہ قلوب ہوتے ہیں جو بہت نرم اور بہت صاف وشفاف ہوں اور تمہارے رب کے برتن اس کے صالح وعبادت گزار بندوں کے دل ہوتے ہیں۔

کرام رحمہم اللہ سلوک ثانی اور سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ اس سلوک کی شرط محبت کاملہ مع اللہ ہے اور اس کی روح صدق المعاملہ مع اللہ ہے۔ پھر صدق المعاملہ مع اللہ کے دو رکن ہیں: (اول) کمال اتباع حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (دوم) الإخلاص الكامل في جميع الحركات والخطرات والسكنات مع الله.[1] جس کا منتہی رضائے محبوب کا طلب اور عبودیت صحیحہ کی ادائے گی ہے اور جس کو استقامت فی الشریعہ کہتے ہیں۔ قال الله تعالى: «إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ».[2] وقال الله تعالى: «إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ».[3] اگر اللہ تعالی کی مرضی شامل حال ہوئی تو دوسری جلد میں باقی مقامات تصوف اور سیر فی اللہ کو تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا۔ یہاں دنیا کی مشہور تفسیر «روح المعانی» سے دو چار باتیں لکھ کر اس مضمون کو مختصر کرتا ہوں۔

قال الإمام العلامة السيد الألوسي رحمه الله تعالى في «روح المعاني» ناقلا عن الإمام الرباني مجدد الألف الثاني رحمه الله تعالى: «للشريعة ثلاثة أجزاء: علم وعمل وإخلاص، فما لم تتحقق هذه الأجزاء لم تتحقق الشريعة، وإذا تحققت الشريعة حصل رضا الحق سبحانه وتعالى، وهو فوق جميع السعادات الدنيوية والأخروية. «وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ» [التوبة: ٧٢]. فالشريعة تكملة بجميع السعادات ولم يبق مطلب وراء الشريعة، فالطريقة والحقيقة اللتان امتاز بها الصوفية كلتاهما خادمتان للشريعة في تكميل الجزء الثالث الذى هو الإخلاص، فالمقصود منهما تكميل الشريعة لا أمر آخر وراء ذلك إلى آخر ما قال: فتقرر أن طريق الوصول إلى درجات القرب الإلهى جل شأنه سواء كان قرب النبوة أو قرب الولاية منحصر في طريق الشريعة التي دعا إليها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وصار مأمورا بها في آية «قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي» [يوسف: ١٠٨] وآية «قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ» [آل عمران: ٣١]. تدل على ذلك أيضًا. وكل طريق سوى هذا الطريق ضلال ومنحرف عن المطلوب الحقيقى،

---

[1] ترجمہ: تمام حرکات، خیالات اور سکنات میں خدا کے ساتھ مکمل اخلاص۔

[2] من سورة فصلت: ٣٠. ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر مستقیم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

[3] من سورة الأحقاف: ١٣. ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ ثابت قدم رہے، ان کو نہ کوئی ڈر ہوگا نہ وہ غم کیں ہوں گے۔

وكل طريقة ردها الشريعة فهي زندقة، وشاهد ذلك آية «وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا» [الأنعام: ١٥٣]. وآية «فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ» [يونس: ٣٢]. وآية «وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا». [آل عمران: ٨٥]. وحديث «خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا» الخبر، وحديث «كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»، وأحاديث أخر إلى آخر ما قال عليه رحمة الملك المتعال. وقال قدس سره في معارف الصوفية: اعلم أن معارف الصوفية وعلومهم في نهاية سيرهم وسلوكهم إنما هي علوم الشريعة لا أنها علوم آخر غير علوم الشريعة، نعم يظهر في أثناء الطريق علوم ومعارف كثيرة، ولكن لابد من العبور عنها، ففي نهاية النهايات علومهم علوم العلماء وهي علوم الشريعة. والفرق بينهم وبين العلماء أن تلك العلوم بالنسبة إلى العلماء نظرية واستدلالية، وبالنسبة إليهم تصير كشفية وضرورية». [1]

---

[1] روح المعاني «١٦: ١٨-١٩»، دار إحياء التراث. ترجمہ: امام علامہ سید الوسی رحمۃ اللہ علیہ نے «روح المعانی» میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: شریعت کے تین اجزا ہیں: علم، عمل اور اخلاص۔ اگر یہ اجزا پورے نہ ہوں تو شریعت پوری نہیں ہوگی اور جب شریعت پوری ہو جائے تو حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور یہ دنیا و آخرت کی تمام سعادت سے بالاتر ہے۔ «اور اللہ کی خوش نودی (سب نعمتوں سے) بڑی نعمت ہے»۔ شریعت تمام سعادتوں کی تکمیل کرتی ہے اور شریعت کے پیچھے کوئی مطالبہ باقی نہیں رہتا۔ پس طریقت اور حقیقت جو کہ صوفیا کی خصوصیت ہے یہ دونوں تیسرے حصے یعنی اخلاص کو مکمل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں اور دونوں سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ پھر فرمایا: پس یہ ثابت ہوئی کہ قرب الٰہی کے درجات تک پہنچنے کا راستہ، خواہ وہ قرب نبوت ہو یا قرب ولایت، اس شریعت کے راستے میں محدود ہے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی اور اس آیت میں مامور ہوئے کہ «آپ فرمادیں جئے کہ یہ (دین اسلام) میرا راستہ ہے، میں (سب لوگوں کو) اللہ پاک کی طرف بلاتا ہوں۔ پوری روشنی میں ہوں میں اور میری پیروی کرنے والے» اور یہ آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ «کہیں: اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو: اللہ تم سے محبت کریں گے»۔ اس راستے کے علاوہ ہر راستہ گم راہ اور اصل مقصد سے منحرف ہے اور شریعت کی طرف سے رد کردہ ہر طریقہ الحاد ہے۔ اس پر یہ سب آیتیں گواہی دیتی ہیں: «اور اس لئے ہیں کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے»۔ «پھر حق کے بعد بہ جز گم راہی کے کیا رہ گیا؟»۔ «اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے گا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا»۔ یہ احادیث بھی دلالت کرتی ہیں کہ «رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک چوکور شکل کا خط کھینچا الخ» اور «ہر نئی ایجاد شدہ چیز گم راہی ہے»۔ معارف الصوفیہ میں فرمایا کہ جان تو کہ صوفیوں کے سیر و سلوک کی انتہا میں ان کے علوم و معارف صرف علوم شریعت ہیں، یہ نہیں کہ وہ علوم شرعیہ

الأشغال المشهورة عند ساداتنا الجشتية

(ہمارے چشتی حضرات کے مشہور اسباق)

تیرہ تسبیح:

دو سو مرتبہ «لا إله إلا الله» بایں طور کہ بہ آواز جہر «لا» کو لطیفہ قلب یعنی بائیں پستان کے نیچے سے کھینچ کر «إله» کو داہنے منڈا کے اوپر بول کر «إِلَّا الله» سے قلب پر ضرب لگائے۔ اس کے بعد چار سو مرتبہ «إِلَّا الله» کا ضرب قلب پر لگائے۔ اس کے بعد چھ سو مرتبہ «الله الله» بلند آواز سے پڑھے۔ پہلی مرتبہ «الله» ضمہ کے ساتھ پڑھے اور اس سے ضرب نہ لگائے اور دوسری مرتبہ ساکن پڑھے اور اس سے قلب پر ضرب لگائے۔ اس کے بعد ایک سو مرتبہ صرف «الله» ساکن پڑھ کر اس سے قلب پر ضرب لگائے۔ بعد ختم کرنے تیرہ تسبیح کے پورا کلمہ طیبہ یعنی «لا إلهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ الله» چند مرتبہ پڑھ کر پھر درود شریف پڑھ کر دعا کرے۔ اس کے بعد پاس انفاس اور اس کے بعد سلطان الاذکار اور اس کے بعد مراقبہ جات کیا کرے، چوں کہ طریقوں کے ذکر کرنے کے لئے کسی کامل کی تعلیم اور تلقین ضروری ہے اس لئے ان اشغال کو تفصیل سے نہیں لکھا۔ علاوہ بریں نقش بندیہ اور چشتیہ کے اشغال میں زیادہ فرق نہیں۔ صرف تیرہ تسبیح میں فرق تھا جس کو میں نے لکھ دیا۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو شغل ارہ وغیرہ بھی کرانا چاہئے۔ اکثر اشغال کو حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے «ضیاء القلوب» میں تحریر فرمادیئے ہیں جس کو ضرورت ہو وہ مطالعہ کرے۔ میں یہاں پر صرف دورہ قادریہ کو لکھ کر اشغال کے مبحث کو ختم کر دیتا ہوں: اللهُ سَمِيعٌ کے ساتھ لطیفہ نفس سے لطیفہ سر تک۔ الله بَصِيرٌ کے ساتھ لطیفہ سر سے لطیفہ اخفی تک۔ اللهُ قَدِيرٌ کے ساتھ لطیفہ اخفی سے چوتھا آسمان کے اوپر تک۔ الله علیم کے ساتھ چوتھا آسمان کے اوپر سے سدرۃ المنتہی تک یا عرش عظیم تک، یعنی دونوں اسموں کے درمیان خیال کے ذریعہ روح کو جمع کرے، پھر ایک سانس سے ایک منزل، اسی طریقہ سے منازل مذکورہ کا دورہ روح کا کرائے۔ ان شاء اللہ تجرد اور تطلع الی الجبروت کا مادہ بہت جلدی پیدا ہو جائے گا۔ [1]

کے علاوہ دوسرے علوم ہیں۔ ہاں، سیر کے راستے میں اور بہت علوم و معارف ہیں، لیکن یہ سب طے کرنا ضروری ہے۔ آخری مرحلہ میں ان کے علوم: علوم علما ہیں جو علوم شرعیہ ہیں۔ ان میں اور علما میں فرق یہ ہے کہ علما کے لئے یہ علوم نظریاتی اور استنباطی ہوتے ہیں اور ان کے لئے الہامیہ اور ضروریہ بن جاتے ہیں۔

[1] ضیاء القلوب ص ۴۱، (کلیات امدادیہ کے ساتھ)، دار الاشاعت۔

بقية أبحاث المحبة وعلاماتها

(محبت اور علامات محبت کے ماباقی ابحاث)

العلامة الرابعة: یعنی اللہ تعالی کی محبت کی چوتھی علامت یہ ہے کہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسامرہ، سرگوشی، گڑ گڑانا اور مراقبہ کرنے کی لذت محسوس ہونے لگے اور اللہ تعالیٰ کے بارگاہ عالی سے تضرع وابتہال کے ساتھ سوال کرنے میں مزہ معلوم ہو اور ان سے مناجات الذ الاشیا بن جائے اور ان کے کلام پاک سے ایک عجیب وغریب محبت ہو جائے۔ کلام پاک کی تلاوت اور سماعت سے قلب پر سکینہ اترنے لگے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، ایمان اور یقین میں زیادتی محسوس ہو۔ قال اللہ تعالی: «إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ».[1] وقال اللہ تعالی: «اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ».[2] وقال تعالی: «وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ».[3] وقال تعالی: «لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا

---

[1] من سورة الأنفال: ٢. ترجمہ: بس ایمان والے تو وہی لوگ ہیں: جب ان کے سامنے اللہ تعالی کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اللہ کی عظمت کے استحضار سے) ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں (جن میں جہاد کا حکم ہوتا ہے) تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو فزوں کر دیتی ہیں۔

[2] من سورة الزمر: ٢٣. ترجمہ: اللہ تعالی نے عمدہ کلام نازل فرمایا ہے، جو بہ ہم ملی جلتی بار بار دُہرائی جانے والی کتاب ہے۔ جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر (قرآن) کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے، جس کو چاہتے ہیں اس کے ذریعہ ہدایت دیتے ہیں اور جس کو اللہ تعالی گم راہ کریں اس کے لئے کوئی راہ سمجھانے والا نہیں۔

[3] من سورة المائدة: ٨٣. ترجمہ: اور جب وہ (عیسائی) سنتے ہیں اس قرآن کو جو اللہ کے رسول پر نازل کیا گیا ہے تو آپ ان کو اشکبار دیکھیں گے، ان کے حق بات کو پہچانے کی وجہ سے۔ وہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں، پس ہمیں (توحید کی) گواہی دینے والوں میں شامل فرمالیں۔

مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ». (١) حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے «ترجمہ قرآن» کے حاشیہ پر محشی (٢) نے تین اشعار لکھے ہیں:

سنتے سنتے نغمہ ہائے محفلِ بدعات کو * کان بہرے ہو گئے دل بے مزہ ہونے کو ہے
آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمۂ مشروع بھی * پارہ جس کے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے
حیف گر تاثیر اُس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو * کوہ جس سے خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا ہونے کو ہے!

اس مسئلہ میں نالائق کی ایک مستقل عربی تالیف ہے، اگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی تو طبع ہو کر نکلے گی۔ اس جگہ پر حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی «فتاویٰ» سے دو چار باتیں نقل کر کے اس مبحث کو ختم کر دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: «حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی کبھی جمع ہوتے تھے اور کسی سے قرآت کی فرمائش کرتے تھے اور باقی سب سنتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ابو موسیٰ! ہم کو ہمارے خدا کو یاد دلاؤ۔ تو وہ پڑھتے تھے اور وہ لوگ سنتے تھے۔ بعض صحابہ کہتے تھے کہ آؤ بیٹھ کر کچھ دیر کے لئے ایمان لائیں۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ کئی بار نفل بہ جماعت پڑھی اور اہل صفہ کے پاس آئے ان میں ایک قاری پڑھ رہا تھا آپ اُن کے ساتھ بیٹھ گئے اور سنتے رہیں۔ سماع قرآن اور ذکر مشروع کے وقت دل میں جو خوف پیدا ہوتا ہے، آنکھوں سے جو آنسو جاری ہو جاتے ہیں، بدن کے جو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ کتاب و سنت کی تصریحات کے موافق بہترین اوصاف ہیں۔ پس جس سماع سے دل کی اصلاح ہو سکتی ہے وہ کتاب اللہ کا سماع ہے»۔ (٣)

الخامسة: یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی پانچویں علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ، وَالنَّاسِ

---

(١) من سورة الحشر: ٢١. ترجمہ: اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے اور اس کو عقل و فہم دیتے تو تو اس کو دیکھتا سہما ہوا پھٹا ہوا اللہ کے ڈر سے اور یہ عجیب مضامین ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔

(٢) یعنی مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مرحوم کے حد درجہ سادہ مگر پر تاثیر یہ اشعار حواشی ترجمہ قرآن میں درج کئے ہیں۔

(٣) ينظر: مجموعة الرسائل الكبرى لابن تيمية «١: ٣١٨»، إحياء التراث العربي.

أَجْمَعِينَ». أخرجه البخاري ومسلم.[١] یعنی کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک رسول اللہ صلی علیم کی محبت اس کے دل میں ان کی اولاد اور ماں باپ اور کل خلائق کی محبت سے زائد نہ ہو۔ یہ حدیث «صحیح بخاری» اور «صحیح مسلم» کی ہے۔ «صحیح بخاری» میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ تحقیق ایمان کے لئے اپنی جان سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زائد ہونی چاہئے۔ «قرآن مجید» میں بھی ہے: «النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ»[٢] یعنی مؤمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے بھی من کل الوجوہ مقدم سمجھتا ہے۔ احادیث اور آثار اس باب میں بہت ہیں۔ افسوس اپنی بے مائے گی اس رسالہ کو مختصر کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔

تنبیہ: جمہور علماء کرام کے نزدیک یہاں محبت سے مراد محبت عقلی ہے۔ البتہ محبوب کے اوصاف جمیلہ کی حضوری جب قلب میں دائمی ہو جاتی ہے تو رفتہ رفتہ یہی محبت وجدانی اور طبیعی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانب شریعت کو اس کے خلاف پر ترجیح دینے کے لئے کسی فکر اور غور وخوض کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء امت رحمہم اللہ کا حال تھا کہ خود شہید ہوئے، جیل میں گئے، پیٹے گئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر کچھ نقصان آنے نہیں دیئے۔ یا اللہ! ہم کو اور ہمارے محبین کو وہ درجہ عنایت فرما۔ (آمین)

تنبیہ: اصلی محبوب اللہ تعالیٰ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ ان کا راستہ بتانے والے ہیں اس لئے آپ سے ثانوی محبت فرض ہے۔ پھر وہ علما اور صالحین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ بتانے والے ہیں اُن سے تیسرا درجہ کی محبت ضروری ہے۔ پھر اپنے اصول فروع اور اقارب اجانب میں سے جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر قائم ہے ان سے چوتھا درجہ کی محبت ضروری ہے۔ بس یہاں تک محبت شرعی کا دائرہ ہے، جو جب اللہ میں داخل ہے۔ ایک اور محبت ہے جو بہ

---

[١] صحيح البخاري | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: حُبُّ الرَّسُولِ مِنَ الْإِيمَانِ، رقم الحديث: ١٥، وصحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِيمَانُ | بَابٌ: مَحَبَّةُ رَسُولِ اللَّهِ، رقم الحديث: ٤٤. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

[٢] من سورة الأحزاب: ٦. ترجمہ: نبی مؤمنین سے ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

طور حال کے سالک کے قلب پر وارد ہوتی ہے اور سالک کے لئے نافع ہو جاتی ہے مثلاً کسی خلق خدا کی پریشانی اور بے بسی پر رحم کرنا، اس لئے کہ وہ میرے حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔« صحیح بخاری» میں ایک رنڈی عورت کا کتا کو پانی پلانا اور اس پر اس کی مغفرت ہو جانے کا واقعہ اسی باب میں داخل ہے۔[1]

تنبیہ: ہر وہ محبت جس کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح نہیں وہ سالک راہ مولی کے حق میں زہر قاتل ہے۔

العلامة السادسة: یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی چھٹی علامت اعداء اللہ سے عداوت ہے، یعنی جن کو اللہ تعالیٰ کے کامل دین کے ساتھ یا دین کی کسی بات کے ساتھ عداوت یا مخالفت ہے ان کے ساتھ بغض اور عداوت رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی علامت ہے۔قال الله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ».[2] موجودہ زمانہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کے متعلق ایک مستقل تالیف تحریر کی جائے اور میرے پاس مصارف طباعت اس قدر کم ہیں کہ وہ مجھ کو رسالہ ختم کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ صرف فضل اللہ پر اعتماد کرتا ہوا قدرے تفصیل کر رہا ہوں۔

علماء کرام کا اجماع اس پر ہے کہ «الْحُبُّ فِي اللَّهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ مِنَ الْإِيمَانِ» یعنی مؤمن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت بھی رکھے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بغض بھی رکھے۔ اس معنی میں ایک حدیث بھی «مسند احمد» میں موجود ہے۔قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَوْسَطَ عُرَى الْإِيمَانِ أَنْ تُحِبَّ فِي اللَّهِ، وَتُبْغِضَ فِي اللَّهِ». أخرجه

---

[1] صحيح البخاري | كِتَابٌ: أَحَادِيثُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ | بَابٌ، رقم الحديث: ٣٤٦٧.

[2] من سورة المائدة: ٥٤. ترجمہ: اے وہ لوگو جو (بہ ظاہر) ایمان لائے ہو! جو تم میں سے اپنے دین (اسلام سے) پھر جائے گا تو جلد ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیں گے جن سے اللہ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، جو مسلمانوں کے حق میں نرم (دل) اور منکرین اسلام کے ساتھ گرم (زباں) ہوں گے، جو اللہ کے راستہ میں لڑیں گے اور ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ فضل الٰہی ہے، اللہ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی گنجائش والے، خوب جاننے والے ہیں۔

أحمد وغيره.[١]وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ؛ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ». أخرجه أبو داود.[٢] قال الله تعالى: «لا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ».[٣] یعنی تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور آخرت پر کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے، خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے اقارب ورشتہ دار۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے (یعنی غیبی نور عطا فرمایا جس سے قلب کو ایک خاص قسم کی معنوی حیات ملتی ہے اور جس حیات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بہ منزلہ روح کی روح اور جان کی جان کے ہو جاتے ہیں) اور داخل کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ ہمیشہ رہیں ان میں اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ پھر جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو ان سے اور کیا چاہئے۔ وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا۔ سنو جو گروہ ہے اللہ کا وہ مراد کو پہونچے۔

---

[١] مسند أحمد «٣٠: ٤٨٨»، رقم الحديث: ١٨٥٢٤. ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی مضبوطی حصہ یہ ہے کہ اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ کے لئے بغض رکھے۔

[٢] سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ | بَابٌ: الدَّلِيلُ عَلَى زِيادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِه، رقم الحديث: ٤٦٨١. ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کی خاطر بغض رکھا، اللہ کی رضا کی خاطر عطا کیا اور اللہ کے لئے روک لیا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

[٣] من سورة المجادلة: ٢٢. ترجمہ: آپ نہیں دیکھیں گے ان لوگوں کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کرتے ہوں اُن لوگوں سے جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور کنبہ کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنے خاص فیض سے قوی کیا ہے اور وہ ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے، یہ لوگ اللہ کا لشکر ہیں سنتا ہے! بے شک اللہ کا لشکر ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

خلاصہ: جو دوستی نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں، ان کے ایمان ایمان تحقیقی ہے۔ یہی شان حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی تھی اور حضرات اولیاء امت رحمہم اللہ کی بھی یہی سنت رہی کہ کسی کافر، منافق، زندیق، مبتدع، فاسق یا ظالم سے کبھی دوستی نہیں کی اور نہ ان پر کبھی راضی ہوئے۔ قال اللہ تعالی: «وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ».(۱) یعنی جو لوگ ظالم (حد شرع سے نکلنے والے) ہیں ان کی طرف تمہارا ذرا سا میلان اور جھکاؤ بھی نہ ہو۔ ان کی موالات، مصاحبت، تعظیم و تکریم، مدح وثنا، ظاہری تشبہ اور اشتراک عمل ہر بات سے حسب مقدور محترز ہو۔ مبادا آگ کی لپیٹ تم کو نہ لگ جائے۔ پھر نہ خدا کے سوا تم کو کوئی مددگار ملے گا اور نہ خدا کی طرف سے کوئی مدد پہونچے گی۔(۲)

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے * یہ بندہ زمانے سے خفا میرے لئے ہے

آیت مذکورہ کے متعلق حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ کے اقوال

قال رئيس المفسرين السيد محمود الألوسي الحنفي البغدادي رحمه الله تعالى فى «روح المعاني»: ﴿وَلاَ تَرْكَنُواْ إِلَى الذين ظَلَمُواْ﴾ أي لا تميلوا إليهم أدنى ميل، والمراد بهم المشركون كما روي ذلك ابن جرير وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، وفسر الميل بميل القلب إليهم بالمحبة، وقد يفسر بما هو أعم من ذلك كما يفسر ﴿الذين ظَلَمُواْ﴾ بمن وجد منه ما يسمى ظلما مطلقا. وقيل: ولإرادة ذلك لم يقل إلى الظالمين؛ ويشمل النهي حينئذ مداهنتهم وترك التغيير عليهم مع القدرة والتزين بزيهم وتعظيم ذكرهم ومجالستهم من غير داع شرعي وكذا القيام لهم ونحو ذلك، ومدار النهي على الظلم والجمع باعتبار جمعية المخاطبين. وقيل: إن ذلك للمبالغة في النهي من حيث أن كونهم جماعة مظنة الرخصة في مداهنتهم مثلا، وتعقب بأنه إنما يتم أن لو كان المراد النهي عن الركون إليهم من حيث أنهم جماعة وليس فليس ﴿فَتَمَسَّكُمُ﴾

---

(۱) من سورة الهود: ۱۱۳. ترجمہ: اور تم ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ناانصافی کی، کبھی تمہیں دوزخ کی آگ چھولے اور تمہارے لئے اللہ پاک سے نیچے کوئی مددگار نہ ہو۔ نیز تمہیں (اللہ پاک کی طرف سے بھی) مدد نہ پہنچے۔

(۲) ماخوذ از: حاشیہ ترجمہ قرآن از حضرت شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

أي فتصيبكم بسبب ذلك كما تؤذن به الفاء الواقعة في جواب النهي ﴿النار﴾ وهي نار جهنم، وإلى التفسير الثاني وما أصعبه على الناس اليوم بل في غالب الأعاصير من تفسير ذهب أكثر المفسرين.[١] قالوا: وإذا كان حال الميل في الجملة إلى من وجد منه ظلم ما في الإفضاء إلى مساس الناس النار فما ظنك بمن يميل إلى الراسخين في الظلم كل الميل، ويتهالك على مصاحبتهم ومنادمتهم، ويتعب قلبه وقالبه في إدخال السرور عليهم، ويستنهض الرجل والخيل في جلب المنافع إليهم، ويبتهج بالتزيي بزيهم والمشاركة لهم في غيهم، ويمد عينيه إلى ما متعوا به من زهرة الدنيا الفانية، ويغبطهم بما أوتوا من القطوف الدانية غافلاً عن حقيقة ذلك ذاهلا عن منتهى ما هنالك؟ وينبغي أن يعدّ مثل ذلك من الذين ظلموا لا من الراكنين إليهم بناءا على ما روي أن رجلا قال لسفيان: إني أخيط للظلمة فهل أعدّ من أعوانهم، فقال له: لا أنت منهم والذي يبيعك الإبرة من أعوانهم. [٢]

---

[١] ترجمہ: رئیس المفسرین سید محمود الوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے «روح المعانی» میں فرمایا: «اور ظلم کرنے والوں کی طرف مائل نہ ہو» یعنی ان کی طرف ذرا بھی جھکاؤ نہ کرو اور ان سے مراد مشرکین ہیں جیسا کہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ میلان کی تفسیر محبت کے ساتھ میلان قلبی سے کی گئی ہے اور کبھی اس سے زیادہ عام چیز سے تفسیر کی جاتی ہے جیسا کہ یہ الذین ظلموا کی تفسیر اس شخص سے کی گئی ہے جس میں مطلقا کوئی ظلم پایا جاتا ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے الظالمین نہیں کہا۔ اس وقت ممانعت ان کی چاپلوسی کرنا، ان پر قدرت بہ وجود تبدیلی چھوڑنا، ان کی زینت اختیار کرنا، تعظیم سے ان کا مذاکرہ کرنا اور ان کے ساتھ بلاوجہ شرعی بیٹھنا، نیز ان کے لئے تعظیما کھڑا ہونا وغیرہ۔ ممانعت کا مدار ظلم ہے اور جمع مخاطبین کا جمع ہونے کے اعتبار سے۔ بعض نے کہا کہ یہ جماعت ہونے کے لحاظ سے ممانعت میں مبالغہ ہے، مثال کے طور پر ان کی چاپلوسی میں رخصت کی موضع تہمت۔ اس کا تعقیب کیا گیا ہے کہ ایسا صرف اس وقت صحیح ہے جب کہ جماعت ہونے کے لحاظ سے ان کی طرف جھکاؤ ممنوع ہوتی اور ایسا تو نہیں ہے۔ «پھر تمہیں بھی چھوئے گی» یعنی اس سبب سے چھوئے گی جیسا کہ جواب نہی میں واقع فاتبتلاتی ہے۔ «آگ» یعنی جہنم کی آگ۔ دوسری تفسیر جو کہ آج کے لوگوں کے لئے بہت مشکل ہے، لیکن اکثر مفسرین نے اسے اختیار کیا ہے۔

[٢] ترجمہ: فرماتے ہیں کہ اگر فی الجملہ ان کی طرف جھکاؤ لوگوں کو آگ میں داخل کرتی ہے جن میں ادنی ظلم پایا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو سخت ظالمین کی طرف مکمل مائل ہو، ان کی صحبت اور دوستی میں فنا ہو، ان کے لئے خوشی پہنچانے میں اس کے قلب و قالب تھکا ہوا ہے، ان کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیدل اور سواری میں دوڑتا ہے، وہ اپنے آپ کو ان کے کپڑوں سے آراستہ کرنے اور ان کے غلط کاری میں شریک ہونے میں خوش ہوتا ہے، اپنی نگاہیں اس فانی زیب وزینت کی طرف بڑھاتا ہے جس سے وہ (ظالمین) لطف اندوز ہوتے تھے اور ان سے حسد کرتے ہیں اس وجہ سے جو انہیں جھکے ہوئے میوے سے گے دیا گیا، اس کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہوئے اور اس کے انجام کو نظر انداز کرتے ہوئے کیا

وما أحسن ما كتبه بعض الناصحين للزهري حين خالط السلاطين، وهو عافانا الله تعالى وإياك أبا بكر من الفتن، فقد أصحبت بحال ينبغي لمن عرفك أن يدعو لك الله تعالى ويرحمك، أصبحت شيخا كبيرا، وقد أثقلتك نعم الله تعالى، بما فهمك من كتابه، وعلمك من سنة نبيه صلى الله عليه وسلم، وليس كذلك أخذ الله تعالى الميثاق على العلماء. قال سبحانه: ﴿لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ [آل عمران: ١٨٧] وأخف ما احتملت، أنك آنست وحشة الظالم، وسهلت سبيل الغي بدنوك ممن لم يؤد حقا ولم يترك باطلا حين أدناك، اتخذوك قطبا تدور عليك رحى باطلهم، وجسرا يعبرون عليك إلى بلائهم، وسلما يصعدون فيك إلى ضلالهم، يدخلون الشك بك على العلماء، ويقتادون بك قلوب الجهلاء، فما أيسر ما عمروا لك في جنب ما خربوا عليك، وما أكثر ما أخذوا منك فيما أفسدوا عليك من دينك، فما يؤمنك أن تكون ممن قال الله تعالى فيهم: ﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُواْ الصلاة واتبعوا الشهوات فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيّاً﴾ [مريم: ٥٩] فإنك تعامل من لا يجهل، ويحفظ عليك من لا يغفل، فداو دينك، فقد دخله سقم، وهيء زادك فقد حضر السفر البعيد. ﴿وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ [إبراهيم: ٣٨]. (١)

ہے۔ ایسے کرنے والوں کو ظالموں میں شمار کرنا چاہئے نہ کہ ان کی طرف جھکنے والوں میں، اس بنا پر کہ مروی ہے کہ ایک شخص نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں ظالموں کے لئے سلائی کرتا ہوں تو کیا مجھے ان کے مددگاروں میں شمار کیا جائے گا؟ فرمایا: صرف تم نہیں بل کہ جو تم سے سوئی فروخت کرتا ہے وہ بھی ان کے مددگار ہے۔

(١) ترجمہ: کیا ہی اچھا ہے جو بعض ناصحین نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا جب وہ شاہی دربار میں آنے جانے لگے اور امر او حکام سے ان کا میل جول بڑھ گئے۔ اس نے لکھا کہ اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں عافیت سے رکھے اور فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ تم جن حالات سے گزر رہے ہو ان کے پیش نظر تمہارے دوست احباب کو تمہارے لئے دعائے رحمت کرنی چاہئے۔ تم بوڑھے ہو چکے ہو، خداوند قدوس کی طرف سے تمہیں عظیم ترین نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ اس نے تمہیں اپنی کتاب کی سمجھ عطا فرمائی ہے، اپنے پیغمبر کے طریقے پر چلنے کی توفیق بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ نے علما سے ایسا عہد لیا بھی نہیں۔ (لیکن شاید تم قرآن پاک کی اس آیت کا مفہوم نہیں سمجھ پائے کہ اور جب کہ اللہ تعالی نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ) تم اس کتاب کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کرنا اور اس کو پوشیدہ مت کرنا۔ جس جرم کا تم نے ارتکاب کیا ہے اس کی معمولی خرابی یہ ہے کہ تم نے اپنے قرب سے ان کی وحشت دور کی ہے اور ان لوگوں کے لئے گم راہی کا راستہ آسان کر دیا ہے جنہوں نے نہ کوئی حق ادا کیا اور نہ کوئی باطل ترک کیا۔ انھوں نے تمہیں اپنا مقرب بنایا تو محض اس لئے کہ تمہیں اپنے ظلم کا مرکز بنائیں اور تمہارے وجود کی بنیاد پر ان کے ظلم و ستم کی چکی چلتی رہے۔ تم ان لوگوں کے

وعن الأوزاعي: ما من شيء أبغض إلى الله تعالى من عالم يزور عاملا. وعن محمد بن مسلمة: الذباب على العذرة أحسن من قارىء على باب هؤلاء. وفي الخبر: من دعا لظالم بالبقاء فقد أحب أن يعصى الله تعالى في أرضه. ولعمري إن الآية أبلغ شيء في التحذير عن الظلمة والظلم، ولذا قال الحسن: جمع الدين في لاءين يعني ﴿لَا تَطْغَوْا﴾ [هود: ١١٢] و﴿لَا تَرْكَنُوا﴾. ويحكى أن الموفق أبا أحمد طلحة العباسي صلى خلف الإمام، فقرأ هذه الآية فغشي عليه، فلما أفاق قيل له، فقال: هذا فيمن ركن إلى من ظلم فكيف الظالم.(١)

وقال شيخ الإسلام العلامة أبو السعود الحنفي في تفسيره «إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم»: ﴿وَلَا تَرْكَنُوا﴾ أي لا تميلوا أدنى ميلٍ ﴿إِلَى الذين ظَلَمُوا﴾ أي إلى الذين وُجد منهم الظلمُ في

لئے پل ہو جسے وہ عبور کر کے گناہوں تک پہنچتے ہیں، تم ان کے لئے سیڑھی کا کام دو گے، وہ تمہارے سہارے گم راہی کی مدارج طے کریں گے اور تمہارے سبب سے علما کی امانت و دیانت میں شک کریں گے اور جاہلوں کے قلوب اپنی طرف کھینچیں گے جتنا انھوں نے تمہارا بگاڑا ہے اوت تمہیں نقصان پہنچایا ہے اس کے مقابلے میں تمہارا فائدہ بہت معمولی ہے۔ کیا تمہیں اس کا خوف نہیں کہ تم اپنے اس عمل کی بنا پر ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہو گئے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پھر ان کے بعد (بعض) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کر دیا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارا معالمہ ان لوگوں سے ہے جو تمہارے حال سے ناواقف نہیں ہیں اور تمہارے اعمال کے محافظ وہ ہیں جو تم سے غافل نہیں ہیں۔ اس لئے اب تم اپنے ذہن کا علاج کرو کہ اسے بیماری لاحق ہو گئی ہے، اپنا توشہ تیار رکھو کہ طویل سفر کا وقت قریب آچکا ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے زمین و آسمان میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

(١) تفسير روح المعاني «١٢: ١٥٤-١٥٥»، المنيرية. ترجمہ: حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عالم سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز نہیں جو کسی بادشاہ کی زیارت کرتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ پائخانے پر بیٹھنے والی مکھی اس قاری سے بہتر ہے جو امرا کے دروازوں پر آمد و رفت کرتا ہے۔ روایت میں ہے کہ جو شخص کسی ظالم کے لئے بقا کی دعا کرتا ہے اس نے خدا کی زمین میں خدا کی نافرمانی کو پسند کیا ہے۔ میری زندگی کی قسم! یہ آیت ظالمین اور ظلم کے بارے میں تنبیہ کرنے میں سب سے سخت ہے اور اسی لئے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دین کو دو «لا» میں جمع کیا گیا ہے: ﴿لَا تَطْغَوْا﴾ اور ﴿لَا تَرْكَنُوا﴾۔ مروی ہے کہ موفق ابا احمد طلحہ عباسی نے ایک مرتبہ امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام نے یہ آیت پڑھی اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب وہ ہوش میں آیا تو اس سے کہا گیا تو اس نے کہا: یہ تو اس کے بارے میں ہے جو ظلم کرنے والے کی طرف جھکاؤ کرتا ہے سو ظالم کا کیا حال ہے؟

الجملة ومدارُ النهي هوالظلم.[١] ثم أطال كما أطال الألوسي، وبمثل ما قدمنا قد فسر الآية النسفي في «مدارك التنزيل وحقائق التأويل»، والزمخشري فى «الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل» والفخر الرازي فى «مفاتيح الغيب»، والإمام الجصاص في «أحكام القرآن»، والقرطبي في تفسيره «الجامع لأحكام القرآن»، والنيسابوري فى تفسيره «غرائب القرآن ورغائب الفرقان»، والقاضي ناصر الدين عبد الله بن عمر البيضاوي الشافعي المتوفى سنة ٦٨٥ الهجرية فى تفسيره «أنوار التنزيل وأسرار التأويل».[٢] ولما كان تفسيره هو المقبول الشائع فى ديارنا أحببت أن أذكر نصه ههنا، قال رحمه الله تعالى: «وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا» أي لا تميلوا إليهم أدنى ميل، فإن الركون هو الميل اليسير كالتزيي بزيهم وتعظيم ذكرهم «فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ» بركونكم إليهم، وإذا كان الركون إلى من وجد منه ما يسمى ظلما كذلك، فما ظنك بالركون إلى الظالمين الموسومين بالظلم، ثم بالميل إليهم كل الميل، ثم بالظلم نفسه والانهماك فيه، ولعل الآية أبلغ ما يتصور في النهي عن الظلم والتهديد عليه، وخطاب الرسول ومن معه من المؤمنين بها، والتثبيت على الاستقامة التي هي العدل، فإن الزوال عنها بالميل إلى أحد طرفي إفراط وتفريط فهو ظلم على نفسه أو غيره بل ظلم في نفسه. [٣]

---

[١] إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم «٤: ٢٤٥». ترجمہ: شیخ الاسلام علامہ ابو السعود حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر «ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم» میں کہا ہے کہ «اور مت جھکاو» یعنی ذرا بھی جھکاؤ نہ کرو۔ «ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا» یعنی ان کی طرف جن میں فی الجملہ ظلم پایا جاتا ہے اور ممانعت کا مدار ظلم ہے۔

[٢] ترجمہ: پھر اس نے الوسی کی طرح مطول کیا اور اس جیسا آیت کی تفسیر کیا ہیں امام نسفی نے اپنی تفسیر «مدارک التنزیل وحقائق التاویل» میں، زمخشری نے «الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل» میں، فخر الرازی نے «مفاتیح الغیب» میں، امام جصاص نے «احکام القرآن» میں، امام قرطبی نے «الجامع لاحکام القرآن» میں، نیسابوری نے «غرائب القرآن ورغائب الفرقان» میں اور قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی شافعی (متوفی ٦٨٥ ہجری) نے «انوار التنزیل واسرار التاویل» میں۔

[٣] ينظر: أنوارالتنزيل وأسرار التأويل مع حاشية القونوي الحنفي عليه «١٠: ٢٢٦»، العلمية. ترجمہ: اور چوں کہ امام بیضاوی کی تفسیر ہمارے ملک میں مقبول اور عام ہے اس لئے میں یہاں اس کی عبارت کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ «اور ظلم کرنے والوں کی

لطيفة فيما يتعلق بالآية من الأحاديث والأقوال

(لطیفہ: آیت کے متعلق احادیث اور آثار)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». أخرجه البخاري ومسلم والترمذي.[1] وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، أَنَّهُ قَالَ: «يَا عِبَادِي، إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ. يَا عِبَادِي، إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ. يَا عِبَادِي، إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضُرِّي فَتَضُرُّونِي، وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي. يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ، كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ، كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا .يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ، قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلُونِي، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا

طرف مائل نہ ہو» یعنی ان کی طرف ذرا بھی جھکاؤ مت، کیوں کہ رکون ہلکا سا جھکاؤ کا نام ہے، جیسا کہ ان کی زینت اختیار کرنا اور تعظیم سے ان کا نام لینا۔ «وگرنہ آگ تمہیں چھولے گی» ان کی طرف جھکاؤ کہ وجہ سے۔ جب ان کی طرف جن میں ذرا ظلم پایا جاتا ہے جھکاؤ کی ایسی حالت ہے تو پھر ان ظالموں کے بارے میں کیا خیال ہے جن پر ظلم کا لیبل لگا ہوا ہے، پھر ان کی طرف تمام تر جھکاؤ، پھر خود ظلم اور اس میں ملوث ہونے کے بارے میں؟ شاید یہ آیت ظلم سے روکنے اور اس پر دھمکی میں، رسول اور ان کے رفقا مؤمنین کے خطاب میں اور انصاف پر ثابت قدم رہنے میں زیادہ شدید ہے، کیوں کہ اس سے ہٹ کر افراط و تفریط کی ایک طرف جھکاؤ یا تو اپنے نفس پر یا دوسروں پر ظلم ہے، بل کہ یہ فی نفسہ ظلم ہے

[1] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابٌ: الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رقم الحديث: ٢٤٤٧، صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الظُّلْمِ، رقم الحديث: ٢٥٧٩، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الظُّلْمِ، رقم الحديث: ٢٠٣٠. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے روز بہت سے اندھیروں کا باعث ہو گا۔

أُدْخِلَ الْبَحْرَ. يَا عِبَادِي، إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ». أخرجه مسلم وابن ماجه. (١)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ». قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾. أخرجه البخاري ومسلم. (٢) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ

---

(١) صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الظُّلْمِ، رقم الحديث: ٢٥٧٧، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ: ذِكْرُ التَّوْبَةِ، رقم الحديث: ٤٢٥٧. ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی روایت بیان کی جو آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندو! میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام قرار دیا ہے، اس لئے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ میرے بندو! تم سب کے سب گم راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دے دوں، اس لئے مجھ سے ہدایت مانگو، میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں، اس لئے مجھ سے کھانا مانگو، میں تمہیں کھلاؤں گا۔ میرے بندو! تم سب کے سب ننگے ہو، سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، لہذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں ہی سب کے سب گناہ معاف کرتا ہوں، سو مجھ سے مغفرت مانگو میں تمہارے گناہ معاف کروں گا۔ میرے بندو! تم کبھی مجھے نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھو گے کہ مجھے نقصان پہنچا سکو، نہ کبھی مجھے فائدہ پہنچانے کے قابل ہو گے کہ مجھے فائدہ پہنچا سکو۔ میرے بندو! اگر تمہارے پہلے والے، تمہارے بعد والے، تمہارے انسان اور تمہارے جن سب مل کر تم میں سے ایک انتہائی متقی انسان کے دل کے مطابق ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ میرے بندو! اگر تمہارے پہلے والے، تمہارے بعد والے، تمہارے انسان اور تمہارے جن سب مل کر تم میں سے سب سے فاجر آدمی کے دل کے مطابق ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے، تمہارے انسان اور تمہارے جن سب مل کر ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کر دوں تو اس سے جو میرے پاس ہے اس میں اتنا بھی کم نہیں ہو گا جو اس سوئی سے (کم ہو گا) جو سمندر میں ڈالی (اور نکال لی) جائے۔ اے میرے بندو! یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو تمہارے لئے شمار کرتا رہتا ہوں، پھر تم کو ان اعمال کا پورا بدلہ دوں گا، سو جو شخص بہتر بدلہ پائے تو چاہئے کہ اللہ کا شکر کرے (کہ اس کی کمائی بیکار نہ گئی) اور جو برا بدلہ پائے تو اپنے ہی تئیں برا سمجھے۔

(٢) صحيح البخاري | كِتَابُ التَّفْسِيرِ | سُورَةُ هُودٍ | بَابُ قَوْلِهِ: وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ، رقم الحديث: ٤٦٨٦، وصحيح مسلم | كِتَابٌ:الْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَالْآدَابُ | بَابٌ: تَحْرِيمُ الظُّلْمِ، رقم الحديث: ٢٥٨٣. ترجمہ:

لأَحَد مِنْ عِرْضه أَوْ شَيْء، فَلْيَتَحَلَّلْهُ منْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِه، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِه فَحُمِلَ عَلَيْه». أخرجه البخاري.[١] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: «اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ؛ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّه حِجَابٌ».أخرجه البخاري ومسلم.[٢] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَدَا جَفَا، وَمَنْ تَبِعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ، وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا، إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللَّه عَزَّ وَجَلَّ بُعْدًا». أخرجه أحمد بإسناد ضعيف، وأخرجه أبو داود، والنسائي، والترمذي وحسنه من حديث ابن عباس رضي الله عنهما. [٣]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دہ اور بڑی ہی سخت ہے۔

[١] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ، فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ، رقم الحديث: ٢٤٤٩ . ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم، بل کہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے (مظلوم) ساتھی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔

[٢] صحيح البخاري | كِتَابُ الْمَظَالِمِ | بَابُ الِاتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، رقم الحديث: ٢٤٤٨. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب (عامل بنا کر) یمن بھیجا تو آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

[٣] مسند أحمد «١٥: ٤٢٧»، رقم الحديث: ٩٦٨٣، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث :٢٢٥٦، سنن النسائي | كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ | اتِّبَاعُ الصَّيْدِ، رقم الحديث: ٤٣٠٩، وسنن أبي داود | كِتَابٌ: الصَّيْدُ | بَابٌ: فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ، رقم الحديث: ٢٨٥٩. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنگل میں سکونت اختیار کر لے گا تو وہ سخت مزاج بن جائے گا، جو شکار کے پیچھے لگا رہے گا تو وہ غفلت کا شکار ہو جائے گا، جو بادشاہوں کے دروازوں پر آئے گا تو وہ فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا اور جو شخص جتنا کسی بادشاہ کے قریب ہو جاتا ہے اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: «أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ. قَالَ: وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟ قَالَ: أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، وَالصَّلَاةُ قُرْبَانٌ - أَوْ قَالَ: بُرْهَانٌ - يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ النَّارُ أَوْلَى بِهِ، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، النَّاسُ غَادِيَانِ فَمُبْتَاعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، وَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوبِقُهَا». أخرجه أحمد بإسناد صحيح، وابن حبان في «صحيحه»، وأخرجه الترمذي، والنسائي بنحوه.[1] وفي الباب أحاديث عن جماعة من الصحابة رضي الله تعالى عنهم. [2]

وعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله تعالى عنهما، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَقُولُونَ: نَأْتِي الْأُمَرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِينِنَا، وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ، كَذَلِكَ لَا يُجْتَنَى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: كَأَنَّهُ يَعْنِي: الْخَطَايَا».

---

[1] مسند أحمد «٢٢: ٣٣٢»، رقم الحديث: ١٤٤٤١، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٢٥٩، سنن النسائي | كِتَابُ الْبَيْعَةِ | ذِكْرُ الْوَعِيدِ لِمَنْ أَعَانَ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ، رقم الحديث: ٤٢٠٧، والتعليقات الحسان على صحيح ابن حبان «١: ٣٣٣»، رقم الحديث: ٢٨٣. ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بے وقوفوں کی امارت سے بچائے۔ کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بے وقوفوں کی امارت کیا ہے؟ فرمایا: میرے بعد ایسے امراہوں گے جو میری راہ نمائی کی اقتدا نہیں کریں گے اور نہ ہی میری سنت پر چلیں گے۔ جو ان کے کذب کے بہ وجود ان کی تصدیق کریں گے اور ظلم میں ان کی مدد کریں گے ایسے لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آسکیں گے۔ جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کریں گے اور ظلم پر ان کی مدد نہیں کریں گے یہی لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور یہ میرے حوض پر بھی وارد ہوں گے۔ اے کعب بن عجرہ! صوم (جہنم کے لئے) ڈھال ہے، صدقہ خطائیں مٹا دیتا ہے اور نماز قربان ہے یا فرمایا کہ دلیل ہے۔ اے کعب بن عجرہ! حرام سے پرورش پانے والا گوشت جنت میں داخل نہیں ہو گا اور حرام سے پرورش پانے والا ہر گوشت جہنم کی آگ ہی اس کی زیادہ حق دار ہے۔ اے کعب بن عجرہ! لوگ دو حصوں میں تقسیم ہوں گے؛ کچھ تو اپنے نفس کو خرید کر اسے آزاد کر دیں گے اور کچھ اسے خرید کر ہلاک کر دیں گے۔

[2] ترجمہ: باب میں ایک جماعت صحابہ سے احادیث مروی ہیں۔

أخرجه ابن ماجه، ورواته ثقات.[١] وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رضي الله تعالى عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيمِ اللِّسَانِ». أخرجه أحمد بإسناد جيد.[٢] وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنِّي لَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي مُؤْمِنًا وَلَا مُشْرِكًا، أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَحْجِزُهُ إِيمَانُهُ، وَأَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَقْمَعُهُ كُفْرُهُ، وَلَكِنِّي أَتَخَوَّفُ عَلَيْهِمْ مُنَافِقًا، عَالِمَ اللِّسَانِ، يَقُولُ مَا يَعْرِفُونَ، وَيَعْمَلُ مَا يُنْكِرُونَ». أخرجه الطبراني فى «المعجم الصغير» و«المعجم الأوسط»، وأخرج نحوه البزار، والطبراني في «المعجم الكبير» بإسناد صحيح من حديث عمران بن حصين رضي الله تعالى عنهما.[٣] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَرْضَى عَنْهُ النَّاسَ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ سَخِطَ اللهُ عَلَيْه وَأَسْخَطَ عَلَيْه النَّاسَ». رواه ابن أخرجه ابن حبان في «صحيحه»، والترمذي بنحوه.[٤] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «مَنْ أَرْضَى سُلْطَانًا بِسَخَطِ رَبِّه

---

[١] سنن ابن ماجه | الْمُقَدِّمَةُ | بَابٌ: الِانْتِفَاعُ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلُ بِه، رقم الحديث: ٢٥٥. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے، (پھر) وہ کہیں گے: ہم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں، ان کی دنیا سے کچھ حاصل کر لیں گے اور اپنا دین بچا کر الگ ہو جائیں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح قتاد (ایک قسم کا کانٹوں والا درخت) سے صرف کانٹے ہی حاصل ہو سکتے ہیں (پھل نہیں) اس طرح ان کے پاس جا کر کچھ حاصل نہیں ہو گا سوائے۔ امام ابن ماجہ کے استاد محمد بن صباح نے فرمایا: یعنی سوائے گناہوں کے۔

[٢] مسند أحمد «١: ٢٨٨»، رقم الحديث: ١٤٣. ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف ہر چرب زبان منافق کا ہے۔

[٣] الموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «١٥: ٤٤٢». ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کے لئے کسی مؤمن یا مشرک سے نہیں ڈرتا، کیوں کہ جہاں تک مؤمن کا تعلق ہے تو اس کا ایمان اس کے لئے رکاوٹ بنے گا اور جہاں تک مشرک کا تعلق ہے تو اس کا کفر اس کے لئے رکاوٹ بنے گا۔ لیکن مجھے تم لوگوں کے حوالے سے منافق کا اندیشہ ہے جو زبان کا ماہر ہو گا، جو ایسی باتیں کرے گا جن سے وہ واقف ہوں گے اور عمل وہ کرے گا جس کو وہ برا قرار دیتے ہیں۔

[٤] التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان «١: ٣٢٩»، رقم الحديث: ٢٧٦، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ مِنْهُ، رقم الحديث: ٢٤١٤. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

عَزَّ وَجَلَّ خَرَجَ مِنْ دِيْنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى». أخرجه الحاكم، وفي الباب أحاديث عن جماعة من الصحابة.[١] وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ «أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ». أخرجه النسائي بإسناد صحيح، وفي الباب أحاديث عن جماعة من الصحابة. [٢]

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله تعالى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَمَّا وَقَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْمَعَاصِي فَنَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ، فَلَمْ يَنْتَهُوا، فَجَالَسُوهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ، وَوَاكَلُوهُمْ وَشَارَبُوهُمْ، فَضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ، وَلَعَنَهُمْ ﴿عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾. قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى تَأْطِرُوهُمْ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا». أخرجه الترمذي وابن ماجه وأبو داود.[٣] وفي رواية أبي داود: قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَلَّا وَاللَّهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ، وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو تو اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور اس کی طرف سے لوگوں کو راضی کراتے ہیں اور جو اللہ کی ناراضگی میں لوگوں کی رضا کا طالب ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی اس پر ناراض کراتے ہیں۔

[١] المستدرك على الصحيحين برقم: ٧١٥٣. ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی حاکم کو اپنے رب کی ناراضگی میں راضی کیا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین سے خارج ہو گیا۔

[٢] ينظر: سنن النسائي | كِتَابُ الْبَيْعَةِ | فَضْلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْحَقِّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ، رقم الحديث: ٤٢٠٩. ترجمہ: حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا جب کہ آپ ﷺ اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھ چکے تھے: کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔

[٣] سنن الترمذي | أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ، رقم الحديث: ٣٠٤٧، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْمَلَاحِمِ | بَابٌ: الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ، رقم الحديث :٤٣٣٦، وسنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بَابٌ: الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، رقم الحديث: ٤٠٠٦.

الْحَقِّ قَصْرًا، أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللَّهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ».[١] أي تقهروهم وتلزموهم باتباء الحق، فإن لم يلتزموا اتباء الحق فلا يجوز لكم أيها العلماء مجالستهم ولا مؤاكلتهم ولا مشاربتهم.[٢] وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا ظَالِمًا فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ». أخرجه أبو داود، والترمذي وصححه، والنسائي، وابن حبان، والإمام أحمد وغيرهم.[٣] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ أُمَّتِي تَهَابُ أَنْ تَقُولَ لِلظَّالِمِ: يَا ظَالِمُ، فَقَدْ تُوُدِّعَ مِنْهُمْ». أخرجه الحاكم وصححه.[١]

---

[١] تقدم تخريجه. ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بنو اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کے علما نے انہیں منع کیا، وہ باز نہ آئے تو وہ (علما) ان کے ہم نشیں اور ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ بن گئے۔ پھر اللہ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے کے مشابہ کر دیا اور داود و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر ان پر لعنت فرمائی اور یہ اس لئے ہوا کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے بیٹھ کر فرمایا: نہیں (تم بھی کام یاب نہیں ہوں گے)، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حتیٰ کہ تم ان (ظالموں) کو سختی سے منع کرو۔ اور سنن ابو داود کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم کرو، تم ضرور برائی سے منع کرو، تم ضرور ظالم کے ہاتھوں کو پکڑو، تم ضرور اسے حق کی طرف مائل کرو اور تم ضرور اسے حق پر قائم رکھو۔ ورنہ پھر اللہ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے مشابہ کر دے گا، پھر وہ تم پر بھی لعنت فرمائے گا جس طرح اس نے ان پر لعنت فرمائی۔

[٢] ترجمہ: یعنی ان کو مسخر کرو اور انہیں حق کی پیروی کا پابند کرو اور اگر وہ حق کی پیروی پر کاربند نہ رہیں تو اے علما! تمہارے لئے ان کے ساتھ بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں۔

[٣] سنن الترمذي | أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ، رقم الحديث: ٣٠٥٧، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْمَلَاحِمِ | بَابٌ: الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ، رقم الحديث: ٤٣٣٨، سنن ابن ماجه | كِتَابُ الْفِتَنِ | بابٌ: الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، رقم الحديث: ٤٠٠٥، السنن الكبرى للنسائي برقم: ٩٧٨٥، صحيح ابن حبان برقم: ٣٠٥، ومسند أحمد «١: ٢٠٨»، رقم الحديث: ٣٠. ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو کہ «اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اپنی فکر کرو، وہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑے گا جو غلط راہ پر چل رہا ہے جب کہ تم

اللطيفة المهمة

(اہم لطیفہ)

قال الغزالي والزبيدي رحمهما الله تعالى: «اعلم أنه قد وردت آيات وأحاديث في فضيلة العلم والعلماء، والمراد بهم علماء الآخرة بلا شك. وأما علماء الدنيا وهم علماء السوء، فقد وردت في حقهم تشديدات وتهديدات عظيمة في الآيات والأحاديث والآثار دلت على أنهم أشد الخلق عذابا يوم القيامة».[٢] «فمن المهمات العظيمة معرفة العلامات الفارقة بين علماء الدنيا وعلماء الآخرة، ونعني بعلماء الدنيا: علماء السوء الذين قصدهم من تحصيل العلم: التنعم بالدنيا، والترفه بزخارفها بتزيين المنازل بالفرش الطيبة، وتعليق الستور عليها، وتزيين الملابس الفاخرة، والتجمل بالمراتب الفارهة، والتوصل بذلك إلى الجاه والمنزلة الرفيعة عند أهلها الدنيا. فأقل درجات العالم أن يدرك بفهمه حقارة الدنيا عند الله عز وجل وخستها وكدورها وانصرامها، وأن يدرك عظم أمر الآخرة ودوامها وصفاء نعيمها وجلالة ملكها، وأن يعلم أنهما متضادتان وأنهما كالضرتين، إن أرضيت إحداهما أسخطت الأخرى».[٣] «ومن العلامات اللازمة لعلماء الآخرة أن

راہ یاب ہو» اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا بھی ہے کہ جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتے ہوئے) دیکھیں پھر بھی اس کے ہاتھ پکڑ نہ لیں (اسے ظلم کرنے سے روک نہ دیں) تو قریب ہے کہ ان پر اللہ کی طرف سے عمومی عذاب آجائے (اور وہ ان سب کو اپنی گرفت میں لے لے)۔

[١] **المستدرك على الصحيحين «٤: ١٩٥»، رقم الحديث: ٧١١٥**. ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میری امت کو ظالم کو یہ کہنے سے ڈرتے ہوئے دیکھو کہ اے ظالم تو ان کو اللہ تعالیٰ اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

[٢] **إتحاف السادة المتقين «١: ٥٦٩»**. ترجمہ: امام غزالی اور امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا: جان تو کہ علم اور علما کی فضیلت کے بارے میں بہت آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں اور بلاشبہ ان سے علماء آخرت مراد ہیں۔ جہاں تک علماء دنیا جو کہ علماء سوء ہیں ان کے خلاف آیات، احادیث اور آثار میں بڑی سختیاں اور دھمکیاں آئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قیامت کے دن مخلوق میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

[٣] **إحياء علوم الدين مع شرحه إتحاف السادة المتقين «١: ٥٨٢-٥٨٣»**. ترجمہ: بڑی اہم بات یہ ہے کہ دنیادار علما اور آخرت والے علما کے درمیان امتیازی علامات کا پہچاننا اور دنیادار علما سے ہماری مراد علماء سوء ہیں جن کا حصول علم کا مقصد ہے: دنیا سے لطف اندوز ہونا، اپنے گھروں کو اچھے گدوں سے سجا کر، ان پر پردے لٹکا کر، لباس فاخرہ پہن کر اور اچھے تکیے سے آراستہ ہو کر دنیا کی پر فریب اور لبھانے والی چیزوں سے خوش حال ہونا ہے اور اس کے ذریعے دنیاوالوں کے نزدیک وقار اور بلند مقام حاصل کرنا ہے۔ عالم کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے فہم سے خدائے بزرگ وبرتر کے

يكون مستقصيا عن مخالطة السلاطين والأمراء والحكام، بل لا يدخل عليهم البتة بوجه من الوجوه ما دام يجد إلى الفرار عنهم سبيلا، بل ينبغي أن يحترز عن مخالطتهم وإن جاءوا إليه لزيارته، فإن الدنيا حلوة خضرة وزمامها بأيدي السلاطين، والمخالط لا يخلو عن تكلف في طيب مرضاتهم واستمالة قلوبهم مع أنهم ظلمة. ويجب على كل متدين الإنكار عليهم وتضييق صدرهم بإظهار ظلمهم وتقبيح فعلهم، فالداخل عليهم إما أن يلتفت إلى تجملهم فيزدري نعمة الله عليه أو يسكت عن الإنكار عليهم فيكون مداهنا لهم أو يتكلف في كلامه كلاما لمرضاتهم وتحسين حالهم وذلك هو البهت الصريح أو أن يطمع في أن ينال من دنياهم وذلك هو السحت. وعلى الجملة فمخالطتهم مفتاح للشرور وعلماء الآخرة طريقهم الاحتياط». [1]

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ». أخرجه الإمام أحمد، وأبو داود، والترمذي وحسنه الترمذي، والنسائي،

نزدیک اس دنیا کی بے وقعتی وپست درجگی اور اس کی گدلا پن وفنا ہونے کو سمجھیں اور امور آخرت کی اہمیت، دوام، اس کی نعمتوں کی پاکیزگی اور اس کی ملکیت کی بڑائی ادراک کریں۔ یہ بات بھی جانیں کہ دنیا اور آخرت دونوں متضاد ہیں اور یہ دو بیویوں کی طرح ہیں، اگر تم ان میں سے ایک کو خوش کرتے ہو تو دوسری کو ناراض کرتے ہو۔

[1] ترجمہ: علماء آخرت کی لازمی علامت یہ ہے کہ وہ سلطانوں، امیروں اور حاکموں سے دور رہیں، ہر گز کسی بھی وجہ سے ان کے پاس داخل نہ ہو جب تک ان سے دور رہنا ممکن ہو، بل کہ اس وقت بھی ملنے سے احتراز کریں جب وہ خود ان کے پاس آئیں۔ اس لئے کہ دنیا نہایت پر لطف اور سر سبز وشاداب جگہ ہے اور دنیا کی باگ ڈور حکام کے قبضے میں ہے۔ جو شخص حکام دنیا سے ملتا ہے اسے ان کی کچھ نہ کچھ رضا جوئی اور دل داری کرتی ہوتی ہے، خواہ وہ ظالم وجابر ہی کیوں نہ ہوں۔ ہر دین دار لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ظالم وجابر حکام سے ہر گز نہ ملیں، ان کے ظلم کا اظہار کریں اور ان کے افعال واعمال کی مذمت کریں۔ جو شخص حکام کے پاس جائے گا وہ یا تو ان کی زینت اور آرائش دیکھ کر یہ محسوس کرے گا کہ اللہ نے اسے حقیر نعمتیں دی ہیں اور حاکم کو اعلیٰ ترین نعمتوں سے نوازا ہے یا وہ ان کی برائیوں پر خاموش رہے گا۔ اسے مداہنت کہلائے گا۔ یا وہ ان کی مرضی کے مطابق ان کے عمل کو صحیح بتلانے کے لئے کچھ کہے گا۔ یہ صریح جھوٹ ہو گا یا اسے اس بات کی خواہش ہو گی کہ اسے بھی ان کی دنیا میں سے کچھ ملے، یہ حرام ہے۔ حاصل یہ ہے کہ حکام سے ملنا تمام خرابیوں کی جڑ ہے اور علماء آخرت احتیاطی راہ پر گام زن ہیں۔

والبيهقي فى «شعب الإيمان»، والطبراني في «المعجم الكبير» كلهم من حديث ابن عباس رضى الله عنهما مرفوعا.[١] وأخرجه جماعة من حديث أبي هريرة رضي الله عنه بمثله، وفى آخره: وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللَّهِ بُعْدًا».[٢] قال ابن العليم: والحديث بهذا اللفظ قد أخرجه المنذرى فى «الترغيب والترهيب»، وقال: رواه أحمد بإسناد صحيح.[٣] وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ، فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: لَا، مَا صَلَّوْا». أخرجه مسلم وأبو داود والترمذي وغيرهم من حديث أم سلمة رضي الله عنها.[٤] وفى الباب عن جماعة من الصحابة رضي الله تعالى عنهم. وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

---

[١] ينظر: سنن أبي داود | كِتَابٌ :الصَّيْدُ | بَابٌ: فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ، رقم الحديث:. ٢٨٥٩، سنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٢٥٦، وسنن النسائي | كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ | اتِّبَاعُ الصَّيْدِ، رقم الحديث: ٤٣٠٩. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنگل میں سکونت اختیار کرلے گا تو وہ سخت مزاج بن جائے گا، جو شکار کے پیچھے لگا رہے گا تو وہ غفلت کا شکار ہو جائے گا اور جو بادشاہوں کے دروازوں پر آئے گا تو وہ فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا۔

[٢] ينظر: مسند أحمد «١٤: ٤٣٠»، رقم الحديث: ٨٨٣٦، وسنن أبي داود | كِتَابٌ: الصَّيْدُ | بَابٌ: فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ، رقم الحديث: ٢٨٦٠. ترجمہ: اور ایک جماعت نے اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا البتہ اس کے آخر میں یہ کہ اور جو شخص جتنا کسی بادشاہ کے قریب ہو جاتا ہے اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے۔

[٣] صحيح الترغيب والترهيب «٢: ٥٤٠»، رقم الحديث: ٢٢٤٠. ترجمہ: ابن العلیم فرماتا ہے کہ اس حدیث کو اسی الفاظ کے ساتھ امام منذری نے "الترغیب والترغیب" میں روایت کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اسے امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

[٤] صحيح مسلم | كِتَابٌ: الْإِمَارَةُ | بَابٌ: وُجُوبُ الْإِنْكَارِ عَلَى الْأُمَرَاءِ فِيمَا يُخَالِفُ الشَّرْعَ، رقم الحديث: ١٨٥٤، سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ | بَابٌ: فِي قَتْلِ الْخَوَارِجِ، رقم الحديث: ٤٧٦٠، وسنن الترمذي | أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابٌ، رقم الحديث: ٢٢٦٥. ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: تم پر ایسے امیر بنایا جائے گا جن میں تم اچھائیاں بھی دیکھو گے اور برائیاں

رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى: «إِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَجُبًّا تَسْتَعِيْذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ، كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً أَعَدَّهُ اللهُ لِلْقُرَّاءِ الزَّائِرِيْنَ لِلسَّلَاطِيْنَ». وأخرج نحو هذا القول ابن عدي من حديث أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا، وفيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ عَالِمُ السُّلْطَانِ». وقال حذيفة رضي الله تعالى عنه: «إِيَّاكُمْ وَمَوَاقِفَ الْفِتَنِ، قِيْلَ: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: أَبْوَابُ الْأُمَرَاءِ». وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الْعُلَمَاءُ أُمَنَاءُ الرُّسُلِ عَلَى عِبَادِ اللهِ مَا لَمْ يُخَالِطُوْا السُّلْطَانَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذَلِكَ فَقَدْ خَانُوْا الرُّسُلَ، فَاحْذَرُوْهُمْ وَاعْتَزِلُوْهُمْ». أخرجه الديلمي في «مسنده»، وجماعة. وقد روي نحوه من حديث عمر رضي الله عنه، وعلي رضي الله عنه وغيرهم. قال صاحب «الإتحاف»: وله شواهد بمعناه كثيرة صحيحة وحسنة فوق الأربعين حديثا، فيحكم عليه بمقتضى صناعة الحديث بالحسن. [1]

وقال أعلم التابعين سعيد بن المسيب رحمه الله تعالى: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَالِمَ يَغْشَى أَبْوَابَ الْأُمَرَاءِ فَاحْتَرِزُوْا مِنْهُ فَإِنَّهُ لِصٌّ». وقد روى البيهقي نحو هذا القول عن عمر رضي الله عنه، وروى الديلمي نحو هذا القول عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: «إِنَّ أَبْغَضَ الْقُرَّاءِ إِلَى اللهِ الَّذِيْنَ يَأْتُوْنَ الْأُمَرَاءَ». وقال أبو حازم: «خَيْرُ الْأُمَرَاءِ مَنْ يَزُوْرُ الْعُلَمَاءَ، وَشَرُّ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَأْتِي الْأُمَرَاءَ». وقال مكحول: «مَنْ تَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَصَحِبَ السُّلْطَانَ طَمْعًا لِمَا فِيْ يَدَيْهِ خَاضَ فِيْ جَهَنَّمَ بِعَدَدِ خَطَاهُ». وقد روي مثله مرفوعا

بھی۔ پس جس نے (برے کاموں کو) ناپسند کیا وہ بری ہو گیا اور جس نے انکار کیا وہ بچ گیا، مگر جس نے پسند کیا اور اتباع کیا (وہ بری ہوا نہ بچ سکا)۔ صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔

[1] ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے بادشاہوں کی ملاقات کرنے والے قارئین کے لئے تیار کیا ہے۔ اسی طرح کا قول ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعا نقل کیا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بدترین مخلوق درباری۔ عالم ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم فتنوں کے جگہوں سے بچو، پوچھا گیا: وہ کیا ہیں؟ کہا: امیروں کے دروازے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علما اللہ کے بندوں کے درمیان رسولوں کے (علمی ورثے کے) امین ہوتے ہیں جب تک کہ وہ حکم ران کے ساتھ نہ گھلیں ملیں (یعنی پیچھے پیچھے چلنے نہ لگیں)۔ پس اگر وہ حکم ران کے ساتھ گھل ملیں تو بلاشبہ انھوں نے رسولوں (کی علمی امانت) سے خیانت کی تو تم ان سے خبردار رہنا اور ان سے علاحدہ ہو جانا۔ اسی طرح کی حدیث عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے۔ صاحب اتحاف نے کہا: اسی معنی میں اس کے بہت سے شواہد ہیں جو کہ صحیح اور حسن ہیں اور چالیس سے زیادہ احادیث ہیں، اس لئے فن حدیث کے مطابق اسے حسن قرار دیا جائے گا۔

أيضًا. أخرجه أبو الشيخ، والحاكم فى «التاريخ»، ولفظ الحاكم: «مَنْ أَتَى صَاحِبَ سُلْطَانٍ طَمْعًا لِمَا فِيْ يَدَيْهِ خَاضَ فِيْ جَهَنَّمَ بِعَدَدِ خَطَاهُ». وقال الولي الكبير والمحدث الشهير الفُضَيل بن عياض: «لَأَنْ يَدْنُوَ الرَّجُلُ مِنْ جِيْفَةٍ مُنْتَنَةٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَدْنُوَ إِلَى هَؤُلَاءِ، وَرَجُلٌ لَا يُخَالِطُ هَؤُلَاءِ، وَلَا يَزِيْدُ عَلَى الْمَكْتُوْبَةِ أَفْضَلُ عِنْدَنَا مِنْ رَجُلٍ يَقُوْمُ بِاللَّيْلِ، وَيَصُوْمُ بِالنَّهَارِ، وَيَحُجُّ وَيَعْتَمِرُ، وَيُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَيُخَالِطُهُمْ».[1] ومخالطة الملوك صارت فتنة عظيمة للعلماء طار شررها في الآفاق، وذريعة صعبة للشيطان عليهم يخدعهم بلطف احتياله يقول لهم: إن دخولك عليهم من باب خدمة الدين. – فلا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم – ثم إذا دخل لم يلبث أن يتلطف في الكلام ويداهن ويخوض في الثناء والإطراء وفيه هلاك الدين، وكان يقال: العلماء إذا علموا عملوا فإذا عملوا شغلوا فإذا شغلوا فقدوا فإذا فقدوا طلبوا فإذا طلبوا هربوا. وكتب عمر بن عبد العزيز رحمه الله

---

[1] ترجمہ: تابعین میں سے سب سے بڑا عالم حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو امرا کے دروازوں میں گھومتے دیکھو تو اس سے دور رہو، وہ تو چور ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کے الفاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کے الفاظ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے مذموم قاری (عالم) وہ ہے جو حکم رانوں کے پاس جاتے ہیں۔ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بہترین امیر وہ ہے جو علما کی زیارت کرتا ہے اور بدترین عالم وہ ہے جو امیروں کی زیارت کرتا ہے۔ حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس نے دین کی سمجھ حاصل کی اور بادشاہ کی ہم نشینی اس امید کے ساتھ اختیار کرے کہ اس سے کچھ مال حاصل ہو جائے تو وہ قدموں قدموں جہنم میں جلے گا۔ اسی طرح مرفوعا روایت کی گئی۔ اسے ابو الشیخ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہیں۔ حاکم کے الفاظ یہ ہے کہ جو شخص بادشاہ کے پاس اس لالچ سے جاتا ہے کہ اس سے کچھ مال حاصل کرلے تو وہ قدموں قدموں جہنم میں جائے گا۔ ولی کبیر اور مشہور محدث حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لئے بادشاہوں کی قربت سے سڑے ہوئے لاش کے قریب آنا بہتر ہے ان لوگوں کے قریب آنے سے بہتر ہے۔ جو شخص بادشاہوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھتا اور فرائض سے زائد عمل نہیں کرتا وہ ہمارے نزدیک اس آدمی سے بہتر ہے جو قیام لیل کرتا ہے، دن میں روزہ رکھتا ہے، حج و عمرہ کرتا ہے، اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور (ساتھ ساتھ) ان سے مل جھل رکھتا ہے۔

تعالى بعد أن بويع له إلى الحسن البصري رحمه الله تعالى: أما بعد؛ فأشر علي بقوم أستعين بهم على أمر الله. فكتب إليه الحسن البصري: أما أهل الدين فلا يريدونك، وأما أهل الدنيا فلا تريدهم. [1]

العلامة السابعة: یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی ساتویں علامت اللہ تعالی سے خوف ہے، یعنی سچی محبت میں محب کے دل میں محبوب کی عظمت اور ہیبت پیدا ہو جاتی ہے جس سے محبوب کے ساتھ ایک محبت آمیز خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہی خوف محبت کی سب سے بڑی علامت ہے۔ اس پر ایک کتاب لکھنا ضروری تھا، افسوس یہاں اختصار پر مجبور ہوں۔ اللہ تعالی کی اگر خصوصی توفیق شامل حال ہوئی تو آئندہ کسی وقت لکھوں گا۔ یہاں صرف «احیاء العلوم» کی بعض عبارتوں پر اکتفا کر رہا ہوں۔ قال رحمه الله تعالى: «ولخصوص المحبين مخاوف في مقام المحبة ليست لغيرهم، وبعض مخاوفهم أشد من بعض، فأولها خوف الإعراض، وأشد منه خوف الحجاب، وأشد منه خوف الإبعاد، ثم خوف الوقوف وسلب المزيد، فسلب المزيد بسبب الشهوات عقوبة للعموم، فأما الخصوص فيحجبهم عن المزيد مجرد الدعوى والعجب والركون إلى ما ظهر من مبادئ اللطف، وذلك هو المكر الخفي الذي لا يقدر عن الاحتراز منه إلا ذوو الأقدام الراسخة. ثم خوف فوت ما لا يدرك بعد فوته، ثم خوف السلو عنه فأن المحب يلازمه الشوق والطلب الحثيث فلا يفتر عن طلب المزيد ولا يتسلى إلا بلطف جديد، فإن تسلى عن ذلك كان ذلك سبب وقوفه أو سبب رجعته، ثم

---

[1] إتحاف السادة المتقين «١: ٦٣٦-٦٤٥» اختصارا. ترجمہ: بادشاہوں کی ہم نشینی علما کے لئے بڑا فتنہ بن گیا ہے جس کی چنگاریاں افق کی طرف اڑتی ہیں اور ان کو گم راہ کرنے کے لئے شیطان کے ایک دشوار کن بہانہ ہے، انھیں اپنے باریک بین فریب سے دھوکہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان سے تمہاری ہم نشینی دین کی خدمت میں شامل ہے- نہیں ہے طاقت اور قوت گناہوں سے بچنے کی مگر بلندی والا، عظمت والا اللہ کی حفاظت اور مدد سے۔ پھر جب وہ داخل ہوتا ہے تو جلد ہی ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہے، خوشامد کرتا ہے اور ان کی حمد وثنا میں مشغول ہو جاتا ہے۔ انہی باتوں سے دین کی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ سلف صالحین کہا کرتے تھے کہ پہلے جب لوگ علم حاصل کیا کرتے تھے تو عمل کرتے تھے، پھر رات دن علم میں مشغول رہتے تھے، پھر گم نامی کی زندگی بسر تے تھے اور لوگ ان کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتے تھے اور وہ لوگوں سے بچ کر کہیں گوشہ نشین رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہونے کے بعد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ حمد وثنا کے بعد؛ مجھے کچھ ایسے لوگوں کی نشاندہی کر دیں جن سے میں دینی امور میں مدد لے سکوں۔ حسن بصری نے جواب میں لکھا کہ اہل دین آپ کے پاس آئیں گے نہیں اور اہل دنیا سے آپ کوئی تعلق رکھتے نہیں۔

خوف الاستبدال به بانتقال الحب من أحب الله تعالى إلى حب غيره، وذلك هو المقت. وظهور هذه الأسباب دليل على النقل عن مقام الحب إلى مقام المقت – نعوذ بالله منه– وملازمة الخوف لهذه الأمور وشدة الحذر منها بصفاء المراقبة دليل صدق الحب، فإن من أحب شيئًا خاف لا محالة فقده». [1]

إلى هنا انتهى الجزء الأول من كتاب «الفرقان في علم التصوف والإحسان»، ولنختم هذا الكتاب بأذكار تفيد السالكين إلى الرحمن[2]**:**(ا) «فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» «وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ».[3](ب) «الم» «اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا

---

[1] إحياء علوم الدين «٤: ٤٠٧–٤٠٨» ملخصا مع تغيير يسير، العلمية. ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خاص محسنین کے لئے محبت میں بھی خوف کے بڑے مواقع ہیں، محبت نہ کرنے والے یہ مواقع کیا جانیں، بعض خوف بعض سے زیادہ شدید ہیں۔ پہلا خوف اعراض ہے، اس سے شدید تر خوف حجاب کا ہے پھر ابعاد کا ہے۔ پھر مراتب میں زیادتی نہ ہونے کا خوف ہے، خواہشات کی وجہ سے سلب مزید عام لوگوں کے لئے سزا ہے اور خاص سالکین زیادتی درجات سے محض دعوی عجب یا ان مبادی لطف کی طرف میلان سے محجوب کر دیئے جاتے ہیں جو ان پر ظاہر ہوتے ہیں، یہی مکر مخفی ہے اور اس سے صرف وہی شخص بچ سکتا ہے جو راہ سلوک میں راسخ قدم ہو۔ اس کے بعد اس چیز کی محرومی کا خوف ہے جو ضائع ہو جانے کے بعد دوبارہ حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے بعد محبوب سے بے فکر اور لاپرواہو جانے کا خوف ہے۔ عاشق ہمیشہ شوق اور دوڑتا ہوا طلب میں رہتا ہے اور مزید کی طلب میں سستی نہیں کرتا اور ہر دم لطف تازہ کا منتظر رہتا ہے۔ اگر اس جستجو وطلب سے بے پرواہو جائے تو پھر سالک ایک مقام پر ٹھہر جائے گا یا اس مقام پر پہنچ کر واپسی شروع کر دے گا۔ اس کے بعد سالک کو یہ خوف دامن گیر رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالی کی محبت غیر کی محبت سے تبدیل نہ ہو جائے، یہ مقام مقت ہے۔ ان مقدمات واسباب کے ظہور کا مطلب یہ ہے کہ آدمی محبت کے مقام سے غضب کے مقام تک پہنچ گیا، ہم اس سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں۔ ان امور سے خائف رہنا اور شدت سے پر خلوص مراقبہ کے ساتھ اجتناب کرنا صدق محبت کی علامت ہے، اس لئے کہ جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے اس کے ضائع ہو جانے کے خوف سے مضطرب رہتا ہے۔

[2] ترجمہ: یہاں پر «الفرقان فی علم التصوف والاحسان» کتاب کا پہلا حصہ ختم ہوتا ہے اور ہم اس کتاب کا اختتام ان اذکار سے کرتے ہیں جو رحمٰن کے طلب گاروں کے لئے مفید ہیں۔

[3] من سورة الجاثية: ٣٦–٣٧. ترجمہ: پس تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو آسمانوں کے پروردگار، زمین کے پروردگار اور سارے جہانوں کے پروردگار ہیں اور انہی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست بڑی حکمت والے ہیں۔

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ».[١](ج) «وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ».[٢](د) «حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ».[٣](ه) «فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ».[٤] (و) «لا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ». [٥] (ز) «سُبْحَانَ اللَّه وَبِحَمْدِه، سُبْحَانَ اللَّه الْعَظِيمِ».[٦] (ح) «لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».[٧](ط) «يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ». «حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ».[٨] (ي) «اَللَّهُمَّ اجْعَلْنِي شَكُورًا وَاجْعَلْنِي صَبُورًا، وَاجْعَلْنِي فِي عَيْنِي صَغِيرًا وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا».[٩](ك) «اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ، وَنَوِّرْ

---

[١] من سورة آل عمران: ١-٢. ترجمہ: الف، لام، میم۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید کائنات کو تھامنے والے ہیں۔

[٢] من سورة البقرة: ١٦٣. ترجمہ: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

[٣] من سورة آل عمران: ١٧٣. ترجمہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہیں اور وہ خوب مدد گار ہیں۔

[٤] من سورة يوسف: ٦٤. ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ ہی بہتر محافظ ہیں اور وہ ارحم الرحمین ہیں۔

[٥] من سورة الأنبياء: ٨٧. ترجمہ: آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں۔ بے شک میں قصور واروں میں سے تھا۔

[٦] صحيح البخاري | كِتَابُ التَّوْحِيدِ | بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ، رقم الحديث: ٧٥٦٣. ترجمہ: میں اللہ کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتا ہوں، میں اللہ برتر کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

[٧] سنن أبي داود | كِتَابُ الْمَنَاسِكِ | بَابٌ: صِفَةُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ١٩٠٥. ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی ساجھی و شریک نہیں، اس کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہ زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

[٨] سنن أبي داود | كِتَابُ الصَّلَاةِ | بَابٌ: مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ، رقم الحديث: ١٥٠٨. ترجمہ: اللہ میرے لئے کافی ہیں اور وہ خوب مدد گار ہیں۔

[٩] مسند الفردوس للديلمي برقم: ١٩٢٦، والموسوعة الكبرى لأطراف الحديث النبوي الشريف «٧: ٦٧». ترجمہ: اے اللہ! مجھے صبر کرنے والا بنا، مجھے شکر کرنے والا بنا، مجھے میری آنکھ میں چھوٹا بنا (یعنی تواضع والا بنا اور تکبر سے بچا) اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا بنا۔

قَلْبِيْ بِأَنْوَارِ مَعْرِفَتِكَ، وَمَحَبَّتِكَ وَمُشَاهَدَتِكَ».[١] (ل) كثرة الاستغفار.[٢](م) كثرة الصلاة على النبي المختار صلَّى الله عليه وعلى آله وسلم. [٣]

تمت

محمد مشاہد

خادم الاحادیث النبویہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ دار العلوم کنائی گھاٹ، سلہٹ، بنگلہ دیش

---

[١] ترجمہ: اے اللہ! میرے دل کو تیرے سوا کسی اور سے پاک کر دے اور میرے دل کو اپنی معرفت، محبت اور مشاہدہ کے نور سے منور کر دے۔

[٢] ترجمہ: زیادہ سے مغفرت طلب کرنا۔

[٣] ترجمہ: برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام پیش کرنا۔